نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ

فرض، مستحب یا مکروہ تحریمی؟

تالیف

ڈاکٹر حافظ ابو یحییٰ نورپوری حفظہ اللہ

www.KitaboSunnat.com

اشراف

فضیلۃ الشیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ

نظرثانی

فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

للطباعۃ والنشر
دار الاسلاف
DAR-UL-ASLAF
PRINTING & PUBLISHING

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

کتاب و سنت (محدث) لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- بسا اوقات کسی کتاب کو اس کی مجموعی افادیت کے پیش نظر پبلش کر دیا جاتا ہے جس کے مندرجات سے ادارہ کا کلی اتفاق ضروری نہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ

فرض۔ مستحب۔ یا مکروہ تحریمی؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دار الاسلاف للطباعة والنشر

+92 345 555 66 54

darulaslaf@gmail.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ

فرض، مستحب یا مکروہ تحریمی؟

تالیف

ڈاکٹر حافظ ابو یحییٰ نورپوری حفظہ اللہ

اشراف

فضیلۃ الشیخ غلام مصطفی ظہیر امن پوری حفظہ اللہ

نظرثانی

فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

للطباعۃ والنشر
دار الاسلاف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب کی تسوید 2007ء میں ہوئی، قلمی مخطوطے کے کچھ عکس

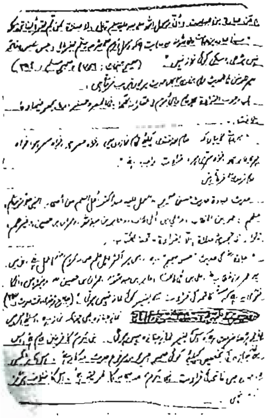

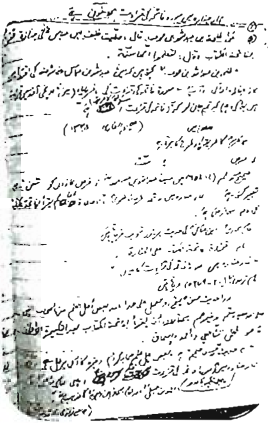

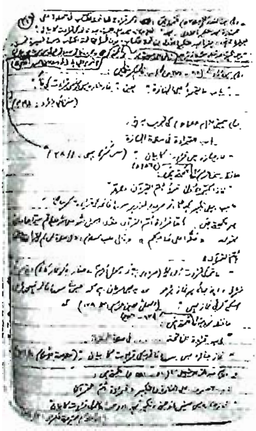

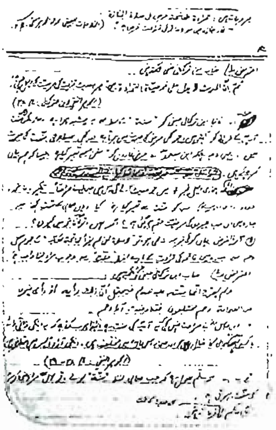

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

2011ء میں کچھ اضافہ جات کیے گئے اور مسودہ نظر ثانی کے لیے بھیجا گیا۔

شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کی نظر ثانی والے نسخے سے عکس

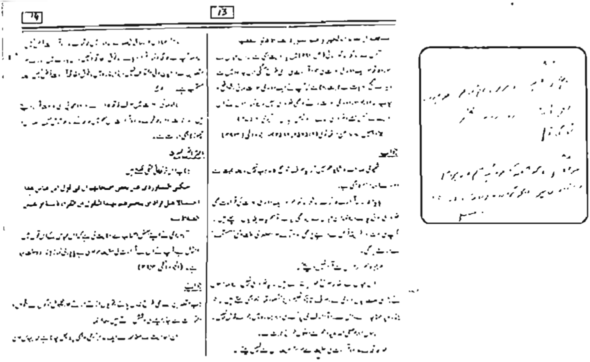

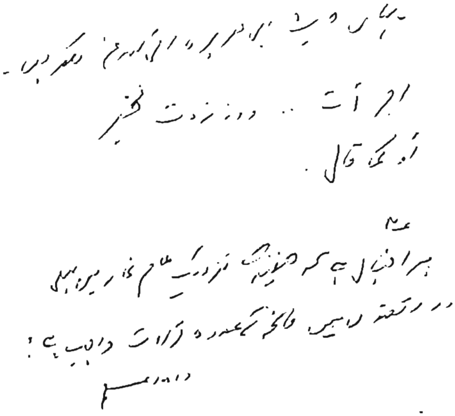

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

ابواب وفصول

باب ① نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی فرضیت کے دلائل

فصل اول سورۂ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز قبول نہیں ہوتی

فصل دوم نمازِ جنازہ کا نبوی طریقہ؛ حدیثِ ابن عباس رضی اللہ عنہما

فصل سوم نبوی تعلیم؛ حدیثِ ابواُمامہ بن سہل رضی اللہ عنہ

فصل چہارم نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اَمر؛ حدیثِ اُمِّ شریک رضی اللہ عنہا

فصل پنجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل؛ نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ

فصل ششم ناطقِ وحی کا دوٹوک حکم؛ حدیثِ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا

باب ② فقہاء واسلافِ امت اور جنازہ میں فاتحہ کی قراءت

فصل اول صحابہ کرام اور نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ

فصل دوم تابعین عظام اور نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ

فصل سوم فقہاء وائمہ دین کی آراء وفتاوی

باب ③ دلائلِ احناف کا منصفانہ تجزیہ

فصل اول مانعین کے ''تحقیقی'' شاہکار...... بے سروپا ''دلائل''

فصل دوم کہیں کی اینٹ، کہیں کا روڑا...... بے جوڑ روایات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم — صریح نصوص کے مقابلے میں قیاسی "دلائل"
فصل چہارم — موضوع سے متعلق دلائل ......نہ دارد!
فصل پنجم — دلائل احناف......ایک نظر میں

باب ④ — **مسلماتِ احناف اور نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ**

فصل اول — نماز میں مطلق قراءت کی فرضیت
فصل دوم — نمازِ جنازہ میں بطورِ دعا یا ثنا سورۂ فاتحہ کی قراءت
فصل سوم — کثرتِ طرق اور نمازِ جنازہ میں فاتحہ کی قراءت
فصل چہارم — تقلید کی شرعی حیثیت اور جنازہ میں فاتحہ کی قراءت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

مُقدّمۃ 19

باب 1: نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی فرضیت کے دلائل 23

فصل اول: سورۂ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز قبول نہیں ہوتی 24

① حدیثِ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ 24

جنازہ بھی نماز ہے 25

فقہائے کرام اور حدیثِ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ 26

② حدیثِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ 31

③ حدیثِ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما 31

④ حدیثِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ 32

فصل دوم: نمازِ جنازہ کا نبوی طریقہ؛ حدیثِ ابن عباس رضی اللہ عنہما 33

فقہائے کرام اور حدیثِ ابن عباس رضی اللہ عنہما 33

فقہاء کے استدلال پر اعتراضات کا جائزہ 36

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① اس حدیث سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی!	37
سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور لفظِ سنت	37
امام شافعی رحمہ اللہ اور لفظِ سنت	38
② سنت سے مراد سنتِ نبوی نہیں!	40
فقہاء ومحدثین اور لفظِ سنت	40
لفظِ سنت اور علمائے احناف کا دوہرا معیار	42
احناف کے گھر کی گواہی	42
③ نماز جنازہ کو سنت کہا گیا ہے نہ کہ فاتحہ کو؟	43
حدیث کے الفاظ کا فیصلہ	44
محدثین وفقہائے کرام کا فیصلہ	45
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے	47
ایک لطیفہ؛ انوار صاحب کی دوغلی پالیسی	48
④ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما پر "کشمیری" الزام!	49
علامہ انور شاہ کشمیری اور ناموسِ صحابہ	50
ممنوع اور مشروع اقعاء	52
⑤ فاتحہ کے علاوہ قراءت کیوں فرض نہیں؟	56
یہ الفاظ محفوظ نہیں	56
احادیثِ رسول اور آثارِ صحابہ کا تقاضا	57
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اپنی صراحت	58
نماز جنازہ سرّی اور جہری دونوں طرح	58
⑥ سنت "غیر معروف طریقہ": ایک قبیح تحریف	59

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

	⑦ خیر القرون اور نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ	
	حنفی علماء کی گواہی	61
	⑧ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھول کر فاتحہ پڑھی!	61
	⑨ اوکاڑوی صاحب کا ایک نحوی چٹکلا!	62
	کتبِ حدیث بمقابلہ اوکاڑوی منطق	63
	⑩ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ترکِ فاتحہ	64
	منقطع اور غیر متعلق روایت	64
فصل سوم	نبوی تعلیم؛ حدیثِ ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ	66
	اثباتِ صحابیت میں ایک عمدہ قاعدہ	67
	نماز جنازہ میں ایک سلام	70
	حدیثِ ابو امامہ رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کا منصفانہ تجزیہ	71
	روایت کے مختلف الفاظ اور ان کی تطبیق	72
	احناف جنازہ میں درود بھی چھوڑ دیں گے؟	74
	فاتحہ کے ذکر والی اسانید قوی ہیں	76
	مولانا ظفر احمد تھانوی صاحب کا دوہرا معیار	78
فصل چہارم	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمر؛ حدیثِ اُم شریک رضی اللہ عنہا	80
	حماد بن جعفر اور شہر بن حوشب پر اعتراض	81
	حماد بن جعفر کی توثیق	81
	حماد بن جعفر پر جرح کی حقیقت	81
	ابو الفتح ازدی خود مجروح ہے	82
	امام ابن عدی رحمہ اللہ کو ایک شبہہ!	82

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہر بن حوشب کی توثیق 83

شہر بن حوشب پر جرح کی حقیقت 84

حدیثِ امِ شریک رضی اللہ عنہا پر اعتراضات کا منصفانہ تجزیہ 86

① ”نامعلوم“ صحابیہ کی روایت! 86

② حکم نبوی پر عمل ؛ ”اصولیوں“ کی بے اصولی 88

ذرا تصور کریں...... 89

دیگر قرائن کا تقاضا 89

③ اس کی سند میں کلام ہے! 90

④ یہ حکم عورتوں کے ساتھ خاص؟ 92

⑤ حدیثِ امِ شریک پر دعویٰ نسخ 93

حدیث کے پورے الفاظ 94

عورتوں کے لیے جنازہ پڑھنا منسوخ؟ 94

احناف کے گھر سے گواہی 95

دورنگی خوب نہیں، یک رنگ ہو جا 96

⑥ فاتحہ کی قراءت کے نسخ کا دعویٰ 96

دعویٰ نسخ کے حوالے سے عادتِ شنیعہ 97

عمل صحابہ ہو تو دعویٔ نسخ مردود 99

حنفی فقہاء کی گواہی 99

تقلید ناسدید اور فہم شریعت! 100

فصل پنجم رسول اللہ ﷺ کا عمل ؛ نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ 103

سب تاویلیں اکارت 103

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فصل ششم — ناطقِ وحی کا دوٹوک حکم؛ حدیثِ اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا 105
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح حکم کی مخالفت 107
باب 2 فقہاء واسلافِ امت "جنازہ میں فاتحہ کی قراءت" 108
فصل اول — صحابہ کرام اور نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ
① سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا عمل 109
② سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کا فتویٰ 109
③ ایک اور صحابی کا فتویٰ 110
④ سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا عمل 111
ضحاک بن قیس اور حبیب، دونوں صحابی 112
⑤ سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کا عمل 114
آثار صحابہ پر ایک عمومی اعتراض ...... فاتحہ بطور دعا 114
حافظ ابن حزم رحمہ اللہ کی سخت تردید 115
دیگر ائمہ دین کا فہم 115
فصل دوم — تابعینِ عظام اور نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ 117
① امام ابن مسیب رحمہ اللہ کی رضامندی 117
② امام حسن بصری رحمہ اللہ کا عمل 117
③ امام مکحول شامی رحمہ اللہ کا عمل 117
④ امام ضحاک رحمہ اللہ کا فرمان 118

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم — فقہاء وائمہ دین کی آراء وفتاوی — 120
① امام شافعی رحمہ اللہ کا فتویٰ — 120
② امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا عمل — 121
③ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا فتویٰ — 121
④ امام ابنِ منذر رحمہ اللہ کا فتویٰ — 121
⑤ امام دار قطنی رحمہ اللہ کا فتویٰ — 122
⑥ امام بیہقی رحمہ اللہ کا فتویٰ — 122
⑦ علامہ ابنِ حزم رحمہ اللہ کا فتویٰ — 122
⑧ شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کا فتویٰ — 123
⑨ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ کا فتویٰ — 123
⑩ علامہ نووی رحمہ اللہ کا فتویٰ — 123
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب؟ احناف میں اختلاف — 123

باب ③ دلائل احناف کا منصفانہ تجزیہ — 126

فصل اول — ''تحقیقی'' شاہکار............بے سند دلائل — 127
① سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی بے سند روایت! — 127
ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ثابت فرمان؛ اللہ عرش پر — 128
② ابن عوف اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی بے سند روایت — 129
ابن عوف رضی اللہ عنہ اور مغرب سے پہلے دو رکعتیں — 130

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

	ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ایک وتر	130
	③ رسولِ اکرم ﷺ کا اکثری عمل!	131
	④ جمہور سلف کا بے سند عمل!	132
فصل دوم	کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا...... بے جوڑ دلائل	136
	① نماز جنازہ دراصل دُعا ہے!	136
	علامہ تقی عثمانی صاحب کی انصاف پسندی	138
	محمد بن اسحاق پر احناف کا دوہرا معیار	139
	اسلافِ امت کا فہم	140
	② سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور جنازہ میں قراءت!	141
	حافظ ابن حزم رحمہ اللہ کا قولِ فیصل	142
	رفع الیدین؛ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا صریح عمل	144
	کیا دیگر صحابہ کا عمل قابل قبول نہیں؟	145
	③ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عمل اور جنازہ میں قراءت	145
	عدمِ ذکر، عدمِ وجود کی دلیل نہیں ہوتا	147
	مقتدی کی قراءت......ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت	147
	④ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جنازہ میں فاتحہ	148
	ہر سوال عدمِ علم کی بنا پر نہیں ہوتا	149
	فقہ حنفی اور خیر القرون کا عمل	150
	⑤ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ''ضعیف'' روایت	153
	فاتحہ میں حمد وثناء ہی تو ہے	154
	عدمِ ذکر، عدمِ وجود کو مستلزم نہیں ہوتا	154

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور فقہ حنفی 154

⑥ امام شعبی رحمہ اللہ سے منسوب "ضعیف" روایت 155

شعبی رحمہ اللہ کا ثابت عمل: امام کے پیچھے قراءت 156

جنازہ میں عام قراءت: "ضعیف" روایات 157

⑦ فضالہ رضی اللہ عنہ کی عام قراءت سے متعلق روایت 157

صحابہ کرام کا صریح عمل کیوں قبول نہیں؟ 158

⑧ امام شعبی سے منسوب ایک اور روایت 159

⑨ امام عطاء رحمہ اللہ سے متعلق "ضعیف" روایت 159

امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ اور فقہ حنفی 160

عطاء رحمہ اللہ اور اوکاڑوی صاحب کی تضاد بیانی 161

⑩ طاؤس اور عطاء رحمہما اللہ سے متعلق "ضعیف" روایت 162

⑪ بکر بن عبداللہ رحمہ اللہ کی "ضعیف" روایت 162

⑫ میمون رحمہ اللہ سے منسوب "ضعیف" روایت 163

دیوبندی بھائیوں کا دوہرا معیار 165

⑬ سالم رحمہ اللہ کی روایت 165

⑭ ابراہیم نخعی کے متعلق "ضعیف" روایت 166

⑮ امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ کا قول 167

دیگر ائمہ کا صریح اور ثابت عمل کیوں قبول نہیں؟ 168

اہل مدینہ کا عمل اور احناف 169

فصل سوم صریح نصوص کے مقابلے میں قیاسی دلائل 173

① سب تکبیروں کے بعد فاتحہ کیوں نہیں؟ 173

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نص کے مقابلے میں قیاس کیوں؟ 174
② جنازہ میں تشہد اور فاتحہ کی ممانعت کا استدلال 175
کیا یہ قیاس بھی درست ہے؟ 175
③ جنازہ میں دعائے استفتاح کیوں نہیں؟ 176
سنت سے انحراف اور بدعت کی پابندی 177
فصل چہارم موضوع سے متعلق دلائل، نہ دارد! 178
① ابو بردہ تابعی سے منسوب ''ضعیف'' روایت 178
② ابو العالیہ تابعی کی ایک روایت 179
جمہور تابعین کی بات کیوں قابل عمل نہیں؟ 180
احناف کی تنگدستی 180
فصل پنجم دلائل احناف......ایک نظر میں 181
① بے سند دلائل 181
② بے جوڑ دلائل 182
③ قیاسی دلائل 184
④ خاص دلائل 184
دیوبندی احباب کی ''خیر القرون'' 185

باب ④
مُسلّمات احناف اور نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ 188

فصل اول فقہ حنفی اور نماز میں قراءت کی فرضیت 189

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

	صاحبِ ہدایہ کی عبارت	189
	علامہ کاسانی حنفی اور قراءت کا وجوب	189
	علامہ زیلعی حنفی کا فرمان	190
	قیاس اور نماز جنازہ میں قیام	191
فصل دوم	جنازہ میں بطورِ دعا یا ثنا سورۂ فاتحہ کی قراءت	193
	ابوحنیفہ ثانی کا نقل کردہ فتویٰ	193
	علامہ کاسانی حنفی کی رخصت	194
	علامہ زیلعی حنفی کا قیاس در فاسد قیاس	195
	جنابت میں بطورِ دُعا تلاوت اور اسلاف	196
فصل سوم	کثرتِ طُرُق اور نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ	200
	علمائے احناف اور کثرتِ طُرُق	201
	دیوبند مکتبہ فکر اور کثرتِ طرق	201
	بریلوی مکتبہ فکر اور کثرتِ طرق	202
	حدیثِ اُمِّ شریک اور کثرتِ طرق	204
	حدیثِ اسماء بنت یزید اور کثرتِ طرق	205
	اوکاڑوی صاحب کی غلط فہمی	206
فصل چہارم	تقلید کی شرعی حیثیت اور جنازہ میں فاتحہ	210
	امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب	211
	امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مذہب	212
	آخری گزارش	212
	اشاریہ جات	214
	مصادر ومراجع	218

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

فوت ہونے والے زندوں سے کچھ نہیں مانگتے، البتہ ان کے لیے دعائیں بہت اہم ہوتی ہیں۔ان دعاؤں میں سے اہم ترین دعا نماز جنازہ ہے۔نماز جنازہ دنیا والوں کی طرف سے آخری تحفہ ہے جو اجتماعی طور پر دارِ فانی سے کوچ کرنے والے کسی مسلمان کو پیش کیا جاتا ہے۔

اس تحفے کی اصل قدر و قیمت تو صرف وہی جانتے ہوں گے جنہیں موت آ چکی ہے۔ دنیا میں جو بھی آیا ہے، اسے بالآخر یہاں سے جانا ہے۔جو مسلمان اب زندہ ہیں، یقیناً انہیں بھی اس تحفے کی بڑی ضرورت ہوگی۔جب معاملہ یہ ہے تو ہمیں چاہیے کہ اس تحفے کو ایسے طریقے سے فوت ہونے والے کے حوالے کریں کہ یہ اس کے کام آ سکے۔یہ نہ ہو کہ ہم پورے خلوص سے اس تحفے کا اہتمام بھی کریں، لیکن کچھ ضروری اجزاء کے معدوم ہونے کی وجہ سے یہ مرنے والے کے لیے بے کار ہو کر رہ جائے!

نماز جنازہ چونکہ ایک دینی فریضہ ہے، لہٰذا اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے راہ نمائی لینا ضروری ہے۔اگر نماز جنازہ آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ادا کی گئی تو ہی یہ فوت شدہ کے لیے باعثِ نجات اور ہمارے لیے باعثِ اجر و ثواب بن سکتی ہے۔نماز جنازہ کس طریقے سے ادا کرنی ہے؟ اس حوالے سے ایک اہم بحث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کی ہے کہ کیا نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کی جائے گی یا نہیں؟ یہ مرحلہ چونکہ سفرِ آخرت کا سب سے پہلا قرینہ ہے، اس لیے جو بھی شخص اس حوالے سے کوئی بھی بات کرے اس پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ پوری دیانت داری سے کام لے اور یہ بات مدِ نظر رکھے کہ ایک دِن اسے بھی اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ اگر اُس نے اِس بارے میں مسلمانوں کی صحیح راہ نمائی نہ کی تو وہ دربارِ الٰہی میں کیا جواب دے گا؟

ہم اللہ کے فضل سے ان ساری باتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ تحقیق پیش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری نیت کی صفائی پر گواہ ہے۔ قارئین کرام سے بھی ہماری اپیل ہے کہ وہ ہر قسم کے تعصب سے بالا تر ہو کر محض حق کی جستجو میں اس تحریر کو پڑھیں اور غیر جانب دارانہ مطالعے کے بعد قوی دلائل جس طرف ان کی راہ نمائی کریں، وہ اسی طرف چل دیں۔

ہمارا اسلوب یہ ہو گا کہ بابِ اوّل میں صحیح احادیث سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کے واجب ہونے کے دلائل پیش کریں گے۔ چونکہ اہل حدیث کے بارے میں یہ رائے بڑے زور وشور سے سنائی دیتی ہے کہ اہل حدیث فقہ کو نہیں مانتے، ائمہ دین اور فقہائے کرام کا ادب و احترام نہیں کرتے اور ان کی فقہی آراء کو خاطر میں نہیں لاتے، لہٰذا ہم دلائل ذکر کر کے وہ فقہی آراء بھی پیش کریں گے جو ان دلائل پر فقہاء و ائمہ دین نے رقم کی ہیں۔ اس کتاب کے مطالعے سے قارئین کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا کہ فقہائے کرام اور فقہی آراء کو کون قبول کرتا ہے اور کون خاطر میں نہیں لاتا؟ نیز اِن دلائل کے ضمن میں اُن اعتراضات کا بھی بالاستیعاب تحقیقی اور منصفانہ تجزیہ کیا جائے گا، جو اِن دلائل پر آج تک کیے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضروری نہیں ہوگا کہ اعتراض ذکر کرنے کے بعد بہت سی کتابوں کا حوالہ دیا جائے۔ چونکہ چند اعتراضات ہی تمام کتابوں میں بار بار ذکر کیے گئے ہوتے ہیں، لہٰذا طوالت سے اجتناب کی خاطر ہم کسی ایک مرکزی کتاب کا حوالہ دے کر اس کا جواب عرض کر دیں گے۔

بابِ دوم میں صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ دین سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے حوالہ سے جو باسندِ صحیح ثابت ہے، اسے رقم کیا جائے گا۔

بابِ سوم میں مانعین کے دلائل کا اصولِ محدثین کی روشنی میں منصفانہ تجزیہ کیا جائے گا، جس سے قارئین کو اس سلسلے میں ان کے دلائل کی قوت کا اندازہ ہو جائے گا۔

بابِ چہارم میں بعض ان باتوں کا تذکرہ کیا جائے گا جو فریقِ ثانی کے ہاں بھی مُسلَّم ہیں اور ان مُسلَّمات کی رُو سے بھی نماز جنازہ میں قراءت کا اثبات ہوتا ہے، لیکن وہ اس کے باوجود نماز جنازہ میں قراءت کو سختی سے منع کرتے ہیں۔

طعن و تشنیع کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں۔ ہم تحقیق میں جارحانہ رویہ اپنانے کے حامی نہیں، لیکن تاسف سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ دینی مسائل کی تحقیق میں اصحابِ تقلید کی طرف سے عموماً سنجیدگی کا خیال نہیں رکھا جاتا اور اپنی مسلکی برتری کا اثبات دلائل کی بجائے دُرشت و کرخت زبان سے کیا جاتا ہے۔

ہمارا مقصود صرف راہِ صواب کی نشان دہی ہے۔ اگر ہماری سنجیدہ تحقیق سے کوئی ایک بھی شخص راہِ ہدایت پر گامزن ہو گیا تو ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔

ہمارے اسلوب میں یہ بات شامل ہے کہ جو بھی موضوع زیر بحث ہو، اس کے متعلق ہماری تحقیق ایک انسائیکلوپیڈیا بن جائے۔ آج تک جو کچھ اس بارے میں لکھا جا چکا ہو، اس سب کا تحقیقی و تنقیدی اور منصفانہ تجزیہ ہو جائے تاکہ قاری کو اس موضوع کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حوالے سے کوئی تشنگی نہ رہے۔ ہمارے قارئین اس چیز کو بخوبی محسوس کریں گے۔

ہماری تحقیق اور منہج و اسلوب کے بارے میں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ہم صرف صحیح احادیث سے استدلال کو جائز سمجھتے ہیں۔ ہم نے اپنے استدلال میں کوئی قولِ صحابی، قولِ تابعی، حتی کہ کسی امام کا کوئی قول بھی بے سند یا ''ضعیف'' سند کے ساتھ پیش نہیں کیا۔ کسی حدیث، اثر یا قول کی سند اگر محدثین کی کسوٹی پر پوری نہ اُترتی ہو تو وہ ہمارے حق میں جتنی بھی مفید ہو، ہم نے اُسے انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑتے ہوئے کبھی بھی پیش نہیں کیا۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ ہماری پوری کوشش کے باوجود اگر وہ دورانِ مطالعہ کسی حوالے سے کوئی تشنگی محسوس کریں یا کوئی اور اعتراض ان کے سامنے آئے یا ہماری طرف سے کسی غلطی پر اطلاع پائیں تو ہمیں فوری طور پر اس سے مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا ازالہ کیا جا سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور قبولِ حق کے سلسلے میں ہر قسم کے تعصب و تحزب سے محفوظ فرمائے۔ آمین !

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ①

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی فرضیت کے دلائل

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت فرض ہے۔ یہ بات محض دعویٰ نہیں، بلکہ ایک مدلل ومبرہن موقف ہے جو سنتِ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا آئینہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ فقہائے امت کی فقہی آراء سے بھی مزین ہے۔

آیئے پڑھیے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل اول

سورۂ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز قبول نہیں ہوتی

نبی کریم ﷺ کی کئی احادیث میں صریح طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ ہر نماز کی قبولیت کے لیے سورۂ فاتحہ کی قراءت شرط ہے۔ہم چند احادیث یہاں ذکر کرتے ہیں؛

① حدیثِ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ».

جس نے سورۂ فاتحہ کی قراءت نہیں کی، اس کی کوئی نماز نہیں۔

(صحيح البخاری: 756، صحيح مسلم: 394)

رسولِ اکرم ﷺ کے اس فرمانِ عالیشان میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ سورۂ فاتحہ کی قراءت کے بغیر کسی کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔ یہاں کلمہ مَنْ اور کلمہ صلاۃ عام ہے، یعنی نماز پڑھنے والا جو بھی ہو اور وہ کوئی بھی نماز پڑھ رہا ہو تو اسے سورۂ فاتحہ کی قراءت کے بغیر شرفِ قبولیت حاصل نہیں ہوسکتا۔رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے اس عمومی فرمان سے کسی بھی شخص یا نماز کو مستثنیٰ نہیں کیا۔لہٰذا اس عمومی فرمان سے بعض اشخاص اور بعض نمازوں کو خاص کرنا درست نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض اشخاص (مقتدیوں) کی تخصیص کا معاملہ تو فاتحہ خلف الامام کی بحث سے تعلق رکھتا ہے، اس کی تفصیل اس موضوع کی کتب میں ملے گی، البتہ اس حدیث سے کچھ نمازوں کی تخصیص کا مسئلہ ہمارے اسی موضوع سے متعلق ہے۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ مذکورہ حدیث میں رسولِ اکرم ﷺ نے بالعموم ہر نماز کے لیے سورۂ فاتحہ کی قراءت کو قبولیت کی شرط قرار دیا ہے۔

جنازہ بھی نماز ہے

ظاہر ہے کہ جنازہ بھی نماز ہے۔ کوئی مسلمان جنازہ کے نماز ہونے سے انکاری نہیں ہوسکتا۔ قرآنِ کریم کو کون جھٹلا سکتا ہے؟

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾

(التوبة 9: 84)

(اے نبی!) آپ ان (منافقین) میں سے کسی مرنے والے پر نمازِ جنازہ ادا کریں نہ ہی ان میں سے کسی کی قبر پر (دعا کے لیے) کھڑے ہوں۔

نیز محدثین کرام نے کتبِ حدیث میں اور فقہائے کرام نے کتبِ فقہ میں نمازِ جنازہ کے لیے صَلَاةُ الْجَنَازَةِ، یعنی نمازِ جنازہ کے الفاظ استعمال کیے ہیں جیسا کہ حدیث اور فقہ کا ایک مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے۔ تسلی کے لیے تمام ان کتب حدیث کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے جو فقہی تبویب کے ساتھ لکھی گئی ہیں۔

نیز یہ کتبِ فقہ بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں:

الأشباه والنظائر، المبسوط للسرخسي، الهداية للمرغيناني،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البحر الرائق، بدائع الصنائع، فتح القدير، مراقى الفلاح، الفتاوى الهندية المعروف فتاوى عالمگيرى، وغيرها ....

ہم نے صرف علمائے احناف کی کتابیں ذکر کی ہیں، کیونکہ وہی جنازہ کے نماز ہونے میں متذبذب ہیں۔ یہ بحث مفصل طور پر آئندہ صفحات میں آئے گی۔ إن شاء الله

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ فقہ حنفی کی معتبر کتب میں جنازے کے لیے نماز کی نیت کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری کی عبارت ملاحظہ ہو:

وَفِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ يَنْوِي الصَّلَاةَ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَالدُّعَاءَ لِلْمَيِّتِ.

نماز جنازہ میں آدمی اللہ تعالیٰ کے لیے نماز اور میت کے لیے دعا کی نیت کرے۔ (الفتاوى الهندية:1/66)

یہی بات الاشباہ والنظائر وغیرہ میں بھی درج ہے۔

جب یہ بات مُسَلَّم ہے کہ جنازہ بھی نماز ہے تو بزبانِ نبوت اس کی قبولیت کے لیے سورۂ فاتحہ کی قراءت شرط ہے۔

فقہائے کرام اور حدیثِ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

امام بخاری رحمہ اللہ (256ھ) کی فقاہت میں کس مسلمان کو شبہہ ہے؟ آیئے ملاحظہ فرمائیں کہ انہوں نے اس حدیث کی روشنی میں کیا فقہی رائے قائم کی ہے، اس حدیث پر ان کی تبویب یوں ہے:

بَابُ وُجُوبِ الْقِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ.

اس بات کا بیان کہ امام اور مقتدی کے لیے تمام نمازوں میں، خواہ وہ حضر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہوں یا سفر میں، سری ہوں یا جہری، قراءت ضروری ہے۔

(صحیح البخاری، قبل الحدیث: 756)

امام ترمذی رحمہ اللہ (279ھ) بھی ایک مشہور فقیہ ہیں۔ان کی کتاب جامع ترمذی کے بارے میں معروف ہے کہ وہ حدیث، اصولِ حدیث، عللِ حدیث، اسماء الرجال اور دیگر علومِ حدیث کے ساتھ ساتھ فقہ الحدیث سے بھی لبریز ہے۔اس حدیث پر امام ترمذی رحمہ اللہ کا تبصرہ یہ ہے:

حَدِيثُ عُبَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَغَيْرُهُمْ، قَالُوا : لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ إِلَّا بِقِرَائَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ......، وَبِهِ يَقُولُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ .

سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔اس پر اکثر اہل علم صحابہ کرام کا عمل ہے۔ان میں سے چند ایک یہ ہیں: سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا جابر بن عبد اللہ، سیدنا عمران بن حصین وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین، ان سب کا کہنا ہے کہ سورۂ فاتحہ کی قراءت کے بغیر کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔امام عبد اللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ بھی اسی کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں۔

(جامع الترمذي، تحت الحديث: 247)

یہاں پر منصف مزاج قارئین کے لیے ہم حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (456ھ) کی بالکل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صریح عبارت بھی نقل کیے دیتے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

أَمَّا قِــــرَاءَةُ أُمِّ الْقُرْآنِ؛ فَلِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهَا صَـــلَاةً بِقَوْلِهِ: «صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُمْ»، وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ».

رہی (نماز جنازہ میں) سورۂ فاتحہ کی قراءت تو وہ اس لیے ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس (جنازہ) کو یہ فرما کر نماز کا نام دیا ہے کہ: «صَلُّوا عَلٰى صَـاحِبِكُمْ» (تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ ادا کرو)، نیز آپ علیہ السلام نے یہ فرمایا: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُــرْآنِ» (اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے سورۂ فاتحہ کی قراءت نہیں کی)۔

(المحــــــــــــلّى بالآثار: 129/5)

ایک مقام پر حافظ ابنِ حزم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَالْعَجَبُ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ قِيَاسٍ، وَهُمْ يَرَوْنَ أَنَّهَا صَـلَاةٌ، وَيُوجِبُونَ فِيهَا التَّكْبِيرَ وَاسْتِقْبَالَ الْقِبْلَةِ وَالْإِمَامَةَ لِلرِّجَالِ وَالطَّهَـارَةَ وَالسَّلَامَ، ثُمَّ يُسْقِطُونَ الْقِرَاءَةَ، فَإِنْ قَالُوا: لَمَّا سَقَطَ الرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ وَالْجُلُوسُ سَقَطَتِ الْقِرَاءَةُ، قُلْنَا: وَمِنْ أَيْنَ يُوجَبُ هٰذَا الْقِيَاسُ دُونَ قِيَاسِ الْقِرَاءَةِ عَلَى التَّكْبِيرِ وَالتَّسْلِيمِ، بَلْ لَوْ صَحَّ الْقِيَاسُ لَكَانَ قِيَاسُ الْقِرَاءَةِ عَلَى التَّكْبِيرِ وَالتَّسْلِيمِ، لِأَنَّ كُلَّ ذٰلِكَ ذِكْرٌ بِاللِّسَانِ، أَوْلٰى مِنْ قِيَاسِ الْقِـرَاءَةِ عَلٰى عَمَلِ الْجَسَدِ، وَلٰكِنْ هٰذَا عِلْمُهُمْ بِالْقِيَاسِ وَالسُّنَنِ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعجب تو اس بات پر ہے کہ وہ (احناف) اصحاب القیاس (اصحاب الرائے) ہیں اور وہ جنازہ کو نماز بھی سمجھتے ہیں، نیز (عام نماز کی طرح) اس میں تکبیر، استقبالِ قبلہ، مردوں کی امامت، طہارت اور سلام کو بھی واجب قرار دیتے ہیں، لیکن پھر اس سے قراءت کو ختم بھی کرتے ہیں! اگر وہ کہیں کہ جب رکوع، سجدہ اور تشہد ختم ہو گیا ہے تو قراءت بھی ختم ہو گئی ہے۔ ہم کہیں گے کہ قراءت کو تکبیر اور سلام پر قیاس کرنا چھوڑ کر یہ (تکبیر کا رکوع، سجدہ اور تشہد پر) قیاس کیسے واجب کیا جا رہا ہے؟ اگر قیاس درُست تھا تو قراءت کو جو زبان کا ذکر ہے، اس رکوع و سجود پر قیاس نہ کیا جاتا جو جسم کا عمل ہے، بلکہ اسے تکبیر اور سلام پر قیاس کیا جاتا، کیونکہ قراءت بھی زبان کا ذکر ہے اور تکبیر اور سلام بھی زبان کا ذکر ہے۔ لیکن (کیا کریں کہ) انہیں قیاس اور سنن کا بس اتنا ہی علم ہے۔ (المحلّٰی: 131/5)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے بھی صحیح بخاری کی شرح میں اس قیاسی کاوش کو بالکل بودا قرار دیتے ہوئے اس کا ردّ کیا ہے۔ (فتح الباري لابن حجر: 204/3)

نیز امام ابن عبد البر رحمہ اللہ (463ھ) کا فرمان بھی ملاحظہ فرمائیں:

وَاحْتَجَّ دَاوُدُ فِي هٰذَا الْبَابِ بِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ»، وَهِيَ صَلَاةٌ عِنْدَ جَمِيعِهِمْ، لَا تَجُوزُ إِلٰى غَيْرِ الْقِبْلَةِ وَلَا بِغَيْرِ وُضُوءٍ......

امام داود رحمہ اللہ (297ھ) نے اس (نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی فرضیت کے) سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے دلیل لی ہے کہ: «لَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَـلَاۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ» (جس شخص نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی، اس کی کوئی نماز نہیں) اور جنازہ تو سب کے نزدیک نماز ہے، اسے جہتِ قبلہ اور وضو کے بغیر ادا کرنا جائز نہیں۔
(الاستذکار الجامع لمذاھب فقھاء الأمصار :42/3)

امام بیہقی رحمہ اللہ (458ھ) فرماتے ہیں:

ھُوَ عَلَی الْعُمُومِ .

حدیث عبادہ بن صامت عام ہے۔
(الخلافیات بین الإمامین الشافعي وأبي حنیفة وأصحابه : 239/4)

علامہ صنعانی رحمہ اللہ (1182ھ) فرماتے ہیں:

وَاسْتُدِلَّ لِلْوُجُوبِ بِأَنَّھُمُ اتَّفَقُوا أَنَّھَا صَلَاۃٌ، وَقَدْ ثَبَتَ حَدِیثُ «لَا صَلَاۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ»، فَھِيَ دَاخِلَۃٌ تَحْتَ الْعُمُومِ، وَاِخْرَاجُھَا مِنْہُ یَحْتَاجُ اِلٰی دَلِیلٍ .

جنازہ میں فاتحہ کے وجوب پر استدلال یوں کیا گیا ہے کہ جنازہ بالاتفاق نماز ہے اور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ثابت ہے کہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں، چنانچہ جنازہ بھی عموم میں داخل ہے، جنازہ کو اس کے عموم سے خارج کرنا محتاجِ دلیل ہے۔(سبل السلام :487/1)

معلوم ہوا کہ یہ ہمارا کوئی نیا دعویٰ نہیں، بلکہ فقہائے کرام بھی یہی فرما رہے ہیں کہ اس حدیث سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت ضروری قرار پاتی ہے۔فریقِ ثانی سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ ان فقہائے کرام کے نام بھی شمار کروا دیں جنھوں نے کہا ہو کہ اس حدیث سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کی دلیل لینا غلط ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ تمام فقہائے کرام کے نزدیک حدیثِ عبادہ نماز جنازہ سمیت سب نمازوں کو شامل ہے۔ اگر کسی شخص کا یہ دعویٰ ہے کہ نماز جنازہ اس سے مستثنیٰ ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے اس دعویٰ پر دلیل پیش کرے۔ اگر ہمارے پاس صرف یہی حدیث ہوتی تو یہی نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے فرض ہونے کے ثبوت میں کافی تھی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ خود رسولِ اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک عمل سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت ثابت ہے، جس کی تفصیل فصلِ دوم میں پیش کی جا رہی ہے۔ اس کے برعکس رسولِ اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت سے ممانعت کے حوالے سے کچھ ثابت نہیں۔

② حدیثِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ؛ فَهِيَ خِدَاجٌ».

جو بھی شخص کوئی بھی ایسی نماز ادا کرے، جس میں اس نے سورۂ فاتحہ کی قراءت نہ کی ہو، تو وہ ناقص (نامکمل اور باطل) ہے۔

(صحیح مسلم: 395)

کتنی صراحت ہے فرمانِ رسول ﷺ میں کہ کوئی بھی شخص، کوئی بھی نماز بغیر سورۂ فاتحہ کی قراءت کے پڑھے تو وہ ناقابل قبول ہے۔ جب جنازہ بھی نماز ہے تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق سورۂ فاتحہ کی قراءت چھوڑ دینے کی وجہ سے ضائع ہو جائے گی۔

③ حدیثِ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ؛ فَهِيَ خِدَاجٌ».

”ہر وہ نماز، جس میں سورت فاتحہ کی قراءت نہ کی جائے، وہ ناقص (نامکمل اور باطل) ہے۔“

(سنن ابن ماجه: 841، القرائة خلف الإمام للبخاري: 15، وسندهٗ صحيحٌ)

ہر نماز میں نمازِ جنازہ بھی شامل ہے، لہٰذا سورۂ فاتحہ کی قراءت اس کی قبولیت کے لیے بھی شرط ہے۔

④ حدیثِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَائَةٍ».

قراءت کے بغیر کوئی نماز نہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد نے پوچھا کہ اگر میں سورۂ فاتحہ سے زائد کچھ بھی نہ پڑھوں تو؟ فرمایا: زائد پڑھ لو تو بہتر ہے اور اگر سورۂ فاتحہ پر ہی اکتفا کر لو تو وہی کافی ہے۔ (صحيح مسلم: 396)

یہ فرمانِ رسالت بھی بالکل واضح ہے کہ ہر نماز میں قراءت فرض ہے، جنازہ بھی بالاتفاق نماز ہے تو بغیر دلیلِ شرعی کے اسے قراءت کے عمومی حکم سے نکالنا جائز نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم

نمازِ جنازہ کا نبوی طریقہ
حدیثِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

طلحہ بن عبداللہ بن عوف تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ ـ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ـ عَلٰى جَنَازَةٍ، فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، قَالَ: [لِيَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ].

میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اقتدا میں ایک نماز جنازہ ادا کی۔ آپ نے سورۂ فاتحہ کی قراءت کی۔ (جب پوچھا گیا کہ ایسا کیوں کیا ہے تو) فرمایا: اس لیے تاکہ لوگ جان لیں کہ یہ سنت (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ) ہے۔

(صحيح البخاري: 1335)

اس حدیث میں واضح طور پر صحابیٔ رسول سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو سنتِ نبوی قرار دیا ہے۔

فقہائے کرام اور حدیثِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

آیئے اب اس حدیث پر فقہائے کرام کی فقہی آراء ملاحظہ فرمائیں کہ وہ اس حدیث سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کا استنباط کرتے ہیں یا نہیں؟

① امام بخاری رحمہ اللہ (256ھ) کی اس حدیث پر تبویب یوں ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بَابُ قِرَائَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى الْجَنَازَةِ .

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کا بیان۔

② امام ترمذی رحمہ اللہ (279ھ) اس حدیث کو ذکر کرنے سے پہلے فرماتے ہیں:

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَائَةِ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .

ان روایات کا بیان جو نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے بارے میں ہیں۔(جامع الترمذي، تحت الحديث: 1027)

③ امام ابوداود رحمہ اللہ (275ھ) حدیثِ ابن عباس پر باب بندی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بَابُ مَا يُقْرَأُ عَلَى الْجَنَازَةِ .

اس چیز کا بیان جس کی نماز جنازہ میں قراءت کی جاتی ہے۔
(سنن أبي داوٗد: 3198)

④ امام ابن منذر رحمہ اللہ (319ھ) اس حدیث کو ذکر کرنے سے پہلے یوں باب باندھتے ہیں:

ذِكْرُ قِرَائَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى .

نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ کی قراءت کرنے کا بیان۔

❁ پھر اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

يُقْرَأُ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَإِنْ قَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ قَصِيرَةٍ؛ فَحَسَنٌ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(نماز جنازہ میں) پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ کی قراءت کی جائے گی۔ اگر کوئی فاتحہ کے ساتھ ایک چھوٹی سورت کی بھی قراءت کرے تو اچھا ہے۔

(الأوسط: 5/436-440)

⑤ امام دارقطنی رحمہ اللہ (385ھ) کچھ احادیث، جن میں مذکورہ حدیث بھی شامل ہے، پر یوں باب باندھتے ہیں:

بَابٌ : التَّسْلِيمُ فِي الْجَنَازَةِ وَاحِدٌ، وَالتَّكْبِيرُ أَرْبَعًا وَّخَمْسًا، وَقِرَائَةُ الْفَاتِحَةِ .

اس چیز کا بیان کہ نماز جنازہ میں سلام ایک ہے، تکبیریں چار اور پانچ ہیں، نیز سورۂ فاتحہ کی قراءت بھی ہے۔ (سنن الدارقطني: 72/2)

⑥ امام بیہقی رحمہ اللہ (458ھ) نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے:

بَابُ الْقِرَائَةِ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ .

نماز جنازہ میں قراءت کا بیان۔ (السنن الکبرٰی للبیهقي: 38/4)

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ ایک مقام پر یوں رقمطراز ہیں:

قِرَائَةُ الْفَاتِحَةِ فَرِيضَةٌ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ .

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت فرض ہے۔

(الخلافیات: 236/4)

⑦ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (456ھ) لکھتے ہیں:

فَإِذَا كَبَّرَ الْأُولٰى؛ قَرَأَ أُمَّ الْقُرْآنِ، وَلَا بُدَّ .

(نماز جنازہ پڑھنے والا) جب پہلی تکبیر کہے تو سورۂ فاتحہ کی قراءت کرے، یہ فرض ہے۔ (المحلّٰی: 129/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑧ حافظ عبدالحق اشبیلی رحمہ اللہ (581ھ) کی تبویب یوں ہے:

بَابُ الصُّفُوفِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَالتَّكْبِيرِ وَقِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ .

نماز جنازہ میں صفیں بنانے، تکبیر کہنے اور قراءتِ فاتحہ کا بیان۔

(الأحکام الشرعیّة الکبریٰ: 514/2)

⑨ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (597ھ) تبویب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تَجِبُ قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ .

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت واجب ہے۔

(التحقیق في أحادیث الخلاف: 14/2)

⑩ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) کی تبویب اس حدیث پر یہ ہے:

بَابُ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ ....

(نماز جنازہ میں) سورۂ فاتحہ کی قراءت ...... کا بیان۔

(خلاصة الأحکام في مهمات السنن وقواعد الإسلام: 972/2)

⑪ علامہ صنعانی رحمہ اللہ (1182ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلَى وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ .

یہ حدیث نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے وجوب کی دلیل ہے۔

(سبل السلام: 487/1)

فقہاء کے استدلال پر اعتراضات کا جائزہ

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ثابت ہو گیا ہے کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت طریقۂ نبوی اور فرض ہے۔ یہ بات فقہائے کرام کی زبانی بھی قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں، لیکن احناف کی طرف سے اس استدلال پر کئی اعتراضات کیے گئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان اعتراضات کا منصفانہ تجزیہ پیشِ خدمت ہے:

① اس حدیث سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی!

علامہ ابن ترکمانی حنفی (750ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ إِنَّ الْحَدِيْثَ لَا يَدُلُّ عَلَى الْفَـــــــرْضِيَّةِ.

پھر یہ حدیث فرضیت پر تو دلالت ہی نہیں کرتی۔

(الجـــوهر النقي على سنن البيهقي: 38/4)

تجزیہ

① علامہ ابن ترکمانی حنفی کو شاید سُنَّةٌ کے لفظ سے یہ شبہ ہو گیا ہے کہ اس حدیث سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی، حالانکہ سنت سے یہاں مراد وہ اصطلاحی لفظ سنت نہیں جو فرض کے مقابلے میں بولا جاتا ہے، بلکہ یہاں طریقۂ نبوی مراد ہے اور طریقۂ نبوی کبھی امت کے لیے فرض کا درجہ رکھتا ہے کبھی نفل کا۔ یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کر رہے، بلکہ اگر کتبِ حدیث کا مطالعہ کیا جائے تو بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور لفظِ سنت

مثلاً سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کے بارے میں فرماتے ہیں:

[فَإِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ ـ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ سُنَنَ الْهُدٰى، وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى، وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ؛ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ؛ لَضَلَلْتُمْ].

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے ہدایت کی سنن (طریقے) مقرر کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔نمازیں بھی ان سنن (طریقوں) میں سے ہیں۔اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو گے جیسے یہ پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی کے طریقے کو چھوڑ بیٹھو گے اور اگر تم اپنے نبی کے طریقے کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔(صحیح مسلم : 654)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے اس فرمان میں فرض نمازوں کو سنن قرار دیا ہے، نیز نبیٔ اکرم ﷺ کی سنت کو چھوڑنا گمراہی کا سبب بتایا ہے۔معلوم ہوا کہ سنت کا لفظ کبھی اس چیز کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جس پر عمل کرنا فرض اور ضروری ہوتا ہے، ترکِ عمل سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے۔اس حدیث میں اگرچہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے لیے لفظِ سنت استعمال ہوا ہے، لیکن وہ فرض کے معنیٰ میں ہے، کیونکہ خود نبیٔ اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

«لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ» .

جس شخص نے سورۂ فاتحہ کی قراءت نہیں کی، اس کی کوئی نماز نہیں۔

(صحیح البخاری : 756، صحیح مسلم : 394)

امام شافعی رحمہ اللہ اور لفظِ سنت

② ایسے لوگوں کارڈ کرتے ہوئے، جو سنت اور فرض کا فرق کر کے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت پر اعتراض کرنا چاہتے ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَإِذَا وَجَدْنَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَّةً؛ اتَّبَعْنَاهَا، أَرَأَيْتَ لَوْ قَالَ قَائِلٌ : أَزِيدُ فِي التَّكْبِيرِ عَلٰى مَا قُلْتُمْ، لِأَنَّهَا لَيْسَتْ بِفَرْضٍ، أَوْ لَا أُكَبِّرُ وَأَدْعُو لِلْمَيِّتِ؛ هَلْ كَانَتْ لَنَا عَلَيْهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حُجَّةٌ إِلَّا أَنْ نَّقُولَ : قَدْ خَالَفْتَ السُّنَّةَ؟ وَكَذٰلِكَ الْحُجَّةُ عَلٰى مَنْ قَالَ : لَا يُقْرَأُ، إِلَّا أَنْ يَّكُونَ رَجُلٌ لَّمْ تَبْلُغْهُ السُّنَّةُ فِيهَا .

ہمیں جب رسول اللہ ﷺ کی کوئی سنت مل جائے تو ہم اس کی پیروی کرتے ہیں۔اگر کوئی (آپ سے) یہ بات کہے تو آپ کا کیا خیال ہوگا؟ میں تمہارے کہنے کے مطابق کچھ تکبیریں زائد کروں گا، کیونکہ وہ فرض نہیں ہیں یا میں تکبیر اور دُعا کروں گا ہی نہیں (کیونکہ یہ چیزیں بھی سنت ہی تو ہیں)۔کیا اس شخص کے خلاف ہمارے پاس کوئی دلیل ہے؟ ہاں! ہم یہی کہیں گے کہ تو نے سنت کی مخالفت کی ہے؟ یہی (سنت کی مخالفت والی) دلیل اس شخص کو دے دی جائے گی جو کہے کہ نماز جنازہ میں قراءت نہیں کی جائے گی (کیونکہ حدیث میں اس کے لیے سنت کا لفظ ہے، فرض کا نہیں)۔اگر کسی شخص کو اس بارے میں سنت کا علم نہ ہو تو اور بات ہے۔

(کتاب الأم: 270/1)

یعنی اگر سورۂ فاتحہ کے لیے حدیث میں سنت کا لفظ ہونے کی وجہ سے اسے چھوڑا جائے تو پھر دوسری وہ چیزیں جن کو سنت سمجھا جاتا ہے، وہ بھی نماز جنازہ سے نکال دی جائیں۔کیا حنفی بھائی ایسا کر سکتے ہیں؟

③ ہم فصل سوم کے تحت حدیثِ ابوامامہ رضی اللہ عنہ پیش کریں گے۔اس حدیث میں صحابیٔ رسول سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے صراحتاً نماز جنازہ میں تکبیر تحریمہ، سورۂ فاتحہ، درود، دعا اور سلام سب چیزوں کو سنت قرار دیا ہے۔کیا ہمارے حنفی بھائی اس حدیث کی بنا پر نماز جنازہ میں تکبیر تحریمہ، درود، دعا اور سلام کی فرضیت سے بھی انکاری ہو جائیں گے؟ اگر نہیں تو صرف سورۂ فاتحہ کی قراءت کے بارے میں یہ مفروضہ کیوں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② سنت سے مراد سنتِ نبوی نہیں!

علامہ ابن ترکمانی حنفی (750ھ) مزید لکھتے ہیں:

وَلَمْ يُصَرِّحْ أَنَّهَا سُنَّتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَيَحْتَمِلُ أَنَّ ذَالِكَ رَأْيُهُ، أَوْ رَأْيُ غَيْرِهِ مِنَ الصَّحَابَةِ، وَهُمْ مُخْتَلِفُونَ، فَتَعَارَضَتْ آرَائُهُمْ.

انہوں نے (سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے) یہ صراحت نہیں کی کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، لہٰذا احتمال ہے کہ یہ ان کی اپنی رائے ہو یا کسی اور صحابی کی رائے ہو۔ اس بارے میں صحابہ کرام کا اختلاف ہے اور ان کی آراء مختلف ہیں۔

(الجوهر النقي :4/38-39)

تجزیہ

① محدثین کرام کے نزدیک یہ اصول مُسلّم ہے کہ جب صحابی لفظِ سنت بولے تو اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہی ہوتا ہے۔

فقہاء و محدثین اور لفظِ سنت

❁ امام بخاری رحمہ اللہ باب کے تحت مرفوع حدیث ہی ذکر کرتے ہیں، چنانچہ دیگر علمائے امت کی طرح امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک بھی یہ حدیث مرفوع حکمی ہے۔

❁ امام حاکم رحمہ اللہ (405ھ) اسی حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وَقَدْ أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ قَوْلَ الصَّحَابِيِّ : سُنَّةٌ؛ حَدِيثٌ مُسْنَدٌ.

اہل علم کا اجماع ہے کہ صحابی ''سنت'' کہے، تو اس سے مراد مرفوع حدیث ہوتی ہے۔

(المستـــــدرك على الصحيحين :358/1، معرفة عُلُوم الحديث، ص 23)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ (458ھ) فرماتے ہیں:

إِنِّي لَا أَعْلَمُ خِلَافًا بَيْنَ أَهْلِ النَّقْلِ أَنَّ الصَّحَابِيَّ إِذَا قَالَ: [مِنَ السُّنَّةِ كَذَا وَكَذَا] أَنَّهُ يُرِيدُ بِهِ سُنَّةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَكُونُ ذَالِكَ مُسْنَدًا.

میرے علم کے مطابق محدثین کے مابین اس میں کوئی اختلاف نہیں کی جب صحابی [مِنَ السُّنَّةِ كَذَا وَكَذَا] کہے، تو مراد رسول اللہ ﷺ کی سنت ہوتی ہے، نیز یہ مرفوع حدیث ہو گی۔"

(الخلافیات: 110/2، 441/2، 238/4)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (463ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَخْتَلِفُونَ فِي ذَالِكَ.

اہل علم کا اس میں اختلاف نہیں (کہ صحابی کے "سنت" کہنے سے مرفوع حدیث مراد ہوتی ہے)۔"

(التّقصّي لما في الموطا من حديث النبيّ صلّى الله عليه وسلّم: 161/1)

② خود علامہ ابن ترکمانی حنفی ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

وَأَكْثَرُ عُلَمَاءِ الْحَدِيثِ عَلٰى أَنَّ الصَّحَابِيَّ إِذَا قَالَ: [أُمِرْنَا بِكَذَا]، أَوْ [نُهِينَا عَنْ كَذَا]، أَوْ [مِنَ السُّنَّةِ كَذَا]؛ فَهُوَ مِنْ قَبِيلِ الْمَرْفُوعِ، وَهُوَ الصَّحِيحُ عِنْدَهُمْ.

اکثر محدثین کا کہنا ہے کہ صحابی جب أُمِرْنَا بِكَذَا، نُهِينَا عَنْ كَذَا یا مِنَ السُّنَّةِ كَذَا تو یہ مرفوع (حدیثِ نبوی) کی ایک قسم ہوتی ہے۔ محدثین کے نزدیک یہی بات صحیح ہے۔ (الجوهر النقي: 303/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لفظِ سنت اور علمائے احناف کا دوہرا معیار

② جب حنفی بھائیوں کے اپنے مطلب کی بات آتی ہے تو وہ صحابی کے سنت کہنے کو مرفوع حدیث ہی سمجھتے ہیں، جیسا کہ فقہ حنفی کی تقریباً تمام کتب میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب یہ روایت موجود ہے کہ:

مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضْعُ الْأَكُفِّ عَلَى الْأَكُفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ.

سنت یہ ہے کہ نماز میں ایک ہتھیلی کو دوسری ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔

حالانکہ اس بارے میں محدثین کا اتفاقی فیصلہ ہے کہ یہ ”ضعیف“ روایت ہے، جیسا کہ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

اِتَّفَقُوا عَلٰى تَضْعِيفِهِ، لِأَنَّهُ مِنْ رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ الْوَاسِطِيِّ، مُنْكَرِ الْحَدِيثِ، مُجْمَعٌ عَلٰى ضَعْفِهِ.

محدثین کرام کا اس حدیث کو ضعیف قرار دینے پر اتفاق ہے، کیونکہ یہ عبدالرحمٰن بن اسحاق الواسطی کی روایت کردہ ہے جو کہ منکر الحدیث ہے اور اس کے ضعیف ہونے پر ائمہ کا اتفاق ہے۔

(خلاصة الأحكام في مهمات السنن وقواعد الإسلام: 359/1)

اس کے باوجود احناف اسے مرفوع حدیث قرار دے کر نقل کرتے ہیں، لیکن صحیح بخاری و مسلم کی یہ صحیح حدیث، جس کی صحت پر امت کا اتفاق ہے، اس میں یہی سنت والے لفظ آئے ہیں تو اسے صحابی کی ذاتی رائے قرار دیا۔ یہ دوہرا معیار کیوں؟

احناف کے گھر کی گواہی

④ علامہ ابن ترکمانی حنفی نے جب لفظِ سنت سے سنتِ رسول مراد لینے پر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اعتراض کیا تو مولانا ظفر احمد تھانوی صاحب (1394ھ) نے ان کے رد میں لکھا:

إِنَّ قَوْلَ الصَّحَابِيِّ: [أُمِرْنَا بِكَذَا]، أَوْ [نُهِينَا عَنْ كَذَا]، أَوْ [مِنَ السُّنَّةِ كَذَا]، وَمَا أَشْبَهَهُ كُلُّهُ مَرْفُوعٌ عَلَى الصَّحِيحِ الَّذِي قَالَهُ الْجُمْهُورُ، كَمَا فِي التَّدْرِيبِ.

کسی صحابی کا أُمِرْنَا بِكَذَا، نُهِينَا عَنْ كَذَا یا مِنَ السُّنَّةِ كَذَا اور اس سے ملتے جلتے الفاظ کہنا سب مرفوع (حدیث نبوی) ہے۔ صحیح مذہب یہی ہے، جمہور نے ایسے ہی کہا ہے، جیسا کہ تدریب الراوي میں مذکور ہے۔

(إعلاء السنن: 2568/6)

لو! یہ اعتراض تو خود علامہ ابن ترکمانی حنفی صاحب کے اپنے گھر سے رفع ہو گیا۔

③ نماز جنازہ کو سنت کہا گیا ہے نہ کہ فاتحہ کو؟

علامہ ابن ترکمانی حنفی ایک اور اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حَكَى الْمَاوَرْدِيُّ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِمْ: إِنَّ فِي قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا احْتِمَالًا؛ هَلْ أَرَادَ أَنْ يُخْبِرَهُمْ بِهٰذَا الْقَوْلِ أَنَّ الْقِرَائَةَ سُنَّةٌ، أَوْ نَفْسُ الصَّلَاةِ سُنَّةٌ.

ماوردی نے ان (؟) کے کچھ اصحاب سے نقل کیا ہے: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس بیان میں احتمال ہے کہ انہوں نے اس قول میں قراء ت کو سنت مراد لیا ہے یا خود نماز جنازہ کو سنت کہا ہے۔ (الجوهر النقي: 39/4)

تجزیہ

① کاش کہ علامہ ابن ترکمانی حنفی اس اعتراض کو نقل کرنے سے پہلے کتب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث پر ایک نظر ڈال لیجے!

حدیث کے الفاظ کا فیصلہ

ہم تین معتبر کتبِ حدیث سے صحیح سند کے ساتھ اسی حدیث کے الفاظ نقل کرتے ہیں اور فیصلہ قارئین کرام پر چھوڑتے ہیں کہ اس حدیث میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سنت نماز جنازہ کو کہا ہے یا نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو؟

❁ امام ابن جارود رحمہ اللہ (307ھ) نے اس حدیث کے یہ الفاظ ذکر کیے ہیں:

صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى جَنَازَةٍ، فَقَرَأَ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ، فَقُلْتُ: تَقْرَأُ بِهَا؟ قَالَ: [إِنَّهَا سُنَّةٌ وَّحَقٌّ].

میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی۔آپ نے سورۂ فاتحہ کی قراءت کی۔میں نے آپ کا بازو تھام کر عرض کیا: کیا آپ (نماز جنازہ میں) سورۂ فاتحہ کی قراءت کرتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بلاشبہ یہ سنتِ نبوی اور حق ہے۔

(المنتقى من السنن المسندة: 534، وسندہٗ صحيحٌ)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ (354ھ) نے ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت اپنی کتاب میں درج کی ہے:

شَهِدْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ، فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ لَهُ: أَتَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ؟ قَالَ: [نَعَمْ، يَا ابْنَ أَخِي، سُنَّةٌ وَّحَقٌّ].

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک جنازے میں حاضر ہوا۔ آپ نے سورۂ فاتحہ کی قراءت کی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو میں نے پوچھا: کیا آپ سورۂ فاتحہ کی قراءت کرتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں، میرے بھتیجے! یہ سنت اور حق ہے۔(صحیح ابن حبان: 3072، وسندهٗ صحیحٌ)

❀ امام حاکم رحمہ اللہ (405ھ) نے یہ الفاظ ذکر کیے ہیں:

صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى جَنَازَةٍ، فَسَمِعْتُهٗ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخَذْتُ بِيَدِهٖ، فَسَأَلْتُهٗ، فَقُلْتُ: أَتَقْرَأُ؟ قَالَ: [نَعَمْ، إِنَّهٗ حَقٌّ وَّسُنَّةٌ].

میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اقتدا میں ایک نماز جنازہ ادا کی۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہما کو سورۂ فاتحہ کی قراءت کرتے سنا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو میں نے آپ کا بازو پکڑا اور سوالیہ انداز میں کہا: کیا آپ (نماز جنازہ میں) قراءت کرتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں! یقیناً یہ حق اور سنت ہے۔
(المستدرك على الصحيحين للحاكم: 1/510، وقال: بإسناد صحيح)

اب حنفی اور دیوبندی بھائی ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ کیا صحیح بخاری کی ایک بالکل صحیح حدیث کے خلاف حنفی علماء کی طرف سے کیے گئے یہ اعتراضات محض حدیث سے ناواقفیت کا شاخسانہ نہیں؟

محدثین وفقہائے کرام کا فیصلہ

② محدثین کرام اور فقہائے دین چونکہ ذخیرۂ حدیث پر گہری نظر رکھتے تھے، لہٰذا انہوں نے اس حدیث سے بالاتفاق قراءت کو سنت کہنا ہی مراد لیا ہے۔ اس سلسلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ائمہ وفقہاء کے بہت سے اقوال اور تبویبات ہم ذکر کر آئے ہیں۔ چند اور حوالے پیش خدمت ہیں:

❀ امام شافعی رحمہ اللہ (204ھ) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کو ذکر کرنے سے پہلے فرماتے ہیں:

يُقْرَأُ فِي الْأُولٰى بِأُمِّ الْقُرْآنِ ...... وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ : لَا يُقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ، إِنَّا صَلَّيْنَا عَلَى الْجَنَازَةِ وَعَلِمْنَا كَيْفَ سُنَّةُ الصَّلَاةِ فِيهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(نماز جنازہ میں) پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ کی قراءت کی جائے گی...... بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت نہیں کی جائے گی۔ ہم نماز جنازہ ادا کرتے رہے ہیں اور ہمیں یہ علم ہے کہ اس نماز میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کیا ہے۔(كتاب الأم: 270/1)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ (279ھ) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں:

وَالصَّحِيحُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ : مِنَ السُّنَّةِ الْقِرَاءَةُ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

صحیح بات سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ فرمان ہے: نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت سنتِ نبوی ہے۔(جامع الترمذي، تحت الحديث: 1026)

❀ شاہ ولی اللہ، دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَمِنَ السُّنَّةِ قِرَاءَةُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قراءت سنت ہے۔

(حجة الله البالغة: 57/2)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لفظ سنت کہنے کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

يَعْنِي: لِتَعْلَمُوا أَنَّ الْقِرَائَةَ مَأْمُورٌ بِهَا.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد یہ تھی: تاکہ تم جان لو کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے) قراءت کا حکم دیا گیا ہے۔

(خلاصة الأحكام في مهمات السنن وقواعد الإسلام: 972/2)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (804ھ) نے بھی بالکل یہی فرمایا ہے۔

(البدر المنير في تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في الشرح الكبير: 268/5)

معلوم ہوا کہ فقہائے کرام کے نزدیک بھی اس حدیث میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۂ فاتحہ کی قراءت کو ہی سنت کہا ہے۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

③ علامہ ابن ترکمانی حنفی صاحب کا ذکر کردہ یہ اعتراض صرف احادیثِ رسول، محدثین کرام اور فقہائے دین کے مطابق ہی غلط نہیں، بلکہ مولانا ظفر احمد تھانوی دیوبندی صاحب (1394ھ) نے بھی ان کا رد کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

إِنَّ إِنْكَارَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّمَا يَتَأَتّٰى فِي قِرَائَةِ الْفَاتِحَةِ دُونَ نَفْسِ الصَّلَاةِ، فَإِنَّ كَوْنَ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ سُنَّةٌ، بَلْ فَرِيضَةٌ، لَا يَجْهَلُهُ مِثْلُهُ.

طلحہ بن عبید اللہ کا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے استفسار صرف قراءت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارے میں تھا نہ کہ پوری نماز کے بارے میں۔اس کی دلیل یہ ہے کہ نماز جنازہ جو کہ سنت بلکہ فرض ہے،اس (کی شرعی حیثیت) سے طلحہ بن عبیداللہ جیسا شخص ناواقف نہیں ہوسکتا تھا۔(إعلاء السنن : 2568/6)

اب بھی اگر کوئی حنفی بھائی علامہ ابن ترکمانی حنفی کے اعتراضات کو کوئی علمی کاوش سمجھے اور ان کی بنیاد پر رسولِ اکرم ﷺ کی صحیح حدیث پر عمل کرنے سے گریز کرے تو یہ سراسر ناانصافی ہوگی۔

ایک لطیفہ؛ انوارِ خورشید صاحب کی دوغلی پالیسی

بعض حنفی حضرات کی طرح سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے لفظِ سنت کے بارے میں جناب انوارِ خورشید دیوبندی صاحب نے بھی اپنا حصہ ڈالنے کے لیے طبع آزمائی کی،وہ لکھتے ہیں:

رہا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا نماز جنازہ میں قراءت کو سنت قرار دینا تو اس سے سنتِ مصطلحہ،یعنی نبیِ اکرم ﷺ کی سنت مراد نہیں ہے۔

پھر اس پر مزید لکھتے ہیں:

ذخیرۂ حدیث میں کئی مقامات ایسے ملتے ہیں جہاں صحابہ کرام نے لفظِ سنت استعمال کیا ہے لیکن وہاں اس سے سنتِ لغویہ مراد ہے سنتِ مصطلحہ مراد نہیں۔(حدیث اور اہلحدیث:ص874,873)

ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ ایسے ''کئی'' نہیں بلکہ صرف چند مقامات باسند صحیح پیش کر دیں جہاں صحابہ کرام نے سنت کا لفظ بول کر سنتِ لغویہ مراد لی ہو!

اتنی تمہید کے بعد اب آیئے اور صرف تین ورق اُلٹیے۔جب نماز جنازہ آہستہ آواز سے پڑھنے کے دلائل کی بات آئی تو یہی جناب انوارِ خورشید صاحب لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوامامہ نے نماز جنازہ میں آہستہ آواز سے قراءت کو سنت قرار دیا ہے، جیسا کہ حدیث نمبر ① سے واضح ہے۔(حدیث اور اہلحدیث، ص:880)

غور فرمائیں کہ نماز جنازہ کو آہستہ آواز سے سنتِ نبوی قرار دینے کے لیے صحابیٔ رسول سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بولا گیا وہی لفظِ سنت جناب انوار صاحب نے اپنی دلیل بنا لیا ہے۔ یہاں صرف تین ورق لکھنے کے بعد ان کو شاید اپنے ہی یہ الفاظ بھول گئے تھے کہ:

ذخیرۂ حدیث میں کئی مقامات ایسے ملتے ہیں جہاں صحابہ کرام نے لفظ سنت استعمال کیا ہے لیکن وہاں اس سے سنتِ لغویہ مراد ہے، سنتِ مصطلحہ نہیں۔

اگر سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے یہاں بولے گئے لفظ سنت سے مراد سنتِ نبویہ ہے تو اسی حدیث میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کا بھی ذکر ہے۔ اسے سنتِ نبوی ماننے سے انوار صاحب اور دوسرے دیوبندی و حنفی حضرات کیوں گریزاں ہیں؟ اور اگر سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے بولے ہوئے اس لفظ سنت سے مراد سنتِ لغویہ ہے تو اس سے نماز جنازہ کو آہستہ پڑھنا نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے ثابت ہو گیا؟ نیز اگر اس حدیث میں لفظ سنت کو لے کر نماز جنازہ میں آواز آہستہ رکھنا ضروری قرار دیا جاتا ہے تو پھر اسی حدیث میں لفظ سنت کے ذریعے سورۂ فاتحہ کی قراءت ضروری قرار کیوں نہیں دی جاتی؟

؎ تیری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی — وہی تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی!

④ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما پر ''کشمیری'' الزام!

علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب (1353ھ) کہتے ہیں:

وَهٰذَا مِنْ دَأْبِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ يُطْلِقُ عَلٰى بَعْضِ مُخْتَارَاتِهِ لَفْظَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

السُّنَّةِ، كَمَا فَعَلَهُ فِي الْإِقْعَاءِ مَعَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ صَرَّحَ بِنَقْضِهِ، وَقَالَ: إِنَّ الْإِقْعَاءَ لَيْسَ بِسُنَّةٍ.

ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنی کچھ پسندیدہ باتوں کو سنت کہہ دیتے ہیں جیسا کہ انہوں نے اقعاء کے معاملے میں کیا ہے (یعنی اقعاء کو سنت کہہ دیا ہے)، حالانکہ ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے صراحتاً اس کا ردّ کرتے ہوئے فرمایا: اقعاء سنت نہیں ہے۔(فیض الباري: 2/474-475)

تجزیہ

کیا باغِ کوئے یار ہے، سیر اس کی کیجیے!
آتش شگوفے پھوٹتے ہیں یاں نئے نئے!

ہم نے محدثین کرام کا اتفاق نقل کیا ہے کہ جب صحابی سنت کا لفظ بولے تو اس سے مراد مرفوع روایت، یعنی نبی اکرم ﷺ کی حدیث ہوتی ہے۔ پھر مولانا ظفر احمد تھانوی دیوبندی صاحب (1394ھ) نے بھی اس بات کا سختی سے ردّ کر دیا ہے، لیکن تمام محدثین کرام اور حنفی محققین کے قول کے خلاف علامہ کشمیری صاحب نے یہ کہہ دیا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی رائے کو سنت کہہ دیتے تھے۔

علامہ انور شاہ کشمیری اور ناموسِ صحابہ

اقعاء والی جو مثال علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب نے پیش کی ہے، اس میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سخت گستاخی ہوگئی ہے، کیونکہ بقولِ کشمیری صاحب اقعاء سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اپنی رائے تھی اور اسے انہوں نے ''اپنی عادت'' کے مطابق سنت کہہ دیا ہے، حالانکہ صحیح مسلم میں تفصیل سے یہ واقعہ موجود ہے۔ قارئین وہ ساری حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملاحظہ فرمائیں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جلیل القدر شاگرد عکرمہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے:

قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ، فَقَالَ: [هِيَ السُّنَّةُ]، فَقُلْنَا لَهُ: إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: [بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ].

ہم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پاؤں پر اقعاء کرنے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ سنت ہے۔ ہم نے پھر عرض کیا: ہم تو اقعاء کرنے کو کسی آدمی پر مشقت سمجھتے ہیں۔ اس پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں، بلکہ یہ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ (صحيح مسلم: 536)

اگر یہ اقعاء سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اپنی رائے تھی تو اُن کا اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قرار دینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بنتا ہے جس کے ارتکاب سے کوئی آدمی صحابی تو کجا صحیح مسلمان بھی نہیں رہتا جیسا کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر حدیث ہے:

« مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ »

جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھتا ہے، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سمجھے۔

(صحيح البخاري: 107، مقدمة صحيح مسلم: 3)

کیا احترامِ صحابہ اور اِکرامِ سنت کا یہی تقاضا ہے؟ اللہ شاہد ہے کہ ہم نے پہلے اپنی طرف سے علامہ کشمیری صاحب کے لیے یہ عذر تراشا تھا کہ انہوں نے جان بوجھ کر یہ تنقیص نہ کی ہوگی، لیکن کیا کریں کہ دورانِ مطالعہ اس حوالے سے علامہ کشمیری صاحب کی کتاب العرف الشذی سے ایک صریح عبارت ہمارے سامنے آ گئی۔ انہوں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مذکورہ الفاظ، جن میں انہوں نے اقعاء کے سنتِ نبوی ہونے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صراحت کی ہے، پیش کرنے کے بعد انہیں ردّ کرتے ہوئے یہ لکھ دیا ہے کہ ہم سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے، کیونکہ:

إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رُبَمَا يَقُولُ بِاجْتِهَادِهِ وَرَأْيِهِ وَيُعَبِّرُهُ بِالسُّنَّةِ .

یقیناً ابن عباس رضی اللہ عنہما بسا اوقات اپنے اجتہاد اور رائے سے کوئی بات کرتے اور اسے سنت کا نام دے دیتے تھے۔(العرف الشذي :314/1)

یہاں آکر ہمارے تراشے ہوئے عذر کے غبارے سے ساری ہوا نکل گئی کہ علامہ کشمیری صاحب تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سنتِ نبوی والے الفاظ میں انہیں (معاذ اللہ!) سچا نہیں مانتے، بلکہ ان کے بقول سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما (معاذ اللہ!) اپنی ذاتی رائے لوگوں کو سنتِ کہہ کر سنا دیتے تھے۔

ہم یہاں پر بڑے دردِ دل سے اپنے دیوبندی بھائیوں کو اتنا سوچنے پر مجبور کریں گے کہ ایسا کیوں ہوا ہے؟ کیا جسے لوگ تعصب کہتے ہیں، اُس نے تو کشمیری صاحب کو ایسا کرنے پر مجبور نہیں کر دیا؟ اس کا سبب یہی نہیں کہ ان کے علمائے کرام حدیث آجانے کے بعد اُسے تسلیم کرنے کے بجائے طرح طرح کی تاویلاتِ باطلہ پر اُتر آتے ہیں؟ اسی وجہ سے بہت سی ایسی باتیں اُن سے سرزد ہو جاتی ہیں جن سے صحابہ کرام کی تنقیص ہونے کے ساتھ ساتھ سنتِ نبوی کی مخالفت کا ارتکاب بھی ہو جاتا ہے۔ہم وقتاً فوقتاً ایسی باتوں کی طرف اشارہ کرتے رہیں گے،لیکن صرف اِس نیت سے کہ ہمارے دیوبندی بھائی اللہ کے لیے کچھ انصاف سے کام لیں!

ممنوع اور مشروع اقعاء

رہی یہ بات کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ اقعاء سنت نہیں ہے تو اس کی وجہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے کہ اقعاء کی دو قسمیں ہیں: ایک اقعاء وہ ہے جس کو شیطان اور کتے کی بیٹھک سے تشبیہ دے کر نبیِ اکرم ﷺ نے ممنوع قرار دیا ہے۔(صحیح مسلم : 498)

یہی وہ اقعاء ہے جس کے سنت ہونے سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انکار کیا ہے۔اس کے برعکس وہ اقعاء جسے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سنت قرار دیا ہے،وہ دونوں سجدوں کے درمیان پاؤں کی ایڑیوں پر بیٹھنے کا نام ہے۔

اس بارے میں علمائے کرام کی تصریحات اگر نقل کی جائیں تو معاملہ طوالت کا شکار ہو جائے گا۔ہم صرف ایک عبارت پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ حافظ نووی رحمہ اللہ اس بارے میں ایک جامع تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَالصَّوَابُ الَّذِي لَا مَعْدِلَ عَنْهُ أَنَّ الْإِقْعَاءَ نَوْعَانِ؛ أَحَدُهُمَا أَنْ يُلْصِقَ أَلْيَتَيْهِ بِالْأَرْضِ وَيَنْصِبَ سَاقَيْهِ وَيَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ كَإِقْعَاءِ الْكَلْبِ، هٰكَذَا فَسَّرَهُ أَبُو عُبَيْدَةَ مَعْمَرُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَصَاحِبُهُ أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلَّامٍ وَآخَرُونَ مِنْ أَهْلِ اللُّغَةِ، وَهٰذَا النَّوْعُ هُوَ الْمَكْرُوهُ الَّذِي وَرَدَ فِيهِ النَّهْيُ، وَالنَّوْعُ الثَّانِي أَنْ يَجْعَلَ أَلْيَتَيْهِ عَلٰى عَقِبَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَهٰذَا هُوَ مُرَادُ ابْنِ عَبَّاسٍ بِقَوْلِهِ : سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ......، وَحَمَلَ حَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلَيْهِ جَمَاعَاتٌ مِّنَ الْمُحَقِّقِينَ ؛ مِنْهُمُ الْبَيْهَقِيُّ وَالْقَاضِي عِيَاضٌ وَّالْآخَرُونَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى، قَالَ الْقَاضِي : وَقَدْ رُوِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالسَّلَفِ أَنَّهُمْ كَانُوا يَفْعَلُونَهُ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حق بات جس سے فرار ممکن نہیں، یہ ہے کہ اقعاء کی دو قسمیں ہیں؛ ایک یہ ہے کہ آدمی کتے کے بیٹھنے کی طرح اپنی سرین زمین پر رکھ کر ٹانگیں کھڑی کر لے اور دونوں ہاتھ بھی زمین پر رکھ دے۔ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ، ان کے شاگرد ابو عبید القاسم بن سلاّم اور دیگر اہل لغت نے یہی تفسیر کی ہے۔ اقعاء کی یہ قسم مکروہ ہے جس کے بارے میں ممانعت وارد ہوئی ہے۔دوسری قسم یہ ہے کہ آدمی دو سجدوں کے درمیان اپنی سرین ایڑیوں پر رکھے۔سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اقعاء کو جو سنتِ نبوی قرار دیا ہے، ان کی مراد یہی اقعاء ہے۔سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو ڈھیر سارے محققین نے اسی معنیٰ پر محمول کیا ہے۔ان محققین میں امام بیہقی، قاضی عیاض اور دیگر علمائے کرام شامل ہیں۔قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: بہت سے صحابہ کرام اور سلف صالحین سے مروی ہے کہ وہ ایسا کرتے تھے۔

(شــــــــــرح النووي علی مسلم: 19/5)

یہ بات بالکل حق ہے، کیونکہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خود اقعاء کرنا ثابت ہے۔

(المعرفة والتاريخ للفسوي: 197/3، السنن الكبرىٰ للبيهقي: 119/2، مصنف ابن أبي شيبة: 286/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جس اقعاء کے سنت ہونے سے انکاری تھے اس سے مراد وہ اقعاء نہیں تھا، جسے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سنتِ نبوی قرار دیتے تھے، بلکہ اس سے مراد کتے کی بیٹھک کی مثل اقعاء تھا جو کہ بالاتفاق ممنوع ہے۔

شاید ہمارے کوئی دیوبندی بھائی ہماری بیان کردہ حافظ نووی رحمہ اللہ اور دیگر علمائے کرام کی اس تحقیق سے مطمئن نہ ہوں۔ان کی خدمت میں عرض ہے کہ بالکل یہی بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حنفی فقہ کی معتبر کتاب ہدایہ کی احادیث کی تخریج کرتے ہوئے علامہ زیلعی حنفی (762ھ) نے کی ہے (نصب الرایۃ : 93/2) اور اسی بات کو سنن ابی داؤد کی شرح (30/4) میں ایک بہت جید و معتبر حنفی عالم علامہ بدرالدین عینی حنفی (855ھ) نے نقل کیا ہے۔

ہم یہاں پر علامہ نیموی حنفی صاحب کی عبارت بھی پیش کیے دیتے ہیں۔ انہوں نے بھی اقعاء کی دو قسمیں بنائی ہیں: ایک پاؤں کی ایڑیوں پر بیٹھنا اور دوسری کتے کی طرح بیٹھک۔ اس تقسیم کے بعد وہ لکھتے ہیں:

اَلْقَوْلُ الْفَیْصَلُ أَنَّ الْإِقْعَاءَ بِالْمَعْنَى الثَّانِي لَا خِلَافَ فِي كَرَاهَتِهٖ، وَبِالْمَعْنَى الْأَوَّلِ فَرُخْصَةٌ عِنْدَ الْعُذْرِ.

فیصلہ کن بات یہ ہے کہ اقعاء کی دوسری قسم (کتے کی طرح نشست) بلا اختلاف مکروہ ہے، جبکہ اس کی پہلی قسم (ایڑیوں پر بیٹھنے) میں عذر کے وقت رخصت ہے۔ (التعلیق علی آثار السنن، ص: 122)

دیکھیں کہ محدثین کرام، علامہ عینی حنفی اور علامہ نیموی حنفی صاحب نے کتنی صراحت کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کیا ہے، لیکن علامہ انور شاہ کشمیری صاحب نے محض نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کے سنت ہونے کا انکار کرنے کے لیے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما پر یہ الزام دھر دیا کہ وہ اپنی رائے کو سنت کہہ دیتے تھے۔

اس طرح تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس ترین ہستیوں پر سخت ترین بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔ کیا یہ انکارِ حدیث کا ایک اقدام نہیں ہے؟ اگر حدیث کو بیان کرنے والے اوّلین راویوں، یعنی صحابہ کرام کی حالت (معاذ اللہ!) یہ تھی کہ وہ اپنی رائے اور خیالات کو سنت بنانے کی کوشش کرتے تھے تو بعد والے راویوں پر کیا اعتماد ہوگا؟ جب لوگوں کے دلوں میں صحابہ کرام اور دیگر راویانِ حدیث کے بارے میں ایسے خیالات پیدا ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائیں گے تو وہ بھلا حدیث کو کیا مقام دیں گے؟ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں تعصب و تحزب سے محفوظ فرمائے!

⑤ سورۂ فاتحہ کے علاوہ قراءت کیوں فرض نہیں؟

علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب ایک اور اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عَلٰى أَنَّ فِي النَّسَائِيِّ (ص ٢٨١) أَنَّهُ قَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ وَّجَهَرَ بِهَا، وَفِي الْمُنْتَقٰى لِابْنِ الْجَارُودِ أَنَّهُ ضَمَّ سُورَةً أَيْضًا، فَعَلَى الشَّافِعِيَّةِ أَنْ يَقُولُوا بِالْجَهْرِ وَضَمِّ السُّورَةِ أَيْضًا إِذْ قَالُوا بِبَعْضِهَا.

اس کے ساتھ ساتھ سنن نسائی میں یہ روایت بھی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۂ فاتحہ کے ساتھ ایک اور سورت بھی تلاوت فرمائی اور بآوازِ بلند اس کی قراءت کی۔ ابن جارود رحمہ اللہ کی کتاب المنتقٰی میں بھی یہ الفاظ ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۂ فاتحہ کے ساتھ ایک اور سورت ملائی تھی۔ جب شوافع نے اس حدیث کے کچھ حصے کے مطابق موقف بنایا ہے تو انہیں چاہیے کہ وہ نماز جنازہ کو بآوازِ بلند پڑھنے اور سورۂ فاتحہ کے ساتھ ایک سورت ملانے کا بھی موقف بنائیں۔ (فيض الباري: 475/2)

تجزیہ

ان الفاظ سے سورۂ فاتحہ کی فرضیت کو مشکوک نہیں بنایا جا سکتا، کیونکہ:

یہ الفاظ محفوظ نہیں!

① امام بیہقی رحمہ اللہ ان الفاظ کو معلول قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَذِكْرُ السُّورَةِ فِيهِ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیثِ ابن عباس میں (فاتحہ کے بعد) سورت کا ذکر غیر محفوظ ہے۔
(السنن الکبریٰ : 62/4، تحت الرقم : 6954)

احادیثِ رسول اور آثارِ صحابہ کا تقاضا

② اگر یہ الفاظ محفوظ بھی مان لیے جائیں تو سورۂ فاتحہ کے علاوہ کسی اور سورت کی قراءت کو فرض نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صرف سورۂ فاتحہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ کسی اور سورت کو آپ نے نماز کے لیے شرط قرار نہیں دیا۔ اسی بنا پر ہم فاتحہ کے علاوہ کسی دوسری سورت کی قراءت کو فرض قرار نہیں دیتے۔ رسولِ اکرم ﷺ کے شاگردِ رشید سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ اگر میں نماز میں صرف سورۂ فاتحہ کی قراءت کروں، کوئی اور سورت نہ پڑھوں تو؟ اس پر انہوں نے فرمایا:

[إِنْ زِدْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ خَيْرٌ، وَإِنِ انْتَهَيْتَ إِلَيْهَا أَجْزَأَتْ عَنْكَ].

اگر آپ اس (سورۂ فاتحہ) سے زائد پڑھ لیں تو بہتر ہے اور اگر آپ اسی پر اکتفا کرلیں تو آپ کا فرض ادا ہو جائے گا۔

(صحیح البخاری: 772، صحیح مسلم: 43/396، واللفظ لہٗ)

ایک روایت میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

[وَمَنْ قَرَأَ بِأُمِّ الْكِتَابِ فَقَدْ أَجْزَأَتْ عَنْهُ، وَمَنْ زَادَ فَهُوَ أَفْضَلُ].

جو شخص سورۂ فاتحہ کی قراءت کرلے گا، اسے کافی ہو جائے گی اور جو اس سے زائد قراءت کرے گا تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ (صحیح مسلم: 44/396)

نیز سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس کا بیان چند سطروں بعد امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ کے حوالے سے آرہا ہے، اس میں صحابیٔ رسول سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز جنازہ میں سنت طریقہ بیان کرتے ہوئے صرف سورۂ فاتحہ کی قراءت کا ذکر کیا ہے۔ اگر کسی اور سورت کی قراءت بھی ضروری ہوتی تو وہ اسے بھی ضرور ذکر کرتے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اپنی صراحت

③ ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے صرف سورۂ فاتحہ کی قراءت کے بارے میں سوال ہوا تھا، جس پر انہوں نے اسے سنت وحق قرار دیا۔ ہم وہ الفاظ دوبارہ نقل کیے دیتے ہیں:

فَلَمَّا انْصَرَفَ، قُلْتُ لَهٗ : أَتَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ؟ قَالَ : [نَعَمْ، يَا ابْنَ أَخِي، سُنَّةٌ وَّحَقٌّ].

جب آپ فارغ ہوئے تو میں نے پوچھا: کیا آپ سورۂ فاتحہ کی قراءت کرتے ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں، میرے بھتیجے! یہ سنت اور حق ہے۔

(صحيح ابن حبان :3072، وسندهٗ صحيحٌ)

جب حدیث میں سوال وجواب صرف سورہ فاتحہ کے بارے میں ہوئے تو دوسری سورت کی قراءت کا حکم سورۂ فاتحہ والا کیسے ہوا؟ لہٰذا یہ الفاظ ثابت بھی ہوں تو سورۂ فاتحہ کی فرضیت پر اعتراض کا موجب نہیں۔

نماز جنازہ سرّی اور جہری دونوں طرح

باقی رہا یہ سوال کہ جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بآواز بلند نماز جنازہ ادا کی ہے تو ہم نماز جنازہ میں آواز بلند کرنے کو فرض کیوں نہیں کہتے، جبکہ سورۂ فاتحہ کو فرض کہتے ہیں تو اس کا جواب بھی حدیثِ نبوی میں ہے۔ سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ہم فصل سوم میں بالتفصیل ذکر کرنے والے ہیں، ایک روایت میں اس کے الفاظ یہ ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[إِنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يُكَبِّرَ الْإِمَامُ، ثُمَّ يَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ سِرًّا فِي نَفْسِهِ ......].

نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر کہے، پھر خاموشی سے سورۂ فاتحہ کی قراءت کرے۔

(شـــرح معاني الآثار للطحـــاوي: 500/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت بآواز بلند سنت سے ثابت ہے، اسی طرح آہستہ آواز سے قراءت کرنا بھی سنت سے ثابت ہے۔

نیز جس حدیث میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سورۂ فاتحہ کو بآواز بلند پڑھنے کا ذکر ہے، اسی حدیث میں ان کے یہ الفاظ بھی موجود ہیں:

[إِنَّمَا جَهَرْتُ لِتَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ].

میں نے سورۂ فاتحہ کی قراءت بلند آواز سے اس لیے کی ہے کہ تمھیں علم ہو جائے کہ یہ سنتِ نبوی ہے۔

(المستدرك على الصحيحين للحاكم: 510/1، وقال: صحيحٌ على شرط مسلم)

اس بحث سے ثابت ہوا کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ کسی سورت کو پڑھنا عمومی دلائل سے مستحب تو ہے، ضروری نہیں، نیز نماز جنازہ میں قراءت بآواز بلند اور آہستہ سے، دونوں طرح جائز ہے۔

⑥ سنت ''غیر معروف طریقہ''...... ایک قبیح تحریف

جناب امین صفدر اوکاڑوی صاحب مذکورہ حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سب جنازے بغیر فاتحہ کے پڑھے جاتے ہیں اور اگر کسی نے بھولے سے پڑھ لی تو اکابر علماء نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا، چنانچہ ایک دفعہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عباس نے جنازہ میں سورۂ فاتحہ اور ایک سورت پڑھی۔ چونکہ خیر القرون میں یہ ایک انوکھی بات تھی، اسی وقت آپ کا بازو پکڑ کر پوچھا گیا کہ یہ کیا؟ آپ نے إِنَّهَا سُنَّةٌ کہہ کر جان چھڑائی کہ یہ نماز جنازہ پڑھنے کا ایک غیر معروف طریقہ ہے جسے عام صحابہ وتابعین نہیں پہنچانتے۔ اس لیے آپ نے لفظِ سنت کو نکرہ بیان فرمایا۔ اس کے بعد ابن عباس نے بھی کبھی فاتحہ نہ پڑھی، بلکہ جب آپ نے حضرت ابوحمزہ کو نماز جنازہ کا طریقہ سکھایا تو فرمایا: تُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ؛ تُسَبِّحُ وَتُكَبِّرُ وَلَا تَرْكَعُ وَلَا تَسْجُدُ. (سندهٗ صحيحٌ، فتح الباری : 376/3) یعنی نماز جنازہ میں تسبیح وتکبیر ہے، رکوع سجدہ نہیں۔ قراءت کا ذکر تک نہ فرمایا۔

(مجموعۂ رسائل: 255/1)

تجزیہ

ویسے تو اس چھوٹی سی عبارت میں جناب اوکاڑوی صاحب نے بے باکانہ انداز میں کئی بے بنیاد باتیں لکھ دی ہیں، لیکن سب سے خطرناک بات معنوی تحریف کرتے ہوئے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لفظِ سنت کو ''غیر معروف طریقہ'' قرار دینا ہے۔

ہم ان ساری باتوں کا بالتفصیل تجزیہ کرتے ہیں:

⑦ خیر القرون اور نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ

اوکاڑوی صاحب کے بقول خیرالقرون میں سب جنازے بغیر فاتحہ کے پڑھے جاتے تھے۔ آیندہ صفحات میں قارئین ملاحظہ فرمالیں گے کہ خود رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام اور ائمہ دین کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کرتے تھے۔ خیرالقرون رسولِ اکرم ﷺ، صحابہ کرام اور ائمہ دین ہی کا تو نام ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم دیوبندی بھائیوں سے بڑے احترام سے یہ سوال کریں گے کہ جو ائمہ دین نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو سنتِ نبوی قرار دیتے رہے ہیں، کیا وہ اپنے دعوے میں سچے نہیں تھے؟

حنفی علماء کی گواہی

علامہ بدر الدین عینی حنفی، امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لَعَلَّ قِرَائَةَ مَنْ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ؛ كَانَ عَلٰى وَجْهِ الدُّعَاءِ، لَا عَلٰى وَجْهِ التِّلَاوَةِ.

جن صحابہ کرام نے (نماز جنازہ میں) سورۂ فاتحہ کی قراءت کی ہے، شاید انہوں نے بطور دُعا یہ قراءت کی ہو، بطورِ تلاوت نہ کی ہو۔

(عمدة القاري شرح صحيح البخاري، تحت الحديث: 1335)

یہی بات بہت سے دیگر حنفی علماء نے بھی اپنی کتابوں میں لکھی ہے۔ صحابہ کرام نے نماز جنازہ میں فاتحہ کو بطور دعا پڑھا تھا یا بطور قراءت، اس بات کا تذکرہ تو فصل ششم میں اپنے مقام پر آئے گا، لیکن حنفی علماء کی اس تصریح سے اتنا تو بہر صورت ثابت ہو جاتا ہے کہ صحابہ کرام سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا ثابت ہے۔ اس لیے اوکاڑوی صاحب کا یہ کہنا کہ خیر القرون میں سب جنازے بغیر فاتحہ کے پڑھے جاتے تھے، حنفی علماء کو بھی جاہل قرار دینے کے مترادف ہے۔

⑧ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھول کر فاتحہ پڑھی!

ہم اوکاڑوی صاحب سے یہ عبارت نقل کر چکے ہیں کہ انہوں نے کہا:

اگر کسی نے بھولے سے پڑھ لی تو اکابر علماء نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا، چنانچہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عباس......

اس بات سے تو یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ بھول کر پڑھی تھی، نیز طلحہ بن عبیداللہ جنہوں نے سوال کیا تھا، وہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مقابلے میں بڑے عالم تھے، لیکن فی الواقع دونوں باتیں سفید جھوٹ ہیں۔ پہلی اس طرح کہ خیر القرون اور بعد کے ائمہ دین میں سے کسی نے یہ بات کہی یا سمجھی نہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھول کر ایسا کیا تھا۔ یہ بات سب سے پہلے اوکاڑوی صاحب کو ہی سوجھی ہے۔

دیوبندی بھائیوں سے ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ ایک دفعہ تھوڑی دیر کے لیے تعصب سے دُور ہو کر یہ سوچیں کہ اوکاڑوی صاحب کی یہ کاوش حدیث کو قبول کرنے کے لیے ہے یا حدیث کو ردّ کرنے کے لیے؟

دوسری بات یہ ہے کہ طلحہ بن عبیداللہ رحمہ اللہ ایک درمیانے درجے کے تابعی ہیں۔ صحابیٔ رسول سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مقابلے میں ان کو اکابر علماء میں سے شمار کرنا یا تو کم علمی ہے یا انتہائی ناانصافی کی بات!

اوکاڑوی صاحب کا ایک نحوی چٹکلا!

اوکاڑوی صاحب کے بقول سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لفظِ سنت کہہ کر سنتِ نبوی نہیں، بلکہ ایک غیر معروف طریقہ مراد لیا تھا جسے عام صحابہ وتابعین نہیں پہچانتے تھے۔ اس کی دلیل انہوں نے یہ دی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لفظِ سنت کو نکرہ بیان کیا تھا۔ یہ بات بھی سراسر غلط ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آج تک دنیا کے کسی محدث نے لفظ سنت سے ایسا غیر معروف طریقہ مراد نہیں لیا جس کو عام صحابہ وتابعین پہچانتے نہ ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتبِ حدیث بمقابلہ اوکاڑوی منطق

دوسری بات یہ ہے کہ اگر اوکاڑوی صاحب خود کتبِ حدیث سے یہ حدیث ملاحظہ کر لیتے یا کسی صاحبِ علم سے رجوع کر لیتے تو ایسا کبھی نہ لکھتے، کیونکہ سنن کبریٰ بیہقی اور جامع ترمذی میں اسی حدیث میں لفظِ سنت نکرہ کے بجائے معرفہ استعمال ہوا ہے کہ:

[إِنَّهَا مِنَ السُّنَّةِ]. (السنن الكبرىٰ للبيهقي: 38/4، جامع الترمذي: 1027)

پھر فصل سوم میں ہم سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث پیش کرنے والے ہیں۔

اس حدیث میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ:

[اَلسُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يُكَبِّرَ، ثُمَّ يَقْرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ].

نماز جنازہ میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ آدمی تکبیر کہے، پھر سورۂ فاتحہ کی قراءت کرے۔

اس حدیث میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے بھی لفظِ سنت کو معرفہ استعمال کیا ہے۔اس کے بارے میں دیوبندی بھائیوں کا کیا خیال ہے؟

نیز طلحہ بن عبداللہ رحمہ اللہ سے بالکل صحیح سند کے ساتھ یوں بھی مروی ہے:

شَهِدْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ، فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قُلْتُ لَهُ: أَتَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ؟ قَالَ: [نَعَمْ، يَا ابْنَ أَخِي، سُنَّةٌ وَّحَقٌّ].

میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک جنازے میں حاضر ہوا۔آپ نے سورۂ فاتحہ کی قراءت کی۔جب آپ فارغ ہوئے تو میں نے پوچھا: کیا آپ سورۂ فاتحہ کی قراءت کرتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں، میرے بھتیجے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ سنت اور حق ہے۔

(كتاب الأمّ للشافعي :270/1، مسند الشافعي : 1642، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 38/4، المستدرك على الصحيحين للحاكم :510/1، وقال : بإسناد صحيح، صحيح ابن حبان :3072، واللّفظ لهٗ)

اس حدیث میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو سنت کہنے کے ساتھ ساتھ حق بھی قرار دیا ہے۔کیا جو طریقہ حق تھا،اسے عام صحابہ و تابعین پہنچانتے ہی نہ تھے؟ بالفرض اگر حق کو عام صحابہ وتابعین نہ بھی پہنچانتے تھے تو فرمانِ الٰہی : ﴿اَفَمَن يَّهْدِیْ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَن يُّتَّبَعَ﴾(یونس10: 35) کے مطابق حق ہی کی پیروی ضروری ہوتی ہے۔

اب منصف مزاج دیوبندی بھائی خود ہی اندازہ فرمائیں کہ اوکاڑوی صاحب سنت کا معنیٰ ''غیر معروف طریقہ'' کرنے میں حق بجانب ہیں یا......؟ نیز اس سے اوکاڑوی صاحب کی علمِ حدیث سے عدمِ معرفت بھی خوب معلوم ہو جاتی ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ترکِ فاتحہ

جناب اوکاڑوی صاحب نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس واقعہ کے بعد کبھی بھی نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔اپنی دلیل میں انہوں نے فتح الباری کے حوالے سے ایک روایت ذکر کی ہے،لیکن ابن حجر رحمہ اللہ نے اس روایت کی مکمل سند ذکر نہیں کی،صرف یہ لکھا ہے کہ عمر بن شبہ نے اسے اپنی کتاب ''کتاب مکہ'' میں حَمَّاد عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ کی سند سے ذکر کیا ہے۔

منقطع اور غیر متعلق روایت

ہمیں عمر بن شبہ کی یہ کتاب نہیں مل سکی،البتہ علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے العرف الشذی میں اس کتاب کا نام أخبار المدينه ومكة ذکر کیا ہے۔عمر بن شبہ کی أخبار المدينه نامی کتاب دارالكتب العلمية، بیروت سے طبع ہوئی ہے،لیکن اس سے بھی یہ روایت ہمیں تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکی۔

پھر نہ جانے یہ حماد کون ہیں جو ابوحمزہ سے بیان کر رہے ہیں؟ابوحمزہ (انس بن سیرین) کے شاگردوں میں دو حماد نامی راوی ملے ہیں؛ ایک حماد بن زید رحمہ اللہ اور دوسرے حماد بن سلمہ رحمہ اللہ ان دونوں میں سے جو بھی اس سند میں مذکور ہیں،ان سے عمر بن شبہ کی ملاقات ثابت نہیں۔پھر اس منقطع روایت کی سند صحیح کیسے ہوگئی؟

ویسے اگر یہ روایت ثابت ہو بھی جائے تو اس سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ ترک کر دی تھی۔اس روایت میں تو سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے صرف تسبیح و تکبیر کا اثبات اور رکوع و سجدہ کی نفی کی ہے۔

یہ مُسلَّمہ قاعدہ ہے کہ عدمِ ذکر کو عدمِ وجود پر محمول نہیں کیا جاتا،یعنی اگر کسی جگہ ایک چیز کا ذکر نہ ہو تو یہ اس بات کی دلیل نہیں بنتی کہ وہاں اس چیز کا وجود ہی نہیں۔پھر اس روایت میں نمازِ جنازہ کے لیے قیام،درود،دُعا اور سلام کا بھی ذکر نہیں ہے۔کیا دیوبندی بھائی ان چیزوں سے بھی نمازِ جنازہ کو خالی کر دیں گے اور بس میت کے پاس سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنے سے نمازِ جنازہ کی ادائیگی کا فتویٰ دے دیں گے؟

اس بحث سے معلوم ہوا کہ اوکاڑوی صاحب کی طرف سے کیے گئے سب اعتراضات باطل ہیں اور ان کی علمی دنیا میں کوئی حیثیت نہیں۔

پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں جناب اوکاڑوی صاحب کا انداز انتہائی غیر محتاط ہے۔فقہی مسائل میں اپنے مذہب کی برتری کے لیے صحابہ کرام کی جناب میں سوءِ ادبی آخرت کا نقصان ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم

نبوی تعلیم

حدیثِ ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ

امام محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ يُحَدِّثُ ابْنَ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: [اَلسُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ أَنْ يُكَبِّرَ، ثُمَّ يَقْرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يُخْلِصَ الدُّعَاءَ لِلْمَيِّتِ، وَلَا يَقْرَأَ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى، ثُمَّ يُسَلِّمَ فِي نَفْسِهِ عَنْ يَمِينِهِ].

میں نے سیدنا ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ امام سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کو حدیث سنا رہے تھے۔انہوں نے فرمایا: نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ آدمی (پہلی) تکبیر کہے، پھر سورۂ فاتحہ کی قراءت کرے، پھر (دوسری تکبیر کے بعد) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، پھر (تیسری تکبیر کے بعد) میت کے لیے اخلاص کے ساتھ دُعا کرے،قراءت صرف پہلی تکبیر کے بعد کرے، پھر اپنی دائیں جانب خاموشی سے سلام پھیر دے۔

(مصنف عبد الرزاق: 489/3، مصنف ابن أبي شيبة: 296/3، 298، فضل الصلاة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

على النبي للامام إسماعيل القاضي : 94، سنن النسائي : 1989، المنتقىٰ لابن الجارود : 540، مسند الشاميين للطبراني : 160/4، رقم الحديث : 3000، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

(فتح الباري :204/3)

❁ یہاں سورۂ فاتحہ کو نمازِ جنازہ میں سنت قرار دینے والے سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کے بارے میں اگرچہ اختلاف ہے، لیکن راجح بات یہ ہے کہ اگرچہ انہوں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث نہیں سنی، لیکن وہ صحابیٔ رسول ضرور ہیں، کیونکہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف انہیں حاصل ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

وَأَبُو أُمَامَةَ هٰذَا صَحَابِيٌّ .

یہ ابو امامہ صحابیٔ رسول ہیں۔

(خلاصة الأحكام في مهمات السنن وقواعد الإسلام :975/2)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے خود بھی اس کی صراحت کی ہے اور دیگر کئی محدثین کرام سے بھی یہ بات نقل کی ہے کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو زیارتِ نبوی کا شرف حاصل ہے۔

(تقريب التهذيب :402، تهذيب التهذيب :264/1)

بعض محدثین کرام کا ان کے بارے میں صحبت کی نفی کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ صحابیٔ رسول نہیں، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں کچھ عرصہ گزارنے کا موقع نہیں ملا۔ یہ بات ہم نے محض اٹکل پچو سے نہیں کی۔

اثباتِ صحابیت کے بارے میں ایک عمدہ قاعدہ

ہمیں کتبِ رجال کے مطالعہ سے اس بارے میں ایک عمدہ قاعدہ معلوم ہوا ہے۔ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ کہ جب بعض محدثین کسی شخص کو صحابی قرار دیں اور ان کے لیے رؤیت کا اثبات کریں، لیکن بعض ان کی صحبت کی نفی کریں تو ان کی مراد لغوی صحبت ہوتی ہے، نہ کہ اصطلاحی، یعنی بتانا یہ مقصود ہوتا ہے کہ اس شخص نے آپ ﷺ سے تفصیلی ملاقات نہیں کی یا آپ ﷺ سے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ اس قاعدے کی ایک دلیل ملاحظہ فرمائیں کہ سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کو محدثین کرام نے صحابی قرار دیا ہے:

امام ابو زرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

طَارِقُ بْنُ شِهَابٍ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہے۔

(المراسيل لابن أبی حاتم : ص 98)

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

طَارِقُ بْنُ شِهَابٍ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا .

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی تھی، لیکن آپ ﷺ سے کوئی حدیث نہیں سنی۔ (سنن أبي داود، تحت الحديث : 1067)

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَطَارِقُ بْنُ شِهَابٍ مِمَّنْ يُعَدُّ فِي الصَّحَابَةِ .

طارق بن شہاب ان لوگوں میں سے ہیں، جن کا شمار صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔

(المستدرك على الصحيحين : 288/1)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ بھی لکھتے ہیں:

رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہے۔(سیر أعلام النبلاء : 488/3)

کسی ایک محدث نے بھی ان کے نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونے کا انکار نہیں کیا۔البتہ امام ابو حاتم رحمہ اللہ ان کے لیے زیارتِ نبوی کا اثبات کرتے ہوئے یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

طَارِقُ بْنُ شِهَابٍ، لَهُ رُؤْيَةٌ، وَلَيْسَتْ لَهُ صُحْبَةٌ .

آپ کو نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی تھی،لیکن صحبت حاصل نہیں ہوئی۔
(المراسيل لابن أبي حاتم، ص : 98)

یہ بات ہمارے بیان کیے گئے قاعدے کی ناقابل تردید دلیل ہے۔اس سلسلے میں ایک اور دلیل ہم فصل ششم میں ذکر کریں گے۔ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ !

یہی معاملہ سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کا ہے کہ محدثین کرام نے ان کے لیے زیارتِ نبوی سے مشرف ہونے کا اثبات کیا ہے،کسی محدث سے اس کی نفی ثابت نہیں۔رہا بعض محدثین کرام کا ان کے لیے صحبت کی نفی کرنا تو اس سے مراد یہ ہے کہ بچپن کی وجہ سے انہیں آپ ﷺ سے تفصیلی ملاقات کا موقع نہیں ملا جیسا کہ کتبِ رجال سے عیاں ہے۔

❁ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اگر بالفرض کوئی شخص سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو صحابی تسلیم نہ کرے تو بھی یہ حدیث ''منقطع'' یا ''مرسل'' نہیں بنتی،کیونکہ:

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ نے امام زہری رحمہ اللہ کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں:

أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، وَكَانَ مِنْ كُبَرَاءِ الْأَنْصَارِ وَعُلَمَائِهِمْ، وَأَبْنَاءِ الَّذِينَ شَهِدُوا بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ [أَنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ أَنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُكَبِّرَ الْإِمَامُ، ثُمَّ يَقْـــــرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ سِرًّا فِي نَفْسِهِ، ثُمَّ يَخْتِمَ الصَّلَاةَ فِي التَّكْبِيرَاتِ الثَّلَاثِ] .

مجھے ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ انصار کے بزرگ ترین لوگوں اور علمائے کرام میں سے تھے، نیز غزوۂ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہونے والے صحابہ کرام کی اولاد میں سے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے ان کو یہ بیان کیا: نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر کہے، پھر خاموشی سے سورۂ فاتحہ کی قراءت کرے، پھر (پہلی تکبیر کے بعد) تین تکبیروں میں نماز ختم کرے۔

(شرح معاني الآثار للطحاوي :500/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس روایت میں سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے یہ صراحت کر دی ہے کہ انہوں نے یہ بات ایک صحابیٔ رسول سے سنی ہے۔ اس صحابیٔ رسول نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو سنتِ نبوی قرار دیا ہے۔

اس بحث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے علاوہ ایک اور صحابی بھی ہیں جو نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو سنت قرار دیتے ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا .

نماز جنازہ میں ایک سلام

یہاں بطور فائدہ قارئین کرام یہ بات بھی نوٹ فرمالیں کہ اس صحیح حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز جنازہ میں صرف ایک طرف سلام پھیرنا سنت ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَيْسَ فِي التَّسْلِيْمَةِ الْوَاحِدَةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَصَحُّ مِنْهُ.

نمازجنازہ میں ایک طرف سلام پھیرنے کے بارے میں یہ صحیح ترین حدیث ہے۔(المستدرك على الصحيحين: 513/1)

یہ بھی یاد رہے کہ نماز جنازہ میں دو طرف سلام پھیرنے کے بارے میں نبیِ اکرم ﷺ سے کوئی حدیث ثابت نہیں، جبکہ ایک سلام پھیرنے کے متعلق آپ ﷺ کی سنت قارئین کرام نے ملاحظہ فرما لی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام میں سے بھی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے بھی نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرنا ثابت ہے۔ کسی ایک صحابی سے بھی نماز جنازہ میں دو طرف سلام پھیرنا صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں۔

اسی طرح تابعین کرام میں سے امام سعید بن جبیر رحمہ اللہ، امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ، امام حسن بصری رحمہ اللہ اور امام مکحول رحمہ اللہ سے صحیح سند کے ساتھ نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرنے کا ذکر ملتا ہے۔

(یہ سارے آثار ملاحظہ فرمائیں: مصنف ابن أبي شيبة: 307/3، وسند الكلّ صحيحٌ)

امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل و فاعل تھے۔

(سيرة الإمام أحمد لأبي الفضل، ص:40)

حدیثِ ابوامامہ رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کا منصفانہ تجزیہ

قارئین کرام ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ والی مذکورہ حدیث کئی کتبِ حدیث میں موجود ہے۔فن حدیث کا مبتدی طالب علم بھی اس بات سے بخوبی واقف ہوتا ہے کہ ایک حدیث کی سندیں جب مختلف ہوتی ہیں تو اس کے الفاظ بھی مختلف ہو جاتے ہیں اور اسلوب بھی۔ایک راوی اسے مکمل ذکر کرتا ہے تو دوسرا مختصر۔کوئی راوی اس میں سے ایک مضمون بیان کرتا ہے اور کوئی دوسرا مضمون۔روایتِ حدیث کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ ایک عمومی انداز ہے۔

روایت کے مختلف الفاظ اور ان کی تطبیق

سابقہ سطور میں بیان کیے گئے انداز کے مطابق یہ حدیث بھی مختلف الفاظ اور اسلوب سے بیان ہوئی ہے۔مستدرکِ حاکم والی روایت میں سورۂ فاتحہ کا ذکر نہیں ہے۔اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا ظفر احمد تھانوی دیوبندی صاحب (1394ھ) لکھتے ہیں:

وَفِي التَّلْخِيصِ الْحَبِيرِ : فِي الْمُسْتَدْرَكِ مِنْ طَرِيقِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ : أَنَّهُ أَخْبَرَهُ رِجَالٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ أَنْ يُكَبِّرَ الْإِمَامُ، ثُمَّ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُخْلِصَ الدُّعَاءَ فِي التَّكْبِيرَاتِ الثَّلَاثِ، ثُمَّ يُسَلِّمَ تَسْلِيمًا خَفِيًّا، وَالسُّنَّةُ أَنْ يَّفْعَلَ مَنْ وَرَائَهُ مِثْلَ مَا فَعَلَ إِمَامُهُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ : سَمِعَهُ ابْنُ الْمُسَيِّبِ مِنْهُ، فَلَمْ يُنْكِرْهُ ۔ اه، فَهٰذَا حَدِيثٌ وَّاحِدٌ وَّسِيَاقُهُ مُخْتَلِفٌ .

(حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب)التلخيص الحبير میں ہے: المستدرك میں امام زہری رحمہ اللہ کی سند سے یہ روایت یوں ہے کہ ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے ان کو بتایا: نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر کہے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور میت کے لیے اخلاص کے ساتھ دُعا کرے۔(یہ کام) تین تکبیروں میں کرے، پھر آہستہ سے سلام پھیرے۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ مقتدی بھی وہی طریقہ اختیار کریں جو ان کا امام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرتا ہے۔ امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے یہ بات سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے سنی، لیکن کوئی اعتراض نہیں کیا۔ یہ ایک ہی حدیث ہے، لیکن انداز مختلف ہے۔

مولانا موصوف مزید لکھتے ہیں:

وَإِذَا صَحَّ الطَّرِيقَانِ يُجْمَعُ بَيْنَهُمَا بِأَنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يُكَبِّرَ الْإِمَامُ، وَيُثْنِي عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، سَوَاءٌ كَانَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ أَوْ غَيْرِهَا، وَلِذَا ذَكَرَ الصَّحَابِيُّ مَرَّةً وَّحَذَفَهَا أُخْرٰى، وَهٰذَا هُوَ مَذْهَبُ الْحَنَفِيَّةِ فِي الْبَابِ.

جب یہ دونوں سندیں صحیح ہیں تو ان میں تطبیق یہ ہوگی کہ نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر کہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے، یہ حمد و ثناء خواہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ ہو یا کسی اور دُعا کے ساتھ۔ یہی وجہ ہے کہ صحابی نے ایک دفعہ سورۂ فاتحہ کا ذکر کیا ہے اور دوسری دفعہ اسے حذف کر دیا ہے۔ اس مسئلہ میں احناف کا مذہب بھی یہی ہے۔

(إعلاء السنن: 2564/6)

تجزیہ

① جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں، یہ حدیث مختلف انداز سے بیان ہوئی ہے۔ مستدرکِ حاکم والی روایت میں سورۂ فاتحہ کا ذکر نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ کے سنت طریقے میں سورۂ فاتحہ کا ذکر نہیں کیا۔ یہ مسلّم اصول ہے کہ عدمِ ذکر، عدمِ وجود کی دلیل نہیں بن سکتا۔ تھانوی صاحب کا یہ کہنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درست نہیں کہ صحابی نے ایک دفعہ اس کا ذکر کیا ہے، ایک دفعہ چھوڑا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کا ذکر امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرنے والے راوی نے اختصار کی وجہ سے چھوڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک کسی محدث نے اس حدیث کی عدمِ ذکرِ فاتحہ والی روایت کو نماز جنازہ میں قراءتِ فاتحہ کی ممانعت یا اس کے غیر ضروری ہونے کی دلیل نہیں بنایا۔

پھر امام بیہقی رحمہ اللہ کے اسلوب سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اس حدیث میں سورۂ فاتحہ کا ذکر سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے نہیں چھوڑا، بلکہ اس روایت میں راوی کا مقصود صرف نماز جنازہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی مشروعیت بتانا تھا۔ اسی لیے امام بیہقی رحمہ اللہ نے سورۂ فاتحہ کے ذکر والی روایت کو نماز جنازہ میں قراءت کے باب میں ذکر کیا ہے اور عدمِ ذکر والی روایت کو نماز جنازہ میں درود پڑھنے کے باب میں بیان کیا ہے۔ اتنی سی بات تھانوی صاحب کی سمجھ میں نہیں آئی۔

احناف نمازِ جنازہ میں درود بھی چھوڑ دیں گے؟

② مولانا ظفر احمد تھانوی صاحب اگر امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ کی ذکر کردہ روایت ہی دیکھ لیتے تو شاید یہ اعتراض نہ کر پاتے، کیونکہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے اسی حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے:

[إِنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ أَنْ يُكَبِّرَ الْإِمَامُ، ثُمَّ يَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ سِرًّا فِي نَفْسِهِ، ثُمَّ يَخْتِمَ الصَّلَاةَ فِي التَّكْبِيرَاتِ الثَّلَاثِ].

نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر کہے، پھر خاموشی سے سورۂ فاتحہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی قراءت کرے، پھر (پہلی تکبیر کے بعد) تین تکبیروں میں نماز ختم کرے۔

(شرح معاني الآثار للطحاوي :500/1، وسندهٗ صحيحٌ)

قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ اس روایت میں نبی ﷺ پر درود پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔ یہاں یہ قطعاً نہیں کہا جا سکتا کہ ایک دفعہ صحابیٔ رسول سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ میں درود پڑھنے کا ذکر کیا تھا اور دوسری مرتبہ خود ہی چھوڑ دیا۔

حنفی بھائیوں کو چاہیے تھا کہ وہ جس طرح ایک روایت میں عدمِ ذکر کی وجہ سے سورۂ فاتحہ کو چھوڑنا چاہتے ہیں، اسی طرح اس روایت میں عدمِ ذکر کی وجہ سے درود کو بھی چھوڑ دیں، کیونکہ اس کی سند کے صحیح ہونے کا اعتراف خود تھانوی صاحب نے کر لیا ہے، پھر بعض احادیث میں نماز جنازہ کے بیان میں صرف دُعاؤں کا ذکر ہے، ان کو چاہیے کہ وہ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف دُعاؤں پر اکتفا کر لیں اور کہہ دیں کہ باقی سب چیزوں کو چھوڑا جا سکتا ہے، لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس کے برعکس فقہ حنفی کی معتبر کتاب ''ہدایہ'' میں نماز جنازہ کا طریقہ یوں بیان ہوا ہے:

وَالصَّلَاةُ أَنْ يُكَبِّرَ تَكْبِيرَةً يَحْمَدُ اللّٰهَ عَقِيبَهَا، ثُمَّ يُكَبِّرَ تَكْبِيرَةً يُصَلِّي فِيهَا عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، ثُمَّ يُكَبِّرَ تَكْبِيرَةً يَدْعُو فِيهَا لِنَفْسِهِ وَلِلْمَيِّتِ وَلِلْمُسْلِمِينَ، ثُمَّ يُكَبِّرَ الرَّابِعَةَ وَيُسَلِّمَ.

نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی ایک تکبیر کہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد کرے، پھر دوسری تکبیر کہے، اس کے بعد نبی علیہ السلام پر درود پڑھے، پھر تیسری تکبیر کہے، اس کے بعد اپنے لیے، میت کے لیے اور مسلمانوں کے لیے دُعا کرے، پھر چوتھی تکبیر کہے اور سلام پھیر دے۔

(الهداية للمرغيناني، فصل في الصلاة على الميت :90/1)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سورۂ فاتحہ کے ذکر والی اسانید قوی ہیں

③ صحیح اسانید کے ساتھ اس حدیث کو سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے صرف محمد بن سوید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں اور ان سے صرف امام زہری رحمہ اللہ یہ واقعہ روایت کرتے ہیں۔ پھر امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرنے والے کئی شاگرد ہیں۔ ان میں سے:

معمر بن راشد (مصنف ابن أبي شيبة : 296/3، مصنف عبد الرزاق : 489/3، المنتقىٰ لابن الجارود : 540)

اللیث بن سعد (سنن النسائي الصغرىٰ : 1989، سنن النسائي الكبرىٰ : 2116، العلل للدارقطني : 259/12)

شعیب بن ابی حمزہ (مسند الشاميين للطبراني : 160/4، رقم الحديث : 3000، شرح معاني الآثار للطحاوي : 500/1)

وغیرہم (العلل للدارقطني : 259/12) نے امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرتے وقت اس حدیث میں سورۂ فاتحہ کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ صرف ایک شاگرد یونس بن یزید الایلی (المستدرك على الصحيحين للحاكم : 513/1، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 39/4) نے امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرتے وقت سورۂ فاتحہ کا ذکر نہیں کیا۔

اب امام زہری رحمہ اللہ سے سورۂ فاتحہ کو بیان کرنے والے شاگرد کئی ہیں اور سورۂ فاتحہ کا ذکر چھوڑنے والے شاگرد یونس بن یزید الایلی اکیلے ہیں۔ پھر یہ بھی ذہن نشین رہے کہ امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرتے وقت سورۂ فاتحہ کا ذکر کرنے والے راوی حفظ و اتقان میں بھی یونس بن یزید الایلی سے بہت بلند ہیں، جیسا کہ ان کے بارے میں محدثین کرام کے فیصلے سے عیاں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم اختصار کی خاطر صرف ابن حجر رحمہ اللہ کا فیصلہ ذکر کیے دیتے ہیں:

ذکر نہ کرنے والے راوی	سورۂ فاتحہ کا ذکر کرنے والے راوی
	معمر بن راشد ...... ثقة، ثبت، فاضل.
یونس بن یزید الایلی ثقة.	اللیث بن سعد ...... ثقة، ثبت، فقیه.
	شعیب بن ابی حمزہ..... ثقة، عابد.

یعنی تین ایسے راوی سورۂ فاتحہ کا ذکر کر رہے ہیں، جو فاتحہ کا ذکر نہ کرنے والے اکلوتے راوی سے نقل حدیث میں بدرجہا معتبر بھی ہیں۔

یہ تو ان راویوں کا عمومی تقابل تھا۔ ایک استاذ کے شاگرد ہونے کے ناطے بھی سورۂ فاتحہ کا ذکر کرنے والے راوی امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرنے میں یونس بن یزید کے مقابلے میں اعلیٰ درجے کے ہیں، جیسا کہ شعیب بن ابی حمزہ کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ أَصَحُّ حَدِيثًا عَنِ الزُّهْرِيِّ مِنْ يُونُسَ .

شعیب بن ابی حمزہ امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرنے میں یونس سے زیادہ راست رَو ہیں۔(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 344/4، وسندهٗ حسنٌ)

پھر یونس بن یزید کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں:

إِنَّ فِي رِوَايَتِهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَهْمًا قَلِيلًا .

ان کو امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرنے میں کچھ وہم ہو جاتا ہے۔

(تقريب التهذيب: 7919)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب قارئین کرام نے ملاحظہ فرما ہی لیا ہے کہ سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سورۂ فاتحہ کا ذکر کرنے والے راوی یونس بن یزید کے مقابلے میں عموماً بھی اعلیٰ درجے کے ہیں اور وہ اپنے استاذ زہری رحمہ اللہ سے بیان کرنے میں خصوصاً بھی زیادہ پختہ کار ہیں، لیکن مولانا ظفر احمد تھانوی صاحب اور دیگر حنفی احباب نے پھر بھی یونس بن یزید کی بات کو لے کر سورۂ فاتحہ کو چھوڑ دیا ہے۔ اگر احناف اس حدیث میں اختصار کی وجہ سے سورۂ فاتحہ رہ جانے کے قول پر مطمئن نہیں تھے تو انہیں چاہیے تھا کہ وہ زیادہ تعداد، زیادہ ثقہ اور زیادہ پختہ کار راویوں کی بات پر اعتماد کرتے۔

مولانا تھانوی صاحب کا دوہرا معیار

④ خود مولانا ظفر احمد تھانوی صاحب نے پگڑی پر مسح سے انکار کرتے ہوئے اس بارے میں موجود صحیح وصریح احادیث کا یہ جواب دیا تھا:

ظَنَّ الرَّاوِي أَنَّ الْمَسْحَ عَلَى النَّاصِيَةِ مَعْلُومٌ، وَالْمُهِمُّ هُوَ التَّكْمِيلُ عَلَى الْعِمَامَةِ، فَاقْتَصَرَ عَلَى ذِكْرِ مَسْحِهَا.

راوی نے سمجھا کہ پیشانی پر مسح تو سب کو معلوم ہے۔ اہم بات تو پگڑی پر مسح کو مکمل کرنا تھا، لہٰذا اس نے صرف پگڑی کے مسح کو ذکر کیا۔

وَيُؤَيِّدُ ذٰلِكَ أَنَّ الِاخْتِصَارَ فِي الرِّوَايَةِ وَالِاقْتِصَارَ عَلَى ذِكْرِ الْمُهِمِّ لَمْ يَزَلْ مِنْ دَأْبِ الرُّوَاةِ قَدِيمًا وَّحَدِيثًا.

اس بات کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ روایت میں اختصار اور اہم بات کے ذکر پر اکتفا کرنا قدیم وجدید زمانے میں راویوں کی عادت رہی ہے۔

(إعلاء السنن: 1/54-61، ملخّصًا)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھانوی صاحب کہنا یہ چاہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پیشانی اور پگڑی دونوں پر مسح کیا تھا،لیکن راوی نے پیشانی کا ذکر اختصار کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔ہم نے تھانوی صاحب کی اس بات کو سنتِ رسول،اقوال و افعالِ صحابہ اور آراءِ محدثین سے غلط ثابت کیا تھا۔(تفصیل کے لیے دیکھیں: ماہنامہ ضربِ حق ،سرگودھا،جلد نمبر1 ،شمارہ نمبر10)

عرض ہے کہ پگڑی پر مسح کے بارے میں تو محدثین و فقہائے کرام کی تصریحات کے خلاف بھی یہ قانون تھانوی صاحب نے پورے زور وشور سے پیش کیا تھا،لیکن کیا وجہ ہے کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کے مسئلہ میں وہ اسے بھول گئے ہیں،حالانکہ یہاں ایسا کہنا سنتِ رسول،فہمِ صحابہ اور عمل سلف کے موافق بھی ہے؟

اس مسئلہ میں یہ کہنا بالکل بجا تھا کہ راوی یونس بن یزید نے اختصار کی وجہ سے سورۂ فاتحہ کا ذکر چھوڑ دیا ہے،کیونکہ اس کے دوسرے تمام ساتھی سورۂ فاتحہ کا ذکر کر رہے ہیں،مگر تھانوی صاحب نے اس پر غور نہیں کیا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فصل چہارم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اَمر
حدیثِ اُمِ شریک رضی اللہ عنہا

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صحابیہ سیدہ اُمِ شریک رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

[أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَّقْرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ].

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کا حکم فرمایا۔

(سنن ابن ماجه: 1496، التاريخ الكبير للبخاري: 22/3، وسندهٗ حسنٌ)

علامہ بوصیری نے اس حدیث کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(مصباح الزجاجة: 267/1)

جناب ظفر احمد تھانوی دیوبندی صاحب (1394ھ) نے بھی اس کی سند کو ''حسن'' تسلیم کیا ہے۔(إعلاء السنن: 2567/6)

اس حدیث کو امام ترمذی، امام ابن ماجہ، حافظ ابن الجوزی، حافظ نووی، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہم نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ البتہ بعض علمائے کرام نے اس حدیث کی صحت میں کچھ شک بھی کیا ہے۔اس کا تفصیلی تجزیہ ہم ابھی کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حماد بن جعفر اور شہر بن حوشب پر اعتراض

درجِ ذیل دو راویوں کی وجہ سے بعض محدثین کرام نے اس حدیث پر کچھ کلام کیا ہے:

① حماد بن جعفر اور ② شہر بن حوشب

آیئے دونوں کے حالات کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں:

حماد بن جعفر کی توثیق:

① حماد بن جعفر کے بارے میں:

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (158-233ھ) فرماتے ہیں:

حَمَّادُ بْنُ جَعْفَرٍ بَصرِيٌّ، ثِقَةٌ.

حماد بن جعفر بصرہ کے باشندے اور ثقہ راوی ہیں۔

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم :134/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ابن شاہین رحمہ اللہ (297-385ھ) نے بھی ثقاہت کا فیصلہ دیا ہے۔

(تاريخ أسماء الثقات : 244)

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ (م354ھ) کا بھی یہی خیال ہے۔

(كتاب الثقات : 221/6)

حماد بن جعفر پر جرح کی حقیقت

رہا ابوالفتح الازدی کا یہ کہنا کہ:

نُسِبَ إِلَى الضُّعْفِ.

اس کی نسبت کمزوری کی طرف کی گئی ہے۔

(تهذيب التهذيب لابن حجر العسقلاني : 6/3)

تو اوّلاً یہ بات بے سند ہونے کی وجہ سے ناقابلِ التفات ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دوسری بات یہ ہے کہ ابوالفتح الازدی خود مجروح راوی ہے۔

(تاریخ بغداد للخطیب :2/243-244، تاریخ الإسلام للذهبي : 564/26، تهذيب التهذيب لابن حجر :139/5)

کسی دوسرے راوی کو جرح یا تعدیل کے میزان میں رکھنے والے کا خود جرح سے پاک ہونا ضروری ہے۔

ابوالفتح ازدی خود مجروح ہے

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ ایک راوی پر ابوالفتح الازدی کی جرح نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَقَالَ أَبُو الْفَتْحِ الْأَزْدِيُّ : مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ، غَيْرُ مَرْضِيٍّ، قُلْتُ : لَمْ يَلْتَفِتْ أَحَدٌ إِلَى هٰذَا الْقَوْلِ، بَلِ الْأَزْدِيُّ غَيْرُ مَرْضِيٍّ .

ابوالفتح الازدی کا کہنا ہے کہ (احمد بن شبیب) منکر الحدیث اور ناپسندیدہ شخصیت ہے۔میں (ابنِ حجر) کہتا ہوں کہ کسی محدث نے (ابوالفتح الازدی کی) اس بات کو قابل التفات نہیں سمجھا، بلکہ (محدثین کے نزدیک) الازدی خود ناپسندیدہ شخصیت ہے۔(تهذيب التهذيب :32/1)

تیسری بات یہ ہے کہ ابوالفتح الازدی کا ''اس کی نسبت ضعف کی طرف کی گئی ہے۔'' کہنا بہت مبہم ہے۔نہ جانے ابوالفتح الازدی کے علم میں وہ کون سے لوگ تھے جنہوں نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ کا ایک شبہہ!

اور رہی یہ بات کہ امام ابنِ عدی رحمہ اللہ نے حماد بن جعفر کے بارے میں فرمایا ہے:

حَمَّادُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَظُنُّهُ بَصرِيًّا، مُنْكَرَ الْحَدِيْثِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حماد بن جعفر جو کہ میرے خیال میں بصری ہیں، منکر الحدیث ہیں۔

(الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي : 239/2)

تو یہ ایک شبہے کی بنا پر ہے۔امام ابنِ عدی رحمہ اللہ کے الفاظ یہ بتا رہے ہیں کہ وہ جس حماد بن جعفر کو ''منکر الحدیث'' قرار دے رہے ہیں،اس کے بارے میں انہیں یقین نہیں کہ وہ ہے کون؟ دراصل حماد بن جعفر نامی راوی دو تھے۔حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ حماد بن جعفر پر امام ابنِ عدی رحمہ اللہ کی جرح ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وَفَرَّقَ أَبُو حَاتِمٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ حَمَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ...... .

امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے اس (حماد بن جعفر بصری) اور حماد بن جعفر رازی کو دو الگ الگ شخصیات قرار دیا ہے۔(تهذيب التهذيب : 6/3)

کچھ بعید نہیں کہ امام ابنِ عدی رحمہ اللہ کی جرح کا مستحق حماد بن جعفر بصری کے بجائے حماد بن جعفر رازی ہو۔انہوں نے دونوں کو ایک سمجھ لیا ہو،اس لیے جو جرح رازی پر کی جانی تھی وہ بصری پر کر دی۔شک والے الفاظ اس بات پر واضح دلیل ہیں۔

امام ابنِ حبان رحمہ اللہ نے بھی حماد بن جعفر نامی دو راوی ذکر کیے ہیں۔اس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ امام ابنِ عدی رحمہ اللہ کی اس جرح کا مصداق بالیقین حماد بن جعفر بصری کو نہیں بنایا جا سکتا۔اس کے ساتھ ساتھ گزشتہ صفحات اس بات پر گواہ ہیں کہ امام یحییٰ بن معین،امام ابنِ شاہین رحمہما اللہ نے حماد بن جعفر کو بلا شک و تردّد ثقہ قرار دیا ہے۔

اب بات ان لوگوں کی مانی جائے گی جو اس بارے میں بالیقین فیصلہ دے رہے ہیں یا ان کی جو خود اس حوالے سے شک وشبہ کا اظہار کر رہے ہیں؟

شہر بن حوشب کی توثیق

② شہر بن حوشب راوی جمہور محدثین کرام کے نزدیک ''حسن الحدیث''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ انہیں امام احمد بن حنبل (الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 383/4، وسندهٗ صحيحٌ)، امام یحییٰ بن معین (أيضًا، وسندهٗ صحيحٌ)، امام ابو زرعہ (أيضًا، وسندهٗ صحيحٌ)، امام عجلی (معرفة الثقات : 741)، امام بخاری (جامع الترمذي، تحت الحديث : 2121، 2697)، امام ابوحاتم رازی (الجرح والتعديل : 383/4)، امام ترمذی (جامع الترمذي، تحت الحديث : 3871) وغیرہم رحمہم اللہ نے ثقہ وصدوق قرار دیا ہے۔

شہر بن حوشب پر جرح کی حقیقت

ان پر جتنی بھی جروح ہیں، وہ غیر مؤثر ہیں۔

حافظ ابن القطان فاسی رحمہ اللہ (628ھ) اس پر جرح کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَلَمْ أَسْمَعْ لِمُضَعِّفِيهِ حُجَّةً، وَمَا ذَكَرُوهُ ...... كُلُّهٗ إِمَّا لَا يَصِحُّ، وَإِمَّا خَارِجٌ عَلٰى مَخْرَجٍ لَّا يَضُرُّهٗ ......

میں نے اسے ضعیف قرار دینے والوں سے کوئی دلیل نہیں سنی۔ جو باتیں انہوں نے ذکر کی ہیں وہ یا تو ثابت ہی نہیں یا پھر وہ ایسی ہیں کہ اس (کی ثقاہت) کو نقصان نہیں دیتیں......۔ (بيان الوهم والإيهام : 321/3)

حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَقَدْ جَرَّحَهٗ جَمَاعَةٌ، لٰكِنْ وَّثَّقَهُ الْأَكْثَرُونَ، وَبَيَّنُوا أَنَّ الْجَرْحَ كَانَ مُسْتَنِدًا إِلٰى مَا لَيْسَ بِجَارِحٍ.

اس پر محدثین کی ایک جماعت نے جرح کی ہے، لیکن زیادہ محدثین کرام نے اسے ثقہ ہی قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ (شہر بن حوشب پر) جرح کی بنیاد ایسی چیز ہے جو موجب جرح نہیں۔

(المجموع شرح المهذب : 370/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کے ترجمہ کے شروع میں [صح] لکھا ہے، اس کا مطلب ہے کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے نزدیک اس پر جرح مردود ہے اور توثیق راجح ہے، جیسا کہ حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَهُوَ إِشَارَةٌ مِّنْهُ إِلٰى أَنَّ الْعَمَلَ عَلٰى تَوْثِيقِ ذٰلِكَ الرَّجُلِ .

یہ [صح] ان (حافظ ذہبی رحمہ اللہ) کی طرف سے اس بات کا اشارہ ہے کہ عمل اس آدمی کی توثیق پر ہی ہوگا۔(البدر المنير : 608/1)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (748ھ) نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

اَلرَّجُلُ غَيْرُ مَدْفُوعٍ عَنْ صِدْقٍ وَّعِلْمٍ، وَالِاحْتِجَاجُ بِهِ مُتَرَجِّحٌ .

اس راوی کا صدق و علم ثابت ہے، اس کا قابل حجت ہونا ہی راجح ہے۔
(سير أعلام النبلاء : 378/4)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ (807ھ) اس کے بارے میں کہتے ہیں:

وَحَدِيثُهُ حَسَنٌ .

اس کی حدیث حسن ہوتی ہے۔(مجمع الزوائد : 108/10)

نیز فرماتے ہیں:

وَالصَّحِيحُ أَنَّهُمَا ثِقَتَانِ، وَلَا يَقْدَحُ الْكَلَامُ فِيهِمَا .

صحیح بات یہ ہے کہ (عبد الحمید بن بہرام اور شہر بن حوشب) دونوں ثقہ ہیں، ان کے بارے میں جرحی کلام موجبِ قدغن نہیں۔
(مجمع الزوائد : 222/1)

یوں یہ حدیث سند کے اعتبار سے بالکل بے غبار ہے۔ اس کی سند بلا شک و شبہ ''حسن'' ہے۔ مولانا ظفر احمد تھانوی صاحب کی طرف سے اس حدیث کے ''حسن''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے کا اعتراف گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے۔ لیکن اس حدیث کو ''حسن'' ماننے کے باوجود تھانوی صاحب اور دیگر دیوبندی علماء نے اس پر اعتراضات بھی کیے ہیں۔ آیئے ان کا تجزیہ کرتے ہیں:

حدیثِ اُمِ شریک پر اعتراضات کا منصفانہ تجزیہ

① ''نامعلوم'' عورت کی روایت کیسے قبول ہو؟

مولانا ظفر احمد تھانوی صاحب (1394ھ) لکھتے ہیں:

وَاخْتُلِفَ فِي تَعْيِينِهَا اخْتِلَافًا كَثِيرًا، كَمَا يَظْهَرُ مِنَ الْإِصَابَةِ، وَجَهَالَةُ الصَّحَابَةِ، وَإِنْ كَانَتْ لَا تَضُرُّ، وَلٰكِنْ يَبْعُدُ أَنْ يَخْفٰى أَمْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا سِيَّمَا أَمْرُهُ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ، الَّتِي حَالُهَا أَكْشَفُ لِلرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ، عَلٰى أَجِلَّةِ الصَّحَابَةِ، وَتَعْرِفُهُ هٰذِهِ الْمَجْهُولَةُ، إِنَّ ذٰلِكَ لَعَجِيبٌ.

اس (سیدہ اُمِ شریک رضی اللہ عنہا) کی تعیین میں بہت زیادہ اختلاف ہے جیسا کہ (حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ کی کتاب) الإصابة کے مطالعہ سے واضح ہے۔ اگرچہ صحابہ کے حالات معلوم نہ ہونا مُضر نہیں، لیکن یہ بات بعید ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم جلیل القدر صحابہ کرام سے مخفی رہ جائے اور اس نامعلوم صحابیہ کو اس کا علم ہو جائے، خصوصاً جب وہ حکم نمازِ جنازہ سے متعلق ہو جس کا معاملہ عورتوں کی نسبت مردوں پر زیادہ عیاں ہوتا ہے۔ یہ بہت عجیب ہے۔

(إعلاء السنن: 2567/6)

تجزیہ

① جلیل القدر صحابہ کرام سے تو کُجا کسی ایک ادنیٰ صحابی سے بھی یہ بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثابت نہیں کہ وہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو چھوڑتا ہو یا اس سے منع کرتا ہو۔اس بارے میں صحابہ کرام کے جو آثار پیش کیے جاتے ہیں،ان کا بیان بابِ دوم میں آئے گا۔إن شاء اللہ!

② سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سمیت کئی ایک صحابہ کرام سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کرتے تھے اور اسے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی قرار دیتے تھے،جیسا کہ اگلی فصل میں تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔کیا سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما جلیل القدر صحابی نہیں ہیں؟

③ جب مولانا تھانوی صاحب نے اس کی سند کو''حسن'' تسلیم کر لیا ہے تو گویا انہوں نے اعلان کیا ہے کہ واقعی سیدہ اُمِ شریک رضی اللہ عنہا نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کا حکم سنا ہے۔رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانِ عالی شان کو سن لینے اور اس کی سند کو''حسن'' تسلیم کر لینے کے بعد بھی اس طرح کے اشکالات پیش کرنا کسی متبعِ سنت مسلمان کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اتباعِ سنت کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین!

④ سیدہ اُمِ شریک رضی اللہ عنہا نے وہی بات بیان کی ہے جو سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے۔گزشتہ اوراق میں تفصیلاً بیان ہو چکا ہے کہ سیدنا ابنِ عباس اور سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہم نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو سنتِ نبوی قرار دیا ہے،نیز سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان کیا ہے کہ سورۂ فاتحہ کی قراءت کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی اور اس حدیث میں سیدہ اُمِ شریک رضی اللہ عنہا کا بیان یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کا حکم فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب ہم فیصلے کا اختیار منصف مزاج قارئین کے ہاتھ میں دیتے ہوئے ان سے سوال کرتے ہیں کہ سیدہ اُمِ شریک رضی اللہ عنہا نے جو بات بیان کی ہے، وہ دوسرے صحابہ کرام کی بات کے موافق ہے یا مخالف؟

② ''اصولیوں'' کی بے اصولی؛ حکم نبوی پر عمل ضروری نہیں!

مولانا ظفر احمد تھانوی دیوبندی صاحب اس حدیث پر ایک اور اعتراض وارد کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

وَأَيْضًا، فَقَوْلُ الصَّحَابِيِّ : [أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا]؛ قَدِ اخْتُلِفَ فِي دَلَالَتِهِ عَلَى الْوُجُوبِ، فَإِنَّ الْوُجُوبَ مُخْتَصٌّ بِصِيغَةِ «اِفْعَلْ» دُونَ لَفْظِ الْأَمْرِ، كَمَا ذَكَرَهُ الْأُصُولِيُّونَ مُفَصَّلًا.

پھر یہ بات بھی ہے کہ کسی صحابی کا یہ بیان کرنا کہ ہمیں نبی اکرم ﷺ نے یوں حکم دیا، وجوب پر دلیل بنتا ہے یا نہیں، اس میں اختلاف ہے، کیونکہ وجوب صرف [اِفْعَلْ] (کرو) کے لفظ کے ساتھ ہوتا ہے، لفظِ حکم کے ساتھ نہیں ہوتا جیسا کہ اصولیوں نے تفصیلاً بیان کیا ہے۔

(إعلاء السنن : 2567/6)

تجزیہ

① قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں، نبی اکرم ﷺ کا حکم مبارک آ جانے کے بعد اس سے جان چھڑانے کے لیے یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ واجب نہیں۔ یہ انتہائی غلط رَوِش ہے۔ کیا کسی مسلمان کو ایسا زیب دیتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذرا تصور کریں......

ہمارے دیوبندی بھائی اللہ کے لیے کچھ دیر کے لیے آنکھیں بند کریں، خیالات کی دنیا میں مدینہ پہنچیں، اپنے آپ کو کچھ دیر کے لیے محفل نبوی میں لے جائیں، جہاں آقائے نامدار ﷺ کے وہ جاں نثار موجود ہیں جو آپ کی محبت وعقیدت میں اس قدر غرق ہیں کہ آپ ﷺ کے وضو کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں گرنے دے رہے، آپ ﷺ کی بات کو اس انہماک سے سن رہے ہیں کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، فداکاری کا یہ عالم ہے کہ آقا اگر حکم دیں تو وہ پہاڑوں سے کود جائیں، سمندروں کے سینوں میں گھس جائیں اور سب کچھ ان کی خاطر لٹا کے یہ سمجھیں کہ ہم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ بارگاہِ عزت مآب میں اپنی طرف سے جان تک کے نذرانے کو حقیر سمجھتے ہوئے یہ خواہش کریں کہ کاش ہمارے پاس ایسی ہزاروں جانیں ہوں اور ہم سب آقا کے قدموں پر نچھاور کرتے ہوئے عرض کریں کہ آقا! یہ حقیر سا ہدیہ اگر قبول ہو جائے تو آپ کی بڑی نوازش اور ہماری بڑی سعادت ہوگی۔

اب عالمِ خیالات سے عالمِ حقیقت کی طرف لوٹیں اور سوچیں کہ ان فداکاروں کو اگر کوئی یہ خبر سنائے کہ آقا نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کا حکم دیا ہے تو ان کا کیا طرز عمل ہوگا؟ کیا وہ یہ کہیں گے کہ اس سے وجوب ثابت نہیں ہوتا؟ ان ''اُصولیوں'' کو اللہ سنبھالے کہ انہوں نے دین کو کیا گورکھ دھندا بنا دیا ہے! ہمارے لیے معیار صحابہ کرام کا جذبۂ اتباع ہے یا ''اصولیوں'' کی موشگافیاں؟

دیگر قرائن کا تقاضا

② پھر خارجی قرائن بھی اس فرمانِ نبوی کے وجوب پر ہی دلالت کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ کوئی نماز سورۂ فاتحہ کی قراءت کے بغیر قابل قبول نہیں، اسی طرح قرآنِ کریم میں قراءت کا حکم ہے جس کی بنا پر فقہائے احناف نے بھی نماز میں مطلق قراءت کو فرض قرار دیا ہے۔اس کا تفصیلی بیان بابِ چہارم کی فصلِ اوّل میں آ رہا ہے۔

جب جنازہ بھی نماز ہے تو اس میں بھی قراءت فرض ہے۔اس لحاظ سے بھی سیدہ اُمِ شریک رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ حدیث میں حکمِ نبوی سے مراد یہی ہے کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت فرض ہے۔

③ اس کی سند میں کلام ہے!

مولانا ظفر احمد تھانوی دیوبندی صاحب تیسرا اعتراض داغتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَأَيْضًا، فَفِي سَنَدِهِ كَلَامٌ كَمَا تَقَدَّمَ، وَأَثَرُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَقْوٰى مِنْهُ سَنَدًا، وَقَدْ صَرَّحَ بِكَوْنِ الْقِرَائَةِ سُنَّةً، فَيُحْمَلُ الْأَمْرُ فِي حَدِيثِ أُمِّ شَرِيكٍ عَلَى النَّدْبِ، كَيْ لَا يُعَارِضَ مَا هُوَ أَقْوٰى مِنْهُ، فَيَصِيرَ سَاقِطَ الِاعْتِبَارِ.

پھر جیسا کہ بیان ہو چکا ہے،اس کی سند میں بھی کلام ہے،جبکہ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سند کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے۔اس میں انہوں نے قراءت کے سنت ہونے کی صراحت کی ہے۔لہٰذا سیدہ اُمِ شریک رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو حکم موجود ہے اسے استحباب پر محمول کیا جائے گا تاکہ وہ اپنے سے زیادہ قوی روایت کے مخالف ہو کر غیر معتبر نہ ہو جائے۔

(إعلاء السنن: 2567/6)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تجزیہ

① ضروری نہیں کہ جس سند میں کلام ہو، وہ ضعیف ہو جاتی ہے، بلکہ اس کلام کی نوعیت کو دیکھ کر فیصلہ کیا جاتا ہے۔سیدہ اُمِ شریک رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ حدیث پر جو کلام تھی، اس کی نوعیت اور حقیقت آپ نے ملاحظہ کی۔خود تھانوی صاحب اسے ''حسن'' یعنی لائقِ حجت تسلیم کر چکے ہیں۔اب اس کی سند میں کلام کا بہانہ محض اس حدیث پر عمل نہ کرنے کا عذرِ لنگ ہے۔

② سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث پر تفصیلاً بات ہم فصلِ دوم میں بیان کر چکے ہیں جہاں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ محدثین وفقہائے کرام نے اس حدیث سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کا وجوب ہی سمجھا ہے۔نیز اس حدیث میں سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا مقصود نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ طریقہ مبارک بیان کرنا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ میں اختیار کرتے تھے۔اس بیان کا مقصود نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی فرضیت کی نفی نہیں۔

پھر فصل سوم میں ہم سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کر چکے ہیں جس میں انہوں نے نماز جنازہ میں تکبیر، درود، دعا اور سلام کو بھی سنت قرار دیا ہے۔اگر سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے سنت کہنے سے مراد فرضیت کی نفی ہے تو سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہما کے بیان کے مطابق نماز جنازہ میں تکبیر، درود، دعا اور سلام میں سے کوئی چیز بھی فرض نہیں رہی۔اس حدیث کی روشنی میں حنفی بھائیوں کے نزدیک نماز جنازہ کی ترکیب نہ جانے کیا ہوگی؟

③ بالفرض تھوڑی دیر کے لیے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کو فرض کے مقابلے میں سنت ہی مان لیا جائے تو کیا احناف اس پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوں گے؟ان کے مطابق تو نماز جنازہ میں قراءت اصلاً ممنوع ہے، جائز ہی نہیں جیسا کہ جناب انوار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خورشید دیوبندی صاحب نے عنوان ہی یہ قائم کیا ہے کہ:

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت بطور قراءت پڑھنا جائز نہیں۔

(حدیث اور اہلحدیث، ص: 861)

معلوم ہوا کہ یہ تاویلات تو محض حدیث پر عمل سے بچنے کے بہانے ہیں۔

④ یہ حکم عورتوں کے ساتھ خاص تھا

جناب امین اوکاڑوی دیوبندی صاحب اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

عجیب بات ہے کہ عورتیں جن پر جنازہ پڑھنا فرض نہیں، ان کو آپ نے فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا، لیکن مرد جن پر جنازہ پڑھنا فرضِ کفایہ ہے، ان کو ایک مرتبہ بھی فاتحہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔ (مجموعہ رسائل: 263/1)

تجزیہ

① عجیب بات تو یہ ہے کہ اوکاڑوی صاحب کو اس حدیث سے وہ بات سوجھی ہے جو خیر القرون سے لے کر آج تک کسی محدث وفقیہ نے نہیں کی۔ دیوبندی بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے کہ [أَمَرَنَا] (ہمیں حکم دیا) کے لفظ سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم مسلمانوں کو حکم دیا۔ اسے عورتوں کے ساتھ خاص قرار دے کر اعتراض کرنا محدثین وفقہائے کرام کے فہم کو لات مارنے کے مترادف ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو جن فقہائے دین نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے، وہ صراحت کرتے کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت عورتوں کے لیے ضروری ہے، مردوں کے لیے نہیں۔ لیکن ایسا کہیں بھی، کسی سے بھی منقول نہیں۔

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَّعُقَّ عَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً وَّعَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ].

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم بچی کی طرف سے ایک بکری اور بچے کی طرف سے دو بکریوں کے ساتھ عقیقہ کریں۔

(مسند الإمام أحمد: 158/6، جامع الترمذي: 1513، وقال: حسنٌ صحيحٌ، سنن ابن ماجه: 3163، وسندهٗ صحيحٌ)

بعض لوگوں نے تو عقیقے کے اسلامی شعار کا مذاق اُڑاتے ہوئے اسے مکروہ قرار دیا ہے، لیکن ہم ان لوگوں سے مخاطب ہیں جو اسے سنت سمجھتے ہیں۔ کیا ان کے نزدیک یہ حکم عورتوں کے ساتھ خاص ہے؟ کیا وہ اوکاڑوی صاحب کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اس حدیث سے جان چھڑانے کے لیے یہ کہہ سکتے ہیں کہ: ''عجیب بات ہے کہ عورتیں جن پر روپیہ پیسہ کمانا فرض نہیں، ان کو آپ نے عقیقہ کرنے کا حکم دیا۔''

اگر اس حدیث میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد خاص عورتیں نہیں، بلکہ دیگر احادیث کی روشنی میں تمام مسلمان مراد ہیں تو سیدہ اُمِ شریک رضی اللہ عنہا کی حدیث سے بھی دیگر احادیث کی روشنی میں تمام مسلمان مراد کیوں نہیں لیے جاتے؟

5 حدیثِ اُمِ شریک رضی اللہ عنہا پر دعویٰ نسخ

جناب امین اوکاڑوی اس حدیث پر ایک اور اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

دوسری بات یہ ہے کہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ کہ ہم عورتوں کو جنازہ پڑھنا تو کجا اس کے ساتھ جانے سے بھی روک دیا گیا۔ چنانچہ کسی حدیث سے بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ اس وقت عورتیں جنازہ گاہ میں جا کر نماز پڑھتی ہوں۔ پس یہ اس زمانہ کی حدیثیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں جب عورتیں بھی جنازہ پڑھ لیا کرتی تھیں۔ (مجموعہ رسائل: 263/1)

تجزیہ

① جناب اوکاڑوی صاحب نے اپنی تقلیدی ضرورت کے پیشِ نظر حدیث کے آدھے الفاظ ذکر کیے ہیں۔

حدیث کے پورے الفاظ

پوری حدیث یوں ہے:

[نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا].

ہمیں جنازے کے ساتھ جانے سے روکا گیا، لیکن اس بارے میں سختی نہیں کی گئی۔ (صحيح البخاري: 1278، صحيح مسلم: 938)

یعنی عورتوں کو منع تو کیا گیا ہے، لیکن اگر وہ ایسا کریں تو ان پر حرام نہیں۔ لہٰذا اس حدیث سے سیدہ اُمِ شریک رضی اللہ عنہا کی حدیث کو منسوخ قرار دینے کی کوشش کرنا نہایت ناانصافی والی بات ہے۔

عورتوں کے لیے جنازہ پڑھنا منسوخ نہیں ہوا

② صحابہ کرام کے نزدیک عورت کے لیے جنازہ پڑھنا منسوخ نہیں ہوا۔ اس کی دلیل میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں درج ذیل روایت کافی ہے:

تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي مَنْزِلٍ كَانَ فِيهِ، فَحَمَلْنَاهُ عَلٰى رِكَابِنَا سِتَّةَ أَمْيَالٍ إِلٰى مَكَّةَ، وَعَائِشَةُ غَائِبَةٌ، فَقَدِمَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: [أَرُونِي قَبْرَهُ]، فَأَرَوْهَا، فَصَلَّتْ عَلَيْهِ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ جس گھر میں رہائش پذیر تھے، اسی میں فوت ہوئے۔ ہم ان کو اپنے کندھوں پر اُٹھا کر مکہ سے چھ میل دُور (قبرستان میں) لائے۔ ان دنوں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سفر پر تھیں۔ وہ کچھ دن بعد تشریف لائیں تو فرمایا: مجھے ان کی قبر دکھاؤ۔ لوگوں نے ان کو قبر دکھائی تو آپ رضی اللہ عنہا نے قبر پر نمازِ جنازہ ادا کی۔

(مصنف ابن أبي شيبة: 41/3، الرقم: 11939، مصنف عبد الرزاق: 815/3، الرقم: 6539، وسندهٗ صحيحٌ)

اگر عورتوں کے لیے نمازِ جنازہ پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا ہوتا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس ممنوع کام کا ارتکاب کبھی نہ کرتیں۔

احناف کے گھر سے گواہی

③ سیدہ اُمِ عطیہ رضی اللہ عنہا کی جو حدیث پیش کر کے اوکاڑوی صاحب نے عورتوں کے لیے نمازِ جنازہ کی مطلق ممانعت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اسی حدیث کی شرح میں شارحِ بخاری علامہ بدرالدین عینی حنفی (855ھ) لکھتے ہیں:

[وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا] يَقْتَضِي أَنْ يَكُونَ النَّهْيُ نَهْيَ تَنْزِيهٍ، وَقَدْ وَرَدَ فِي هٰذَا الْبَابِ أَحَادِيثُ تَدُلُّ عَلَى الْجَوَازِ.

(اور ہم پر اس بارے میں سختی نہیں کی گئی) والے الفاظ کا تقاضا ہے کہ یہاں ممانعت تنزیہی ہو (یعنی بچنا بہتر ہے، اگر کوئی ایسا کر لے تو جائز ہے)۔ اس بارے میں کئی احادیث بھی موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کام (عورتوں کے لیے جنازہ کے ساتھ جانا) جائز ہے۔

(عمدة القاري شرح صحيح البخاري للعيني، كتاب الجنائز، باب اتباع النساء الجنائز، قبل الحديث: 8721)

اب دیوبندی بھائی خود ہی اندازہ کر لیں کہ اوکاڑوی صاحب کی بات کہاں تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دُرست ہے؟

دو رنگی خوب نہیں، یک رنگ ہو جا

④ ہم تھوڑی دیر کے لیے اپنے دیوبندی بھائیوں کی توجہ اس طرف بھی چاہیں گے کہ ایک طرف تو مولانا ظفر احمد تھانوی صاحب نے أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا) کے واضح الفاظ کو بھی وجوب کی دلیل نہیں سمجھا حالانکہ اس فرمانِ نبوی کے واجب نہ ہونے پر کوئی دلیل بھی نہیں جیسا کہ ہم اسی حدیث کے ضمن میں بیان کر چکے ہیں، لیکن دوسری طرف جناب اوکاڑوی صاحب نے نُهِينَا (ہمیں منع کیا گیا) کے الفاظ کو ممانعت، بلکہ نسخ پر محمول کر لیا ہے، حالانکہ محدثین اور علمائے احناف کے نزدیک بھی کئی احادیث سے اس کا جواز ثابت ہے۔کیا انصاف پسندی اسی روش کا نام ہے؟

⑥ جنازہ میں فاتحہ کی قراءت کے نسخ کا دعویٰ

جناب امین اوکاڑوی صاحب حدیثِ اُمِ شریک رضی اللہ عنہا کے خلاف اپنا آخری حربہ آزماتے ہوئے لکھتے ہیں:

> آخری زمانہ میں آنحضرت ﷺ کا نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنے کا نہ حکم دینا ثابت ہے نہ خود پڑھنا۔اس لیے باوجود ضعیف ہونے کے ان احادیث میں منسوخ ہونے کا قوی شبہ ہے اور صحابہ، تابعین، تبع تابعین کے نماز جنازہ میں فاتحہ نہ پڑھنے سے تو ان ضعیف راویات کے منسوخ ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔(مجموعہ رسائل: 264/1)

تجزیہ

① جناب اوکاڑوی صاحب نے پہلے عورتوں کے لیے نماز جنازہ کی ادائیگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے منسوخ ہونے کا بے دلیل دعویٰ کیا ہے اور اب بغیر دلیل کے مُردوں کے لیے بھی نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو منسوخ قرار دے دیا ہے۔

دعویٔ نسخ کے حوالے سے عادتِ شنیعہ

نسخ کا دعویٰ بہت آسان ہے، جس حدیث کو ماننے میں تقلید حائل ہوتی ہے، اس کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کر دیا جاتا ہے۔ اس بُری رَوش کا تذکرہ کرتے ہوئے شیخ الاسلام ثانی، عالم ربانی، علامہ ابنِ قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدِ اتَّخَذَ كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ دَعْوَى النَّسْخِ وَالْإِجْمَاعِ سُلَّمًا إِلٰى إِبْطَالِ كَثِيرٍ مِّنَ السُّنَنِ الثَّابِتَةِ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهٰذَا لَيْسَ بِهَيِّنٍ، وَلَا تُتْرَكُ لِرَسُولِ اللّٰهِ سُنَّةٌ صَحِيحَةٌ أَبَدًا بِدَعْوَى الْإِجْمَاعِ، وَلَا دَعْوَى النَّسْخِ إِلٰى أَنْ يُّوجَدَ نَاسِخٌ صَحِيحٌ صَرِيحٌ مُّتَأَخِّرٌ، نَقَلَتْهُ الْأَئِمَّةُ وَحَفِظَتْهُ، إِذْ مُحَالٌ عَلَى الْأُمَّةِ أَنْ تَضِيعَ النَّاسِخَ الَّذِي يَلْزَمُهَا حِفْظُهُ، وَتَحْفَظَ الْمَنْسُوخَ الَّذِي قَدْ بَطَلَ الْعَمَلُ بِهِ، وَلَمْ يَبْقَ مِنَ الدِّينِ، وَكَثِيرٌ مِّنَ الْمُوَلَّدَةِ الْمُتَعَصِّبِينَ إِذَا رَأَوْا حَدِيثًا يُّخَالِفُ مَذْهَبَهُمْ يَتَلَقَّوْنَهُ بِالتَّأْوِيلِ، وَحَمَلَهُ عَلٰى خِلَافِ ظَاهِرِهِ مَا وَجَدُوا إِلَيْهِ سَبِيلًا، فَإِذَا جَائَهُمْ مِّنْ ذٰلِكَ مَا يَغْلِبُهُمْ؛ فَزِعُوا إِلٰى دَعْوَى الْإِجْمَاعِ عَلٰى خِلَافِهِ، فَإِنْ رَأَوْا مِنَ الْخِلَافِ مَا لَا يُمْكِنُهُمْ مِّنْ دَعْوَى الْإِجْمَاعِ؛ فَزِعُوا إِلَى الْقَوْلِ بِأَنَّهُ مَنْسُوخٌ، وَلَيْسَتْ هٰذِهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طَرِيقُ أَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ، بَلْ أَئِمَّةُ الْإِسْلَامِ كُلُّهُمْ عَلَى خِلَافِ هٰذَا الطَّرِيقِ، وَأَنَّهُمْ إِذَا وَجَدُوا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَّةً صَحِيحَةً صَرِيحَةً؛ لَمْ يُبْطِلُوهَا بِتَأْوِيلٍ وَّلَا دَعْوٰى إِجْمَاعٍ وَّلَا نَسْخٍ، وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ مِنْ أَعْظَمِ النَّاسِ إِنْكَارًا لِّذٰلِكَ .

بہت سے لوگوں نے دعویٰ نسخ اور دعویٰ اجماع کو رسول اللہ ﷺ کی بہت سی صحیح ثابت سنتوں کو بے عمل کرنے کا حیلہ بنایا ہوا ہے۔ یہ معاملہ اتنا معمولی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی صحیح سنت کو کبھی بھی کسی دعویٰ اجماع اور دعویٰ نسخ کی وجہ سے نہیں چھوڑا جائے گا حتی کہ کوئی بعد کے زمانہ والی ایسی صحیح اور صریح ناسخ حدیث نہ مل جائے جسے ائمہ دین نے نقل کر کے اس کو محفوظ کیا ہو کیونکہ ممکن نہیں کہ امتِ مسلمہ ایسی ناسخ حدیث کو ضائع کر دے جس کی حفاظت اس کے ذمے ہے اور اس منسوخ حدیث کو سنبھالے رکھے جس پر عمل کرنا باطل ہو گیا ہو اور اس کا دین سے تعلق نہ رہا ہو۔ نئے دور کے بعض متعصب لوگوں کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ جب کسی حدیث کو دیکھتے ہیں جو ان کے مذہب کے خلاف ہو تو اس میں تاویل کرنے کو لپکتے ہیں اور جہاں تک ممکن ہو اس کا وہ مطلب لیتے ہیں جو مقصودی معنیٰ کے خلاف ہو۔ اگر کوئی ایسی دلیل آ جائے جو ان کو لاجواب کر دے تو اس کے خلاف دعویٰ اجماع کرنے کو دوڑتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا اختلاف دیکھیں جو اُن کے دعویٰ اجماع کو بھی ناممکن بنا دے تو جلدی سے اسے منسوخ کہہ دیتے ہیں۔ یہ ائمہ اسلام کی روش نہیں۔ تمام ائمہ اسلام اس کے خلاف طریقہ اپناتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ جب رسول اللہ ﷺ کی سنتِ صحیحہ وصریحہ پر اطلاع پا لیتے ہیں تو اسے کسی تاویل، دعویٰ اجماع یا دعویٰ نسخ کے ذریعے نہیں چھوڑتے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ سب لوگوں سے بڑھ کر اس کی مخالفت کرتے تھے۔

(الصلاة وأحكام تاركها: ص 142)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی صدیوں پہلے لکھی گئی یہ عبارت موجودہ دور کے بعض لوگوں پر کس طرح صادق آ رہی ہے!

عمل صحابہ کی موجودگی میں دعویٰ نسخ مردود

② اگر کسی حدیث پر صحابہ کرام کا عمل کرنا ثابت ہو تو اس کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کرنا بالکل بے بنیاد ہوتا ہے، کیونکہ اگر وہ حدیث منسوخ ہوتی تو اس کے نسخ کا علم سب سے پہلے صحابہ کرام کو ہوتا۔

حنفی فقہاء کی گواہی

کوئی دیوبندی بھائی اس بات کو محض ہماری طرف سے سننے کی بنا پر نظرانداز نہ کرے، کیونکہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب ''ہدایہ'' میں لکھا ہے:

فَلَا يَصِحُّ دَعْوَى النَّسْخِ، وَالْحَدِيثُ مَشْهُورٌ عَمِلَتْ بِهِ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَبِمِثْلِهِ يُزَادُ عَلَى الْكِتَابِ.

اس معاملے میں نسخ کا دعویٰ درست نہیں، کیونکہ یہ حدیث مشہور ہے، اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمل کیا ہے۔ اس طرح کے فعلِ صحابہ کے ذریعے کتاب اللہ پر زیادت کی جا سکتی ہے۔

(الهداية شرح البداية للمرغيناني، فصل في الأسآر وغيرها: 24/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز علامہ کاسانی حنفی (587ھ) بھی یہی بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

يُؤَيِّدُ هٰذَا مَا ذَكَرْنَا مِنْ فَتَاوٰى نُجَبَاءِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فِي زَمَانٍ انْسَدَّ فِيهِ بَابُ الْوَحْيِ، مَعَ أَنَّهُمْ كَانُوا أَعْرَفَ النَّاسِ بِالنَّاسِخِ وَالْمَنْسُوخِ، فَبَطَلَ دَعْوَى النَّسْخِ.

اس (عدمِ نسخ) کی تائید جلیل القدر صحابہ کے فتاوی سے ہوتی ہے۔ان صحابہ کرام نے ایسے زمانہ میں یہ فتویٰ دیا تھا جب وحی بند ہو چکی تھی، نیز یہ صحابہ کرام ناسخ و منسوخ کو سب لوگوں سے بڑھ کر جاننے والے تھے۔لہٰذا نسخ کا دعویٰ باطل ہے۔

(بدائع الصنائع، کتاب الطهارة، مبحث الماء المقيّد: 16/1)

معلوم ہوا کہ حنفی اصولوں کے مطابق بھی اگر کسی حدیث پر صحابہ کرام کا عمل موجود ہو تو اس کے منسوخ ہونے کا دعویٰ غلط ہوتا ہے۔فصلِ ششم میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے والی احادیث پر صحابہ کرام نے عمل کیا ہے۔کسی ایک بھی صحابی سے ایسا کرنے کی ممانعت ثابت نہیں۔کتنی ناانصافی ہے کہ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کو سنتِ نبوی قرار دیں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے بعد اس پر عمل کریں،ان کو تو اس کے نسخ کا علم نہ ہو اور کئی صدیوں بعد اس کے منسوخ ہونے کا بے دلیل دعویٰ کر دیا جائے!

تقلید ناسدید اور فہم شریعت!

ایک حیران کن بات یہ بھی ہے کہ قرآن وسنت کو نہ سمجھ سکنے کا بہانہ کر کے تقلید کا جواز، بلکہ وجوب ثابت کرنے والے صاحبان نے یہاں نسخ کیسے سمجھ لیا ہے حالانکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خیر القرون کے دور اور بعد کے محدثین کرام، ائمہ دین اور فقہائے امت میں سے کسی نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی منسوخیت کا دعویٰ نہیں کیا؟

یہ بات بھی بہت عجیب ہے کہ احناف کے ایسے اصول بھی محض اپنی تقلید کو بچانے کے لیے ہوتے ہیں۔ جہاں چاہتے ہیں غیر ثابت عملِ صحابہ کو دلیل بنا کر قرآن پر زیادت کر لیتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں وہاں رسولِ اکرم ﷺ کی صحیح وصریح احادیث کو بھی خبرِ واحد کے خود ساختہ اصول کی بھینٹ چڑھا کر چھوڑ دیتے ہیں اور علی الاعلان یہ کہتے ہیں کہ خبر واحد سے قرآن پر زیادت جائز نہیں۔ نہ جانے وہ کون سی آیتِ قرآنی یا حدیثِ نبوی ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عملِ صحابہ کے ذریعے قرآن پر زیادت جائز ہے اور خبر واحد حدیثِ نبوی کے ذریعے قرآن پر زیادت ناجائز ہے؟

ان کے ایسے خود ساختہ اصولوں اور موقع پرستیوں کے بارے میں ان کے اپنے علماء بھی بول اٹھے، چنانچہ علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب فرماتے ہیں:

وَقَدْ بَلَوْتُهُمْ أَنَّهُمْ يُسَوُّونَ الْقَوَاعِدَ لِلنَّقِيضَيْنِ، فَأَيُّ رَجَاءٍ مِّنْهَا بَعْدَهُ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُهُمْ حَدِيثًا ضَعِيفًا وَّافَقَ مَذْهَبَهُ؛ يُسَوِّي لَهُ ضَابِطَةً، وَيَقُولُ: إِنَّ الضَّعِيفَ يَنْجَبِرُ بِتَعَدُّدِ الطُّرُقِ، وَإِنْ رَأَى حَدِيثًا صَحِيحًا خَالَفَ مَذْهَبَهُ؛ يُسَوِّي لَهُ ضَابِطَةً أَيْضًا، وَيَقُولُ: إِنَّهُ شَاذٌّ، وَهٰكَذَا جَرَّبْتُهُمْ فِي مَوَاضِعَ، يَفْعَلُونَ الْقَوَاعِدَ حَسَبَ مُرَادِهِمْ مِّنَ الطَّرَفَيْنِ.

میں نے مقلدین کو آزمایا ہے، یہ لوگ باہم متضاد قاعدے بنا لیتے ہیں، پھر ان قواعد سے کیا توقع رکھی جا سکتی ہے؟ کوئی مقلد کسی ضعیف حدیث کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے مذہب کے موافق دیکھتا ہے تو اس کے لیے قاعدہ بناتا ہے کہ ضعیف حدیث کثرتِ طُرُق سے قوی ہو جاتی ہے، لیکن جب کسی صحیح حدیث کو اپنے مذہب کے مخالف پاتا ہے تو اس کے لیے بھی ضابطہ گھڑتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تو شاذ ہے۔ میں نے مقلدین کو بہت سے مواقع پر یہ حرکت کرتے دیکھا ہے۔ یہ لوگ اپنی خواہش کے مطابق باہم متضاد قاعدے بناتے ہیں۔

(فيض الباري على صحيح البخاري: 348/2)

③ اوکاڑوی صاحب جن روایات کے ضعف کی رَٹ لگا رہے ہیں، اُن میں سے صرف سیدہ اُمِ شریک رضی اللہ عنہا والی روایت کو ہم بطورِ دلیل ذکر کرتے ہیں اور اس کے ''حسن'' ہونے کو ہم نے بادلائل ثابت کر دیا ہے۔ اس بات کا اعتراف مولانا ظفر احمد تھانوی صاحب کو بھی ہے۔ اب نہ جانے ہمارے حنفی بھائیوں کے نزدیک اوکاڑوی صاحب فنِ حدیث میں معتبر ہیں یا تھانوی صاحب؟ اور اس بارے میں دیوبندی بھائیوں کے ہاں تھانوی صاحب حق پر ہیں یا جناب اوکاڑوی صاحب؟

④ رہا اوکاڑوی صاحب کا یہ کہنا کہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین نماز جنازہ میں فاتحہ نہیں پڑھتے تھے تو یہ دعویٰ بھی دلیل کی قوت سے عاری ہے۔ اس بات کا تفصیلی جائزہ بتوفیق اللہ ہم آئندہ صفحات میں لینے والے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل پنجم

رسول اللہ ﷺ کا عمل نمازجنازہ میں سورہ فاتحہ

قارئین کرام نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا کے بیان کردہ حکم رسول کو ماننے کے بجائے اسے ردّ کرنے کے لیے علمائے احناف نے کتنے پاپڑ بیلے ہیں۔اس سلسلے میں ان کی ایک تاویل یہ بھی تھی کہ یہ حکم صرف عورتوں کو دیا گیا تھااور بعد میں عورتوں کے قبرستان جانے کی ممانعت کے وقت منسوخ ہو گیا۔

سب تاویلیں اکارت

ہم یہاں پر سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ اسی حدیث کی ایک اور قابل حجت سند پیش کرتے ہیں جس میں سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک بھی بتایا ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

امام بخاری رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

وَقَالَ مَخْلَدٌ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ : حَدَّثَنَا مَرْزُوقٌ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الشَّامِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ شَهْرٍ، عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ الْأَنْصَارِيَّةِ، قَالَتْ : [كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ مِثْلَهُ] .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مخلد نے بیان کیا کہ ہمیں عبد الواحد بن واصل نے بتایا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں مرزوق ابوعبداللہ شامی نے حماد بن جعفر سے حدیث بیان کی۔ وہ شہر بن حوشب سے اور وہ ام شریک انصاریہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ کا یہی عمل (نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت) بیان کیا۔

(التاريخ الكبير للبخاري: 22/3)

حماد بن جعفر اور شہر بن حوشب کا ذکر تو گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔ اس سند کے باقی راوی، یعنی مرزوق ابوعبداللہ شامی، عبد الواحد بن واصل اور مخلد بن مالک بھی ثقہ و صدوق ہیں۔ لہٰذا سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ حدیث پر کیے گئے حنفی اعتراضات بالکل کافور ہو گئے ہیں۔ اب تو یہ بہانہ نہیں ہو گا کہ یہ حکم عورتوں کے لیے تھا۔ انہوں نے تو رسولِ اکرم ﷺ کا عمل بیان کر دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ششم

ناطقِ وحی کا دوٹوک حکم

حدیثِ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا

قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک اور حکم مبارک نقل فرمایا ہے۔ احناف اس کو قبول کرنے میں پس وپیش سے کام لیتے ہیں۔ حالانکہ سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا اس بات کو بیان کرنے میں اکیلی نہیں بلکہ ایک اور مشہور صحابیہ سیدہ اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا بھی اسی بات کو بیان کرتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

امام بخاری رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

وَقَالَ مُعَلًّى : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمْرَانَ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الشَّامِيُّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : «اِقْرَؤُوهَا عَلَى الْجَنَائِزِ» .

معلّٰی بن اسد نے بیان کیا کہ ہمیں محمد بن حمران نے بیان کیا: مجھے ابوعبد اللہ شامی نے ابوجعفر کے واسطے سے حدیث بیان کی۔ وہ شہر بن حوشب کے واسطے سے اسماء بنت یزید سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کیا کرو۔
(التاريخ الكبير للبخاري: 22/3، وسندهٗ حسنٌ)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے یہ روایت یوں بیان کی ہے:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: ثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ الْعَمِّيُّ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمْرَانَ: ثَنَا مَرْزُوقٌ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الشَّامِيُّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْجَنَازَةِ فَاقْرَؤُوا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ».

ہمیں علی بن عبدالعزیز نے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں معلّٰی بن اسد عمی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں محمد بن حمران نے بتایا۔ ان کا کہنا تھا کہ ہمیں مرزوق ابوعبداللہ شامی نے ابوجعفر کے واسطے سے شہر بن حوشب سے بیان کیا۔ وہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب تم نماز جنازہ ادا کرو تو سورۂ فاتحہ کی قراءت کرو۔

(المعجم الكبير للطبراني، مسند النساء، باب الألف، أسماء بنت يزيد بن السكن الأنصاريّة، رقم الحديث: 413، وسندهٗ حسنٌ)

ان دونوں روایات کے سارے راوی ثقہ وصدوق ہیں۔ابوجعفر سے مراد حماد بن جعفر بصری ہیں جیسا کہ امام طبرانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو بیان کرنے سے متصل پہلے خود وضاحت فرما دی ہے اور حماد بن جعفر کی ثقاہت کے بارے میں تفصیلی بات بابِ اوّل کی فصل چہارم میں ہو چکی ہے۔معلوم ہوا کہ اس حدیث کی سند ''حسن لذاتہٖ'' ہے اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے، کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ فرمانِ رسول کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باسند صحیح پہنچ جانے کے بعد بھی اس سے روگردانی کرے۔

رسولِ اکرم ﷺ کے صریح حکم کی مخالفت

ان صحیح احادیث سے روز روشن کی طرح یہ بات عیاں ہو چکی ہے کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت ضروری ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اس کا صریحاً حکم فرمایا ہے۔ ایک طرف ان احادیث کو دوبارہ ملاحظہ فرمائیں اور دوسری طرف جناب امین اوکاڑوی دیوبندی صاحب کا یہ قول بھی دیکھ لیں:

> غیر مقلدین فاتحہ کو بلا دلیل فرض قرار دے رہے ہیں اور بلا دلیل شریعت میں کسی عمل کو فرض قرار دینا نماز میں شیطان کا حصہ شامل کرنا ہے۔ تو جب غیر مقلدین اپنی نماز میں شیطان کا حصہ داخل کر چکے، اب کسی نیت سے فاتحہ پڑھی جائے اس سے شیطان کی تائید ہوگی، اس لیے اس سے بالکل پرہیز کرنا چاہیے۔ (مجموعۂ رسائل از اوکاڑوی: 272/1)

کیا اب بھی حنفی بھائی اوکاڑوی صاحب کو سچا تسلیم کریں گے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب 2

فقہاء واسلافِ امت اور جنازہ میں فاتحہ

تقلید پر گامزن افراد کی طرف سے اہل حدیث کے بارے میں عمومی تاثر یہ دیا جاتا ہے کہ یہ (معاذ اللہ) خود سَر ہیں، فقہاء واسلافِ امت کو خاطر میں نہیں لاتے۔

اس باب کو پڑھنے کے بعد آپ کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ اہل حدیث مسلک کتاب وسنت کے ساتھ ساتھ فقہائے کرام کی فقہی آراء اور اسلافِ امت کے فتاوی کا بہترین گلدستہ بھی اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل اول

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ

① سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا عمل

امام طلحہ بن عبد اللہ بن عوف تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ ـ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ـ عَلٰى جَنَازَةٍ، فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، قَالَ: [لِيَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ].

میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اقتدا میں ایک نماز جنازہ ادا کی۔ آپ نے سورۂ فاتحہ کی قراءت کی۔ (جب پوچھا گیا کہ ایسا کیوں کیا ہے تو) فرمایا: اس لیے تاکہ لوگ جان لیں کہ یہ سنت (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ) ہے۔

(صحيح البخاري: 1335)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کیا کرتے تھے اور اس کو سنتِ نبوی قرار دیتے تھے۔

بابِ اول کی فصل دوم میں اس پر تفصیلی بات ہو چکی ہے۔

② سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

امام محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ يُحَدِّثُ ابْنَ الْمُسَيَّبِ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ : [اَلسُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ أَنْ يُكَبِّرَ، ثُمَّ يَقْرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يُخْلِصَ الدُّعَاءَ لِلْمَيِّتِ، وَلَا يَقْرَأَ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُوْلٰى، ثُمَّ يُسَلِّمَ فِي نَفْسِهٖ عَنْ يَّمِينِهٖ].

میں نے سیدنا ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ امام سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کو حدیث سنا رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا: نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ آدمی (پہلی) تکبیر کہے، پھر سورۂ فاتحہ کی قراءت کرے، پھر (دوسری تکبیر کے بعد) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، پھر (تیسری تکبیر کے بعد) میت کے لیے اخلاص کے ساتھ دُعا کرے، قراءت صرف پہلی تکبیر کے بعد کرے، پھر اپنی دائیں جانب آہستہ سے سلام پھیر دے۔

(مصنف عبد الرزاق : 489/3، مصنف ابن أبي شيبة : 296/3، 298، فضل الصلاة على النبي للامام إسماعيل القاضي : 94، سنن النسائي : 1989، المنتقىٰ لابن الجارود : 540، مسند الشاميين للطبراني : 160/4، رقم الحديث : 3000، وسندهٗ صحيحٌ)

چونکہ اس روایت پر مفصل بات فصل سوم میں ہو چکی ہے، لہٰذا شائقین تفصیل کے لیے فصلِ سوم کی طرف رجوع کریں۔

③ ایک اور صحابی کا فتویٰ

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ نے امام زہری رحمہ اللہ کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں:

أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، وَكَانَ مِنْ كُبَرَاءِ الْأَنْصَارِ وَعُلَمَائِهِمْ، وَأَبْنَاءِ الَّذِينَ شَهِدُوا بَدْرًا مَّعَ رَسُولِ اللّٰهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ [السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يُكَبِّرَ الْإِمَامُ، ثُمَّ يَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ سِرًّا فِي نَفْسِهِ، ثُمَّ يَخْتِمَ الصَّلَاةَ فِي التَّكْبِيرَاتِ الثَّلَاثِ].

مجھے ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی۔ابو امامہ رضی اللہ عنہ انصار کے بزرگ ترین لوگوں اور علمائے کرام میں سے تھے، نیز غزوۂ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہونے والے صحابہ کرام کی اولاد میں سے تھے۔انہوں نے مجھے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے ان کو یہ بیان کیا: نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر کہے، پھر خاموشی سے فاتحہ کی قراءت کرے، پھر (پہلی تکبیر کے بعد) تین تکبیروں میں نماز ختم کرے۔

(شرح معاني الآثار للطحاوي :1/500، وسندهٗ صحيحٌ)

اس روایت میں سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے یہ صراحت کر دی ہے کہ انہوں نے یہ بات ایک صحابیٔ رسول سے سنی ہے۔معلوم ہوا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے علاوہ ایک اور صحابی بھی ہیں جو نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو سنت قرار دیتے تھے۔

④ سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا عمل

امام زہری رحمہ اللہ نے صحابیٔ رسول سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو سنتِ نبوی قرار دیتے تھے۔اس کا ذکر گزشتہ سطور میں ہو چکا، لیکن بات یہیں پر ختم نہیں ہوئی تھی۔امام زہری رحمہ اللہ نے سیدنا ابوامامہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن سہل رضی اللہ عنہ سے یہ بات سننے کے بعد محمد بن سوید فہری سے ذکر کی۔محمد بن سوید فہری نے سنتے ہی فرمایا: میں نے سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ سے سنا تھا،وہ سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے نماز جنازہ ادا کرنے کا طریقہ بالکل اُسی طرح بیان کر رہے تھے جس طرح سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا۔امام طبرانی،امام حاکم،امام طحاوی حنفی اور امام بیہقی رحمہم اللہ نے امام زہری رحمہ اللہ کے الفاظ یوں نقل فرمائے ہیں:

فَذَكَرْتُ الَّذِي أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ لِمُحَمَّدِ ابْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: وَأَنَا سَمِعْتُ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ يُحَدِّثُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ فِي صَلَاةٍ صَلَّاهَا عَلَى الْمَيِّتِ مِثْلَ الَّذِي حَدَّثَنَا أَبُو أُمَامَةَ.

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ کا جو مسنون طریقہ بیان کیا تھا،میں نے وہ محمد بن سوید سے ذکر کیا۔انہوں نے فرمایا: میں نے سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ سے سنا تھا،وہ حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے نماز جنازہ کی ادائیگی کا وہی طریقہ بیان کرتے تھے جو سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں بیان کیا تھا۔

(مسند الشامیین للطبراني: 160/4، المستدرك على الصحيحين للحاكم: 512/1، واللفظ لهٗ، شرح معاني الآثار للطحاوي: 500/1، السنن الكبرٰى للبيهقي: 40/4، وسندهٗ صحيحٌ)

ضحاک بن قیس اور حبیب بن مسلمہ، دونوں صحابی ہیں

اس روایت میں سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ اور سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا ہے، یہ دونوں صحابی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَأَلْتُ رَجُلًا مِنْ وُلْدِ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ بِدِمَشْقَ عَنِ الضَّحَّاكِ ابْنِ قَيْسٍ؛ هَلْ لَهُ صُحْبَةٌ؟ فَقَالَ: مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ.

میں نے سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک شخص کو اُن کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ صحابی تھے؟ اس نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر سات برس تھی۔(المراسيل لابن أبي حاتم: 94)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَحَابِيٌّ صَغِيرٌ.

یہ چھوٹے صحابی تھے۔(تقريب التهذيب: 2976)

معلوم ہوا کہ ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔البتہ انہوں نے صغرسنی کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کا سماع نہیں کیا تھا۔جن محدثین کرام نے ان کی صحبت کی نفی کی ہے،ان کی مراد یہی ہے،جیسا کہ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

وَيَنْفُوْنَ سَمَاعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

محدثین کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے سماع کی نفی کرتے ہیں۔

(الاستيعاب في معرفة الأصحاب: 224/1)

یہ بات بھی ہمارے اس قاعدے کی دلیل ہے کہ اگر بعض محدثین کرام کسی شخص کو صحابی قرار دیں،کوئی محدث اس کے رؤیتِ نبوی سے مشرف ہونے کا انکار نہ کرے تو جو محدثین کرام اس کی صحبت کی نفی کرتے ہیں،ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس شخص کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تفصیلی ملاقات نہیں ہے،نیز انہوں نے کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی۔ہم فصل سوم میں اس کا تفصیلاً بیان کر چکے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مُخْتَلَفٌ فِي صُحْبَتِهِ، وَالرَّاجِحُ ثُبُوتُهَا، لٰكِنَّهُ كَانَ صَغِيرًا .

ان کی صحبت میں اختلاف ہے۔راجح بات یہ ہے کہ ان کا صحابی ہونا ثابت ہے، البتہ وہ اس وقت کم سن تھے۔(تقريب التهذيب : 1106)

⑤ سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کا عمل

عبید بن سباق تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلّٰى بِنَا سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ عَلٰى جَنَازَةٍ، فَلَمَّا كَبَّرَ تَكْبِيرَةَ الْأُولٰى، قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، حَتّٰى أَسْمَعَ مَنْ خَلْفَهُ...... .

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے ایک نماز جنازہ میں ہماری امامت کی۔ جب آپ نے پہلی تکبیر کہی تو سورۂ فاتحہ کی اتنی اونچی آواز سے قراءت کی کہ مقتدیوں کو آواز سنائی دے رہی تھی۔

(سنن الدارقطني :73/2، مصنف ابن أبي شيبة :297/3، السنن الكبرٰى للبيهقي : 39/4، واللفظ لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)

آثار صحابہ پر ایک عمومی اعتراض ...... فاتحہ بطور دعا

علامہ ابنِ ترکمانی حنفی (750ھ) علامہ عینی حنفی (855ھ) امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لَعَلَّ قِرَائَةَ مَنْ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ كَانَ عَلٰى وَجْهِ الدُّعَاءِ، لَا عَلٰى وَجْهِ التِّلَاوَةِ .

شاید کہ جن صحابہ کرام نے (نماز جنازہ میں) سورۂ فاتحہ کی قراءت کی ہے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ان کی قراءت دعا کے طور پر ہو، تلاوت کے طور پر نہ ہو۔
(الجوهر النقي لابن التركماني : 39/4، عمدة القاري للعيني، كتاب الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة : 141/8)

تجزیہ

① صحابہ کرام نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت اپنی طرف سے نہیں کی تھی، بلکہ اسے رسول اللہ ﷺ کی سنت سمجھ کر پڑھا تھا اور لوگوں کو بتایا بھی تھا کہ ہم نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ صرف اس لیے پڑھ رہے ہیں کہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور بس۔ اس کے علاوہ اس بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کچھ ثابت نہیں۔ جب نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے انکار کا کوئی اور حیلہ کارگر نہیں ہوا تو بعض لوگوں نے بغیر دلیل کے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ یہ بطورِ دعا تھا، بطورِ قراءت نہیں تھا۔ اگر صحابہ کرام نے یہ بتایا ہے تو اس کا حوالہ ہمیں بھی دے دیا جائے، ورنہ سوائے "حیلہ انکار" کے اس کاوش کو کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ کی سخت تردید

علامہ ابنِ حزم رحمہ اللہ اس اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں:

فَقَوْلُ مَنْ قَالَ : لَعَلَّهُمْ قَرَؤُوهَا عَلٰى أَنَّهَا دُعَاءٌ؛ كَذِبٌ بَحْتٌ.

جس شخص نے یہ کہا ہے کہ صحابہ کرام نے سورۂ فاتحہ کو دعا کے طور پر پڑھا تھا، اس کی بات سفید جھوٹ ہے۔ (المحلّٰی : 131/5)

دیگر ائمہ دین کا فہم

② ہم گذشتہ فصول میں صحابہ کرام کے اس عمل پر محدثین کرام اور فقہائے دین کی آراء پیش کر چکے ہیں۔ امام بخاری، امام ترمذی، امام احمد بن حنبل، امام شافعی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ اور دیگر کبار ائمہ دین اور فقہائے اسلام جو کہ خیر القرون میں ہونے کی وجہ سے امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ کی نسبت صحابہ کرام کے بہت قریب تھے، انہوں نے صحابہ کرام کے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کو قراءت قرار دیا ہے۔ خیر القرون کے کسی بھی محدث یا فقیہ نے سورۂ فاتحہ کو نماز جنازہ کی دعاؤں میں شمار نہیں کیا۔ گمان یہ ہے کہ سب سے پہلے یہ سوچ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ کو ہی آئی تھی۔ کیا ان سے پہلے صدیوں تک تمام مسلمان اس ''فقہ'' سے جاہل ہی رہے تھے؟

③ خود امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ کے الفاظ میں ''شاید'' کا وجود اس بات پر شاہد ہے کہ خود اُن کو بھی اس بات میں شک وشبہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح وصریح سنتوں کو ایسے شک وشبہ کی بھینٹ چڑھا کر چھوڑنا بھلا کسی متبعِ سنت مسلمان کے لیے کسی بھی صورت جائز ہو سکتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم

تابعینِ عظام رحمہم اللہ اور نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ

① امام سعید بن مسیّب رحمہ اللہ (بعد 90ھ) کی رضامندی

سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو سنتِ نبوی قرار دیا تو اس وقت مشہور مفتی تابعی امام سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سن رہے تھے۔ انہوں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ تفصیل کے لیے فصلِ سوم کی طرف رجوع کریں۔

② امام حسن بصری رحمہ اللہ (110ھ) کا عمل

عبداللہ بن عون تابعی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

كَانَ الْحَسَنُ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ عَلَى الْجَنَازَةِ.

امام حسن بصری رحمہ اللہ نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ کی قراءت کرتے تھے۔ (مصنف ابن أبي شيبة : 492/2، وسندهٗ صحيحٌ)

③ امام مکحول شامی رحمہ اللہ (بعد 110ھ) کا عمل

برد بن سنان رحمہ اللہ امام مکحول شامی رحمہ اللہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ كَانَ يَقْرَأُ فِي التَّكْبِيرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ رحمہ اللہ نماز جنازہ میں پہلی دونوں تکبیروں کے بعد سورۂ فاتحہ کی قراءت کرتے تھے۔(مصنف ابن أبي شيبة : 492/2، وسندهٗ صحيحٌ)

④ امام ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ (بعد 100ھ) کا فرمان

سلمہ بن نبیط بیان کرتے ہیں کہ امام ضحاک بن مزاحم تابعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

اِقْرَأْ فِي كُلِّ التَّكْبِيرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .

نماز جنازہ کی ہر پہلی دو تکبیروں میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کرو۔

(مصنف ابن أبي شيبة : 492/2، الرقم : 11396، وسندهٗ حسنٌ)

نوٹ

اگرچہ نبی اکرم ﷺ سے صرف نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ کی قراءت ثابت ہے، بلکہ اس بارے میں سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے:

[مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ تَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ...... وَلَا تَقْرَأَ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً].

نماز جنازہ میں نبی اکرم ﷺ کا طریقہ یہ ہے کہ آپ (پہلی تکبیر کے بعد) سورۂ فاتحہ کی قراءت کریں ......اور صرف ایک ہی دفعہ قراءت کریں۔

(مصنف ابن أبي شيبة : 296/3، وسندهٗ صحيحٌ)

لیکن امام حسن بصری، امام ضحاک بن مزاحم، امام مکحول وغیرہم رحمہم اللہ کے اس عمل سے اتنا ضرور ثابت ہو جاتا ہے کہ تابعینِ عظام کے دور میں نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت ہوتی تھی۔جن چاروں تابعین کا ہم نے ذکر کیا ہے، وہ جلیل القدر ائمہ اور اپنے دور کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشہور مفتی تھے۔اس کے علاوہ بہت سے تابعین جنھوں نے سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی تھی اور ان کو سورۂ فاتحہ کی قراءت کرتے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بتاتے سنا تھا،اُن کے بارے میں سوائے اس کے اور کوئی گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ بھی پوری زندگی اس کے قائل و فاعل رہے ہوں گے۔اب دیوبندی بھائی خود ہی فیصلہ کریں کہ جناب اوکاڑوی صاحب کا خیرالقرون کے بارے میں درجِ ذیل ''فرمان'' سچا تھا؟:

سب جنازے بغیر فاتحہ کے پڑھے جاتے تھے۔(مجموعہ رسائل:1/255)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم

فقہاء وائمہ دین کی آراء وفتاویٰ

بہت سے ائمہ دین بھی احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کرنے کے قائل و فاعل تھے۔ان میں سے چند ایک کا تذکرہ ہم کیے دیتے ہیں:

① امام شافعی رحمہ اللہ (204ھ) کا فتویٰ

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَلِذٰلِكَ نَقُولُ: يُكَبِّرُ أَرْبَعًا عَلَى الْجَنَائِزِ؛ يَقْرَأُ فِي الْأُولٰى بِأُمِّ الْقُرْآنِ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَدْعُو لِلْمَيِّتِ، وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: لَا يُقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ، إِنَّا صَلَّيْنَا عَلَى الْجَنَازَةِ، وَعَلِمْنَا كَيْفَ سُنَّةُ الصَّلَاةِ فِيهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا وَجَدْنَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَّةً اتَّبَعْنَاهَا.

اسی (دلائلِ شرعیہ) کے پیشِ نظر ہم کہتے ہیں کہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہی جائیں۔پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ کی قراءت کی جائے۔پھر (دوسری تکبیر کے بعد) نبیِ اکرم ﷺ پر درود پڑھا جائے اور (تیسری تکبیر کے بعد) میت کے لیے دعا کی جائے۔بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ نماز جنازہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں قراءت نہ کی جائے،لیکن ہم نے نماز جنازہ ادا کی ہے اور اس کو پڑھنے کا محمدی طریقہ ہمارے علم میں آ گیا ہے۔ہمارا وطیرہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی کوئی سنت ہمارے علم میں آتی ہے تو ہم (اس میں تاویلات کرنے کے بجائے) اس کی پیروی کرنے میں لگ جاتے ہیں۔

(كتـــاب الأمّ: 270/1)

② امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (241ھ) کا عمل

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بیٹے ابوالفضل صالح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

وَكَانَ يُكَبِّرُ عَلَى الْجَنَـازَةِ أَرْبَعًا، وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ، وَيَقْرَأُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَّاحِدَةً.

میرے والدِ محترم نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہتے، ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے، پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ کی قراءت کرتے، پھر (چوتھی تکبیر کے بعد) ایک سلام پھیرتے تھے۔“

(سيرة الإمام أحمد لأبي الفضل صالح بن أحمد: ص 40)

③ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (238ھ) کا فتویٰ

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کے نزدیک نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ کی قراءت کرنا ہی مختار مذہب ہے۔

(جامع الترمذي، تحت الحديث: 1027)

④ امام ابنِ منذر رحمہ اللہ (319ھ) کا فتویٰ

امام ابنِ منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَقْـرَأُ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَإِنْ قَرَأَ بِفَاتِحَةِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْكِتَابِ وَسُورَةٍ قَصِيرَةٍ؛ فَحَسَنٌ .

(نماز جنازہ ادا کرنے والا) پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ کی قراءت کرے۔ اگر کوئی سورۂ فاتحہ کے ساتھ ایک چھوٹی سورت کی بھی قراءت کرے تو اچھا ہے۔(الأوسط في السنن والاجماع والاختلاف : 5/436-440)

⑤ امام دارقطنی رحمہ اللہ (385ھ) کا فتویٰ

التَّسْلِيمُ فِي الْجَنَازَةِ وَاحِدٌ، وَالتَّكْبِيرُ أَرْبَعًا وَخَمْسًا، وَقِرَائَةُ الْفَاتِحَةِ .

اس چیز کا بیان کہ نماز جنازہ میں سلام ایک ہے، تکبیریں چار اور پانچ ہیں، نیز سورۂ فاتحہ کی قراءت بھی ہے۔(سنن الدارقطني : 2/72)

⑥ امام بیہقی رحمہ اللہ (458ھ) کا فتویٰ

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ فَرِيضَةٌ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ .

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت فرض ہے۔

(الخلافيات بين الامامين الشافعي وأبي حنيفة وأصحابه : 4/236)

⑦ حافظ ابنِ حزم رحمہ اللہ (456ھ) کا فتویٰ

فَإِذَا كَبَّرَ الْأُولَى قَرَأَ أُمَّ الْقُرْآنِ، وَلَا بُدَّ .

(نماز جنازہ پڑھنے والا) جب پہلی تکبیر کہے تو سورۂ فاتحہ کی قراءت کرے، یہ فرض ہے۔(المحلّى : 5/129)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑧ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (561ھ) کا فتویٰ

يَقْرَأُ فِي الْأُولَى الْفَاتِحَةَ .

(نمازِ جنازہ پڑھنے والا) پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھے۔

(الغنية لطالبي طريق الحق : 224/2)

⑨ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (597ھ) کا فتویٰ

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَجِبُ قِرَائَةُ الْفَاتِحَةِ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ .

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت واجب ہے۔

(التحقيق في أحاديث الخلاف : 14/2)

⑩ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) کا فتویٰ

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَقِرَائَةُ الْفَاتِحَةِ فَرْضٌ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ، بِلَا خِلَافٍ عِنْدَنَا .

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت فرض ہے۔اس بارے میں ہمارے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔(المجموع شرح المهذب : 233/5)

امام ابوحنیفہ کا مذہب ...... احناف میں اختلاف

چونکہ امام ابوحنیفہ سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں صحیح سند کے ساتھ کچھ ثابت نہیں۔اس لیے حنفی مذہب میں نماز جنازہ میں قراءت کے جواز یا کراہت کے بارے میں خود حنفی علماء سخت تضادات کا شکار ہیں۔بعض نے اسے مقاصد جنازہ کے خلاف قرار دیا ہے اور نماز جنازہ میں اس سے منع کیا ہے جیسا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ علامہ کاسانی حنفی (587ھ) لکھتے ہیں:

وَلَا يُقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ بِشَيْءٍ مِّنَ الْقُرْآنِ .

نماز جنازہ میں قرآنِ کریم سے کچھ بھی قراءت نہ کی جائے۔

(بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع للكاساني :314,313/1)

بعض نے کہا ہے کہ حنفی مذہب میں نماز جنازہ میں قراءت نہ واجب ہے نہ مکروہ بلکہ جائز ہے جیسا کہ علامہ ابن ترکمانی حنفی (750ھ)، قدوری حنفی (428ھ) سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَمَذْهَبُ الْحَنَفِيَّةِ أَنَّ الْقِرَائَةَ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ لَا تَجِبُ وَلَا تُكْرَهُ، ذَكَرَهُ الْقُدُورِيُّ فِي التَّجْرِيدِ .

احناف کا مذہب یہ ہے کہ نماز جنازہ میں قرآنِ کریم کی قراءت نہ واجب ہے نہ مکروہ۔اس بات کو قدوری نے اپنی کتاب التّجرید میں ذکر کیا ہے۔

(الجوهر النقي لابن التركماني : 39/4)

اور پھر سب احناف نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے دلائل سے پریشان ہو کر ایک عجیب بات بھی کی ہے، وہ یہ کہ کسی حیلے سے نماز جنازہ میں قراءت کی بھی جا سکتی ہے، وہ حیلہ کسی کے نزدیک یہ ہے کہ بطور قراءت نہ پڑھا جائے بلکہ بطور دعا پڑھ لیا جائے۔(البحر الرائق لابن نجيم الحنفي : 197/2)

بعض نے یہ کہا ہے کہ بطور ثنا پڑھنے کا حیلہ کارگر ہوگا اور بعض کے نزدیک دونوں حیلے جائز ہیں۔(بدائع الصنائع للكاساني :314,313/1)

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی (1304ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ : لَا قِرَائَةَ --- إِلَى آخِرِهِ، أَقُولُ : يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ نَفْيًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِّلْمَشْرُوعِيَّةِ الْمُطْلَقَةِ، فَيَكُونُ إِشَارَةً إِلَى الْكَرَاهَةِ، وَبِهٖ صَرَّحَ كَثِيرٌ مِّنْ أَصْحَابِنَا الْمُتَأَخِّرِينَ، حَيْثُ قَالُوا : يُكْرَهُ قِرَائَةُ الْفَاتِحَةِ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ، وَقَالُوا : لَوْ قَرَأَ بِنِيَّةِ الدُّعَاءِ لَا بَأْسَ بِهٖ، وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَّكُونَ نَفْيًا لِّلُزُومِهٖ، فَلَا يَكُونُ فِيهِ نَفْيُ الْجَوَازِ .

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ نمازِ جنازہ میں قراءت نہیں۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد مطلق مشروعیت کی نفی ہو، اس صورت میں یہ کراہت کی طرف اشارہ ہو گا، اسی کی ہمارے اکثر متاخرین احناف نے یہ کہہ کر صراحت کی ہے کہ نمازِ جنازہ میں قراءت مکروہ ہے، البتہ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر کوئی دعا کی نیت سے پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مراد وجوب کی نفی ہو، اس صورت میں امام صاحب کے فرمان میں جواز کی نفی نہیں۔

(التعليق الممجّد على مؤطّا محمّد : 112/2)

صحیح احادیث پر غیر مشروط عمل کا منہج ہی مسلمان کو ہر قسم سے قلبی خلجان سے بچا سکتا ہے، ورنہ ساری زندگی طرح طرح کی تاویلات میں گزر جاتی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں احادیثِ نبویہ میں باطل تاویلات کے بجائے ان پر من وعن عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب 3
دلائل احناف کا منصفانہ تجزیہ

قارئین نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث، صحابہ کرام کا عمل اور جمہور تابعین کا مذہب معلوم کر چکے ہیں۔ ان دلائل سے یہ بات بھی بالکل عیاں ہے کہ یہ سارے کے سارے دلائل سند کے اعتبار سے بالکل صحیح ہیں اور خاص سورۂ فاتحہ کے بارے میں ہیں۔ کوئی ایک بھی دلیل ایسی نہیں جو بے سند یا بے جوڑ ہو۔ اب قارئین احناف کے دلائل بھی ملاحظہ فرمائیں۔ ان میں سے اکثر دلائل کا حال یہ ہے کہ وہ یا تو بالکل بے سند ہیں یا سند موجود ہے تو وہ اصولِ محدثین کی روشنی میں پایۂ صحت کو نہیں پہنچتی۔ جو دلائل سند کے اعتبار سے صحیح ہیں ان میں سے اکثر سورۂ فاتحہ سے متعلق ہی نہیں۔ آیئے ملاحظہ فرمایئے اور خود فیصلہ کیجیے کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت منع ہے یا فرض۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل اول

''تحقیقی'' شاہکار
......
بے سروپا دلائل

سند معیارِ حق ہے۔ سند ہی کے ذریعے کسی روایت کی صحت کا علم ہوتا ہے۔ جس روایت کی سند معلوم نہ ہو، وہ سراسر باطل ہوتی ہے۔ ایسی روایات سے کوئی مسلمان اپنا مذہب ثابت نہیں کر سکتا۔ لیکن بعض مسلمان جانتے بوجھتے ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' کے مصداق بنتے ہوئے اپنے خودساختہ مذہب کے ثبوت کے لیے ایسے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ ایسی ہی چند کاوشیں ملاحظہ فرمائیں:

① سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی بے سند روایت!

جناب انوار خورشید دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ: هَلْ يُقْرَأُ فِيهَا؟ فَقَالَ: [لَمْ يُوَقِّتْ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا وَّلَا قِرَائَةً]، وَفِي رِوَايَةٍ: [دُعَاءً وَّلَا قِرَائَةً، كَبِّرْ مَا كَبَّرَ الْإِمَامُ وَاخْتَرْ مَا شِئْتَ]، وَفِي رِوَايَةٍ: [وَاخْتَرْ مِنَ الدُّعَاءِ أَطْيَبَهُ].

(بدائع الصنائع: ٣١٣/١، مغني ابن قدامة: ٤٨٥/٢)

حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ان سے نماز جنازہ میں قراءت کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی خاص کلام اور قراءت مقرر نہیں فرمائی۔ایک روایت میں ہے کہ کوئی خاص دُعا اور قراءت مقرر نہیں فرمائی۔جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جو اچھے سے اچھا کلام ثناء و دُعا وغیرہ چاہو اختیار کرو اور ایک روایت میں ہے کہ جو بہتر سے بہتر دُعا ہو وہ اختیار کرو۔(حدیث اور اہلحدیث،ص:863)

تجزیہ

① یہ انوار صاحب کی ''تحقیق'' کا ایک شاہکار ہے کہ انہوں نے بغیر سند وماخذ ذکر کی گئی روایت کو اپنے ماتھے کا جھومر بنا لیا۔ایک محقق کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی دلیل کا حوالہ بنیادی ماخذ سے دے، جہاں اس کی سند موجود ہو۔

طبرانی کبیر(9604،9606)میں جہاں اس کی سند مذکور ہے،وہاں جابر جعفی کذاب اور شریک مدلس ومختلط کا واسطہ موجود ہے۔

کہاں نبی اکرم ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام سے ثابت عمل اور کہاں ایک صحابی کی طرف منسوب جھوٹی بات ! کیا دلائل کی دنیا میں ایسی باتوں کی کوئی شنوائی ہے؟

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ثابت فرمان؛ اللہ عرش پر

② سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ سے منع کرنا تو ثابت نہیں ہو سکا،البتہ اُن کے اس صحیح فرمان کو دیوبندی بھائی ضرور ملحوظ رکھیں:

[وَاللّٰهُ عَلَى الْعَرْشِ، وَيَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ].

''اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے اور تمہارے اعمال کو جانتا ہے۔''

(كتاب التوحيد لابن خزيمة :1/242-243، الرقم : 149، الردّ على الجهمية للدارمي :81، الردّ على المريسي للدارمي :1/422، المعجم الكبير للطبراني : 9/202، العظمة لأبي الشيخ : 2/688-689، التمهيد لابن عبد البر :7/139، الأسماء والصفات للبيهقي :851، وسندهٗ حسنٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ ذاتِ باری تعالیٰ کے ہر جگہ موجود ہونے کے قائل اور استویٰ علی العرش کے منکر ہیں، انہیں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اجماعِ امت کے عین مطابق صحیح ثابت عقیدہ چھوڑ کر ان کی طرف منسوب جھوٹی باتیں پیش کرنے کا بھلا! کیا حق ہے؟

② عبد الرحمٰن بن عوف اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی بے سند روایت

جناب انوار خورشید صاحب پانچویں دلیل یوں دیتے ہیں:

رُوِيَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَابْنِ عُمَرَ أَنَّهُمَا قَالَا: لَيْسَ فِيْهَا قِرَائَةُ شَيْءٍ مِّنَ الْقُرْآنِ. (بدائع الصنائع: ۱/۳۱۳)

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ ان دونوں بزرگوں نے فرمایا: نماز جنازہ میں قرآن کے کسی حصہ کی بھی قراءت نہیں ہے۔ (حدیث اور اہلحدیث، ص: 865)

تجزیہ

① یہ روایت بھی بے سند ہے۔ آج تک ذخیرۂ حدیث سے اس کی کوئی سند دریافت نہیں ہو سکی۔ اگر جناب انوار خورشید صاحب ہمت کر کے اس کی کوئی سند پیش کر دیں تو وہ تحقیقی میدان میں داد وصول کر سکتے ہیں اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو ہمارے دیوبندی بھائی خود فیصلہ کر لیں کہ جس ''فقہ'' کا مدار بے سند روایات پر ہے، وہ قرآن و سنت کا نچوڑ ہے یا......؟

② سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے نماز جنازہ میں قراءت کی ممانعت تو ثابت نہیں ہو سکی البتہ ان دونوں بزرگوں کا ایک ایک قول ہم دیوبندی بھائیوں کی خدمت میں پیش کریں گے۔ معلوم ہو جائے گا کہ وہ صحابہ کرام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اقوال و افعال پر عمل کرنے میں کتنے مخلص ہیں۔ آیئے ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا ابن عوف رضی اللہ عنہ اور نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں

زر بن حبیش بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ كَانَا يُصَلِّيَانِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ، رَكْعَتَيْنِ.

بلاشبہ سیدنا اُبَی بن کعب اور سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما دونوں بزرگ نماز مغرب سے پہلے دو دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔

(مصنف عبد الرزاق: 434/2، مصنف ابن أبي شيبة: 356/2، شرح مشكل الآثار للطحاوي: 121/14، وسندهٗ حسنٌ)

جناب انوار صاحب نے صحابہ کی طرف منسوب بے سند و بے سروپا روایت پیش کی ہے جبکہ ہم نے صحابہ کرام سے ثابت شدہ فعل بیان کیا ہے۔ کیا اب دیوبندی بھائی صحابہ کرام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں ادا کرنے کی ہمت کریں گے؟ اگر نہیں تو کیوں؟

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ایک وتر

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی ممانعت تو ثابت نہیں ہو سکی البتہ اُن سے ایک رکعت وتر بالکل صحیح ثابت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

[صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَالْوِتْرُ وَاحِدَةٌ].

رات (تہجد) کی نماز دو دو رکعت ہے اور وتر ایک رکعت ہے۔

(مصنف ابن أبي شيبة: 292/2، وسندهٗ صحيحٌ)

اگر ہمارے مقلدین بھائی سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حقیقی محبت رکھتے ہیں اور ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اقوال و افعال کو واقعی حجت سمجھتے ہیں تو ذرا ہمت کر کے ان کے اس فتوے پر زندگی میں ایک دفعہ عمل کر لیں! اگر وہ ایسا کر لیں گے تو ان شاء اللہ اہل حدیث بن جائیں گے۔ اگر اتنی ہمت نہ کر سکیں تو خود ہی فیصلہ کریں کہ ہمارے خلاف ان کے بے سند اور بے سروپا اقوال پیش کرنا بھلا انصاف کی بات ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو تلاش کرنے اور اس پر ڈٹ جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

③ رسولِ اکرم ﷺ کا اکثری عمل!

علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب بغیر کسی حوالے کے لکھتے ہیں:

وَلَا رَيْبَ فِي أَنَّ أَكْثَرَ عَمَلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى التَّرْكِ.

بلاشبہ آپ ﷺ کا اکثر معمول (جنازہ میں فاتحہ کو) چھوڑنے کا تھا۔

(فيض الباري :474/2)

تجزیہ

① علامہ کشمیری صاحب تو فوت ہو چکے، اب دیوبندی بھائیوں سے گزارش ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے اکثر اوقات تو کجا زندگی میں ایک مرتبہ بھی نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کا چھوڑنا صحیح سند کے ساتھ ثابت کر دیں، ورنہ تسلیم کر لیں کہ ان کے علماء اپنی فقہ کو بچانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بھی غیر ذمہ دارانہ باتیں کہنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔

② رسول اللہ ﷺ سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کا چھوڑنا تو کوئی حنفی ثابت نہیں کر سکا، جبکہ ہم بابِ اوّل میں صحیح احادیث سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا سنت ہونا ثابت کر چکے ہیں۔ ہم حنفی بھائیوں کو دعوت دیتے ہیں کہ جب تک انہیں نماز جنازہ میں رسول اللہ ﷺ کے سورۂ فاتحہ چھوڑنے کی حدیث نہیں ملتی، اس وقت تک وہ ان احادیث پر تو عمل کریں جن میں نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت سنتِ رسول سے ثابت ہو چکی ہے۔

④ جمہور سلف کا بے سند عمل!

علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب جمہور سلف سے سورۂ فاتحہ چھوڑنے کا عمل ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَصَرَّحَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَنَّ جُمْهُورَ السَّلَفِ كَانُوا يَكْتَفُونَ بِالدُّعَاءِ، وَلَا يَقْرَؤُونَ الْفَاتِحَةَ.

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ جمہور سلف دعا ہی پر اکتفا کرتے تھے، وہ فاتحہ کی قراءت نہیں کرتے تھے۔

(فیض الباری: 474/2)

تجزیہ

① شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مطلق طور پر نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے بارے میں ایسی کوئی بات نہیں کہی بلکہ انہوں نے قبرستان میں قرآنِ کریم کی قراءت کے حوالے سے یہ بات کہی ہے، وہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ بِأَنَّهُ يُسْتَحَبُّ قَصْدُ الْقَبْرِ دَائِمًا لِلْقِرَاءَةِ عِنْدَهُ، إِذْ قَدْ عُلِمَ بِالِاضْطِرَارِ مِنْ دِينِ الْإِسْلَامِ أَنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ مِمَّا شَرَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمَّتِهِ، لٰكِنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اخْتَلَفُوا فِي الْقِرَائَةِ عِنْدَ الْقُبُورِ، هَلْ هِيَ مَكْرُوهَةٌ أَمْ لَا تُكْرَهُ؟ وَالْمَسْأَلَةُ مَشْهُورَةٌ، وَفِيهَا ثَلَاثُ رِوَايَاتٍ عَنْ أَحْمَدَ؛ إِحْدَاهَا أَنَّ ذٰلِكَ لَا بَأْسَ بِهٖ، وَهِيَ اخْتِيَارُ الْخَلَّالِ وَصَاحِبِهٖ وَأَكْثَرِ الْمُتَأَخِّرِينَ مِنْ أَصْحَابِهٖ، وَقَالُوا : هِيَ الرِّوَايَةُ الْمُتَأَخِّرَةُ عَنْ أَحْمَدَ، وَقَوْلُ جَمَاعَةٍ مِّنْ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ......، وَالثَّانِيَةُ أَنَّ ذٰلِكَ مَكْرُوهٌ، حَتَّى اخْتَلَفَ هٰؤُلَاءِ : هَلْ تُقْرَأُ الْفَاتِحَةُ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ إِذَا صُلِّيَ عَلَيْهَا فِي الْمَقْبَرَةِ؟ وَفِيهِ عَنْ أَحْمَدَ رِوَايَتَانِ؛ وَهٰذِهِ الرِّوَايَةُ هِيَ الَّتِي رَوَاهَا أَكْثَرُ أَصْحَابِهٖ عَنْهُ، وَعَلَيْهَا قُدَمَاءُ أَصْحَابِهِ الَّذِينَ صَحِبُوهُ، كَعَبْدِ الْوَهَّابِ الْوَرَّاقِ وَأَبِي بَكْرٍ الْمَرْوَزِيِّ وَنَحْوِهِمَا، وَهِيَ مَذْهَبُ جُمْهُورِ السَّلَفِ كَأَبِي حَنِيفَةَ وَمَالِكٍ وَّهُشَيْمِ بْنِ بَشِيرٍ وَّغَيْرِهِمْ.

علمائے کرام میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ ہمیشہ قراءت کے لیے کسی قبر کا قصد کرنا مستحب ہے، کیونکہ دین اسلام میں یقینی طور پر یہ معلوم ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے اپنی امت کے لیے مشروع قرار نہیں دیا۔ البتہ اس بات میں علمائے کرام کا اختلاف ہوا ہے کہ قبروں کے پاس قراءت کرنا مکروہ ہے یا نہیں۔ یہ مشہور مسئلہ ہے اور اس بارے میں امام احمد رحمہ اللہ سے تین طرح کی روایات ملتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ خلّال، ان کے شاگرد اور ان کے متاخرین اصحاب کا یہی خیال ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کی آخری روایت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہی ہے اور اصحابِ ابو حنیفہ میں سے ایک جماعت کا یہی موقف ہے۔
......دوسری روایت یہ ہے کہ قبروں کے پاس قرآن کی قراءت مکروہ ہے، حتیٰ کہ علمائے کرام میں اس بات میں بھی اختلاف پیدا ہو گیا کہ جب قبرستان میں نماز جنازہ ادا کی جائے تو اس میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کی جائے گی یا نہیں۔اس بارے میں امام احمد رحمہ اللہ سے دو طرح کی روایات ملی ہیں۔ان کے اکثر اصحاب نے ان سے یہی روایت کیا ہے اور ان کے قدیم اصحاب جو ان کے ساتھ رہے ہیں جیسا کہ عبدالوہاب ورّاق، ابو بکر مروزی وغیرہما ہیں، اسی بات پر قائم ہیں (کہ قبرستان میں نماز جنازہ پڑھی جائے تو سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے)۔ جمہور سلف مثلاً امام ابو حنیفہ، امام مالک، ہشیم بن بشیر وغیرہم کا بھی یہی مذہب ہے۔

(اقتضـــــــــاء الصراط المستقيم، ص: 380)

معلوم ہوا کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت، ان کے قدیم اصحاب کا موقف اور جمہور سلف کے حوالے سے قبرستان میں نماز جنازہ کی صورت میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو مکروہ کہا ہے۔عام طور پر نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ بقولِ ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی جمہور سلف کے ہاں مکروہ نہیں۔

② جمہور سلف کے بارے میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ قول بے سند ہے۔انہوں نے اس بارے میں کوئی سند یا حوالہ ذکر نہیں کیا۔ہم بابِ اوّل میں امام احمد رحمہ اللہ اور جمہور سلف سے صحیح سند کے ساتھ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت ثابت کر چکے ہیں۔کیا صحابہ کرام اور جمہور تابعین حنفی بھائیوں کے ہاں جمہور سلف نہیں بنتے اور کیا صحیح سند سے جمہور سلف کا موقف ثابت ہونے کے بعد بھی حنفی بھائی ابن تیمیہ رحمہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بے سند قول پر اعتماد کرتے رہیں گے؟

③ خود شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ چند سطور کے بعد لکھتے ہیں:

وَمَعْلُومٌ أَنَّ الْقِرَائَةَ فِي الصَّلَاةِ لَيْسَ الْمَقْصُودُ بِهَا الْقِرَائَةَ عِنْدَ الْقَبْرِ.

یہ بات تو معلوم ہے کہ (قبر پر نماز جنازہ کی صورت میں) نماز میں قراءت سے مراد قبر پر قراءت نہیں۔(اقتضاء الصراط المستقیم، ص: 380)

لہٰذا اگر بالفرض تھوڑی دیر کے لیے یہ بات مان لی جائے کہ جمہور سلف قبرستان میں نماز جنازہ کی صورت میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو مکروہ سمجھتے تھے تو بھی ان کی یہ بات ناقابل التفات ہو گی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جس سبب سے انہوں نے اسے مکروہ سمجھا، وہ یہاں مفقود ہے، کیونکہ نماز میں قراءت، قبر پر قراءت متصور نہیں ہو گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا
بے جوڑ "دلائل"

دین اسلام ایک واضح اور روشن مذہب ہے۔اس نے زندگی کا کوئی گوشہ تشنہ و مخفی نہیں چھوڑا۔تمام احکام و مسائل کے بارے میں اس کی واضح راہنمائی موجود ہے۔ لیکن بعض لوگ اسلام کی اس وضاحتی پالیسی کے برعکس اپنی فقہ کی ڈوبتی ناؤ کو بچانے کے لیے ایسے دلائل پیش کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جن کا اصل مسئلہ سے تعلق ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ سے روکنے کے لیے احناف نے بھی بہت سے ایسے ہی دلائل ذکر کیے ہیں۔ملاحظہ فرمایئے:

① نماز جنازہ دراصل دُعا ہے!

سب سے پہلی دلیل جو نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو ناجائز قرار دینے کے لیے دی جاتی ہے،وہ درجِ ذیل ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : «إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ» .

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نماز جنازہ پڑھو تو میت کے لیے نہایت خلوص کے ساتھ دعا کرو۔

(سنن أبي داود : 3199، سنن ابن ماجه : 1497، صحيح ابن حبان : 7/347، وهنا صرّح ابن إسحاق بالسماع، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب امین اوکاڑوی صاحب، جناب انوار خورشید صاحب اور دیگر بہت سے حنفی علماء نے اس حدیث کو اپنی سب سے پہلی دلیل کے طور پر ذکر کیا ہے۔ یہ ان کی سب سے مضبوط دلیل ہے۔ لیکن قارئین کرام اس کا تجزیہ پڑھ کر خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ بھلا اس سے احناف نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی ممانعت ثابت کر پائے ہیں؟

تجزیہ

① نماز جنازہ کے میت کے لیے دُعا ہونے کا سو بار اقرار، لیکن یہ صحیح حدیث کسی طرح سے بھی جنازہ میں سورۂ فاتحہ سے منع نہیں کرتی، کیونکہ جنازہ بہر حال نماز ہے۔ اسے میت کے لیے دعا قرار دے کر اس کے نماز ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ خود فقہ حنفی کی معتبر کتب میں جنازے کے لیے نماز کی نیت کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری کی عبارت ملاحظہ ہو:

وَفِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ يَنْوِي الصَّلَاةَ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَالدُّعَاءَ لِلْمَيِّتِ .

نماز جنازہ میں آدمی اللہ تعالیٰ کے لیے نماز اور میت کے لیے دعا کی نیت کرے۔ (الفتاوی الهندیّة : 66/1)

یہی بات الاشباہ والنظائر وغیرہ میں بھی درج ہے۔

جب جنازہ نماز ہے تو نماز میں سورۂ فاتحہ کی قراءت سے ممانعت کیوں؟ لہٰذا جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت میت کے لیے خلوص کے ساتھ دُعا کرنے سے مانع نہیں۔ سورۂ فاتحہ کی قراءت پہلی تکبیر کے بعد کی جاتی ہے، جبکہ میت کے لیے دُعا تیسری تکبیر کے بعد ہوتی ہے۔ خود حنفی حضرات کو اس بات کا اعتراف ہے۔ جناب اوکاڑوی صاحب نے بھی لکھا ہے کہ میت کے لیے خلوص کے ساتھ دُعا کا جو حکم ہے، اس کا تعلق

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تیسری تکبیر کے بعد سے ہے۔وہ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے مراد وہ دُعا ہے جو نماز جنازہ کے اندر تیسری اور چوتھی تکبیر کے درمیان پڑھی جاتی ہے۔(مجموعہ رسائل: 252/1)

جناب اوکاڑوی صاحب نے یہ بات ملا علی قاری حنفی کی کتاب مرقاۃ المفاتیح اور فتاویٰ سعدیہ عین الہدایہ کے حوالے سے بھی نقل کی ہے۔لیکن نہ جانے پھر کیوں انہوں نے اس حدیث کو نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کی ممانعت میں پیش کر دیا ہے جو کہ صرف پہلی تکبیر کے بعد کی جاتی ہے؟ کیا یہ بے تکی بات نہیں؟

اس سے بھی بڑی مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ نمازِ جنازہ میں اخلاص کے ساتھ دُعا والی حدیث کی پامالی بھی احناف ہی کی طرف سے کی جاتی ہے، جو چند سیکنڈ پر مشتمل جنازہ پڑھاتے ہیں، اس حدیث پر عمل بھی اہل حدیث ہی کرتے ہیں اور نمازِ جنازہ کو لمبا کر کے اخلاص کے ساتھ دعا کرتے ہیں۔ والحمد لله علی ذلك

علامہ تقی عثمانی صاحب کی انصاف پسندی

صرف ہمیں ہی نہیں بلکہ علامہ تقی عثمانی دیوبندی صاحب کو بھی اس بات سے گلہ ہے، وہ کہتے ہیں:

لیکن اس سے استدلال درست نہیں کیونکہ اس کا مطلب اخلاص کے ساتھ دعا کرنا ہے نہ یہ کہ فاتحہ نہ پڑھی جائے۔(درسِ ترمذی: 304/3-305)

② اگر نماز جنازہ میں قراءت سے اس لیے روکا جاتا ہے کہ یہ میت کے لیے دعا کے واسطے ہوتی ہے .... تو پھر نماز عید بھی تو شکر کے لیے ہوتی ہے، نماز کسوف وخسوف اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کے لیے ہوتی ہے اور نماز استسقاء بارش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طلب کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ان نمازوں میں بھی قراءت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ بھی دعا اور خاص مقاصد کے حصول کے لیے ہوتی ہیں۔

محمد بن اسحاق کے بارے میں احناف کا دوہرا معیار

③ اس حدیث کی سند کو بیان کرنے والے وہی محمد بن اسحاق راوی ہیں جنھوں نے امام کی اقتدا میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کی حدیث بیان کی تو معاصرین علمائے احناف نے ان کو غیر معتبر ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور صفحات پر صفحات سیاہ کیے ہیں۔

مثلاً مولانا سرفراز خان صفدر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

> محدثین اور اربابِ جرح وتعدیل کا تقریباً پچانوے فیصد گروہ اس بات پر متفق ہے کہ روایتِ حدیث میں اور خاص طور پر سنن اور احکام میں ان کی روایات کسی طرح بھی حجت نہیں ہوسکتیں اور اس لحاظ سے ان کی روایات کا وجود اور عدم بالکل برابر ہے۔(احسن الکلام :77/2)

نیز لکھتے ہیں:

> حافظ ابنِ حجر نے نہایت ضعیف اور رکیک تاویلیں کرنے کی بے جا سعی کی ہے تاکہ ابنِ اسحاق کو قابل اعتبار بنانے کی کوشش کامیاب ہو سکے...... مگر یہ سب کوشش بے کار اور کالعدم ہے۔(احسن الکلام :80/2)

اب انصاف کی اپیل قارئین کرام سے کی جاتی ہے،وہ ملاحظہ فرمائیں کہ کہاں ان کی روایت کا وجود اور عدم بالکل برابر اور وہ بالکل ناقابل اعتبار،خصوصاً سنن اور احکام میں ناقابل حجت ہیں اور کہاں ان کی روایت سے صرف استدلال ہی نہیں کیا جا رہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ سب سے پہلی دلیل کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔

کیا انصاف پسندی اسی کا نام ہے کہ امام کی اقتدا میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے اثبات میں جب محمد بن اسحاق کی حدیث آئے تو اسے کذاب، دجال اور نا قابل اعتبار ثابت کرنے کی کوشش کی جائے، لیکن جب وہی محمد بن اسحاق جب نماز جنازہ میں میت کے لیے اخلاص کے ساتھ دعا کرنے کی حدیث بیان کریں تو وہاں ان کو سینے سے لگا لیا جائے حالانکہ باعترافِ احناف بھی اس حدیث سے سورۂ فاتحہ کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی؟

اسلافِ امت کا فہم

⑤ خیر القرون کے کسی محدث یا فقیہ نے اس حدیث سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کی ممانعت ثابت نہیں کی۔ اگر اس کی یہی مراد ہوتی تو خیر القرون کے محدثین وفقہائے کرام کو ضرور معلوم ہوتا۔

محدثین اور فقہائے کرام نے تو اس حدیث کو بطورِ دلیل پیش کرنے والوں کا سختی سے ردّ کیا ہے، جیسا کہ حافظ ابنِ حزم رحمہ اللہ (456ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّهُ لَيْسَ فِي إِخْلَاصِ الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ نَهْيٌ عَنِ الْقِرَاءَةِ، وَنَحْنُ نُخْلِصُ لَهُ الدُّعَاءَ وَنَقْرَأُ كَمَا أُمِرْنَا .

یہ یقینی بات ہے کہ میت کے لیے خلوص کے ساتھ دُعا کرنے کے حکم میں قراءت سے ممانعت نہیں ہوتی۔ ہم میت کے لیے خلوص کے ساتھ دُعا بھی کرتے ہیں اور (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے) ہمیں جو حکم دیا گیا ہے، اس کے مطابق قراءت بھی کرتے ہیں۔(المحلّٰی: 130/5)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

⑥ اگر سورۂ فاتحہ کو اس لیے چھوڑا جا رہا ہے کہ اس میں میت کے لیے دُعا نہیں تو پھر حنفی لوگ درود شریف سے بھی منع کیا کریں کہ اس میں بھی میت کے لیے کوئی دُعا نہیں۔ نیز ہمارا سوال ہے کہ اُن کی خود ساختہ جَلَّ ثَنَائُكَ والی ثناء میں میت کے لیے کون سی دُعا ہے؟ وہ میت کے لیے دُعا نہ ہونے کے ساتھ ساتھ نبیِ اکرم ﷺ سے ثابت بھی نہیں ہے۔ وہ اسے کیوں اپنائے ہوئے ہیں؟

یہ تھی دیوبندی اور حنفی بھائیوں کی سب سے بڑی دلیل جو ان کے خیال میں نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت سے منع کرتی ہے۔ اس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ ان کے پاس کوئی صحیح و صریح حدیث نہیں ہے جس سے وہ ثابت کر سکیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے تھے یا اس سے منع کرتے تھے۔ اگر کوئی ایسی دلیل ہوتی تو وہ یقیناً اس حدیث کو کبھی پیش نہ کرتے جو خود ان کے محققین کے ہاں بھی اس مسئلے میں ان کی دلیل نہیں بنتی۔

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور جنازہ میں قراءت!

نافع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ.

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں قراءت نہیں کرتے تھے۔

(الموطا للإمام مالك: 228/1، الرقم: 537، وسندهٗ صحيحٌ)

اس روایت کو تقریباً تمام حنفی علماء نے اپنی کتب میں نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی ممانعت کے لیے بڑی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

تجزیہ

① سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس ذاتی فعل میں نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ممانعت کی کوئی بات نہیں۔صرف اتنی بات ہے کہ آپ نماز جنازہ میں قراءت نہیں کرتے تھے۔نماز جنازہ میں دو قسم کی قراءت کی جاتی ہے۔ایک قراءت سورۂ فاتحہ کی اور دوسری سورۂ فاتحہ کے علاوہ کسی اور سورت کی۔ہم دلائل شرعیہ کی رُو سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو ضروری سمجھتے ہیں۔اگر سورۂ فاتحہ کے علاوہ کوئی قراءت نہ بھی کی جائے تو نماز جنازہ ادا ہو جائے گی۔سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کون سی قراءت چھوڑتے تھے؟ حنفی بھائی آج تک یہ ثابت نہیں کر سکے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سورۂ فاتحہ کی قراءت چھوڑتے تھے۔ممکن ہے کہ وہ آہستہ قراءت کرتے ہوں۔

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ کا قولِ فیصل

پانچویں صدی ہجری میں حافظ ابنِ حزم رحمہ اللہ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا:

وَقَالُوا : ...... وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ، فَقُلْنَا : لَيْسَ عَنْ وَاحِدٍ مِّنْ هٰؤُلَاءِ أَنَّهُ قَالَ : لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ، وَنَعَمْ نَحْنُ نَقُولُ : لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِشَيْءٍ مِّنَ الْقُرْآنِ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ، فَلَا يَصِحُّ خِلَافٌ بَيْنَ هٰؤُلَاءِ وَبَيْنَ مَنْ صَرَّحَ بِقِرَائَةِ الْقُرْآنِ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، ...... فَبَطَلَ أَنْ يَّكُونَ لَهُمْ بِهٖ مُتَعَلَّقٌ.

ان (مانعینِ فاتحہ) کا کہنا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آپ نماز جنازہ میں قراءت نہیں کرتے تھے۔ہم کہتے ہیں کہ کسی ایک صحابی سے بھی یہ ثابت نہیں کہ وہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت نہ کرتے ہوں۔یہ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ نماز جنازہ میں قرآن کی قراءت نہیں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے گی سوائے سورۂ فاتحہ کے۔لہٰذا اس روایت کو بنیاد بنا کر سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما اور ان صحابہ کے درمیان اختلاف نہیں بنایا جائے گا جنھوں نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو واضح طور پر بیان کیا ہے...... یوں اس روایت سے ان لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔(المحلّٰی : 131/5)

جناب اوکاڑوی صاحب نے اس روایت کا ترجمہ کرتے ہوئے اپنی طرف سے ''فاتحہ'' کا لفظ بڑھا دیا ہے۔حالانکہ اس روایت میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس کا معنیٰ فاتحہ ہو۔حافظ ابنِ حزم رحمہ اللہ کے نزدیک بھی اوکاڑوی صاحب کی یہ حرکت دُرست نہیں۔

② اگر یہ فرض کر بھی لیا جائے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سورۂ فاتحہ کی قراءت چھوڑتے تھے تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرام کے مقابلے میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بات کا اعتبار نہیں ہوگا۔اسی بات کو حافظ ابنِ حزم رحمہ اللہ یوں بیان کرتے ہیں:

فَكَيْفَ، وَلَوْ صَحَّ عَنْهُمْ فِي ذٰلِكَ خِلَافٌ؛ لَوَجَبَ الرَّدُّ عِنْدَ تَنَازُعِهِمْ إِلٰى مَا أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالرَّدِّ إِلَيْهِ مِنَ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ، وَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ».

کیسے (سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت سے جنازہ میں فاتحہ کے ترک پر استدلال ہوسکتا ہے) حالانکہ اگر اس بارے میں صحابہ کرام کے درمیان کوئی اختلاف ثابت ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق صحابہ کرام کے اختلاف کو قرآن وسنت کی میزان پر پیش کیا جائے گا۔اور اس مسئلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے کہ جس شخص نے سورۂ فاتحہ کی قراءت نہیں کی،اس کی کوئی نماز نہیں۔(المحلّٰی : 131/5)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رفع الیدین؛ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا صریح عمل

③ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگردِ رشید نافع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ؛ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ؛ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَالَ: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ]؛ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ؛ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور رفع الیدین کرتے۔ جب رکوع جاتے تو رفع الیدین کرتے۔ جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تو رفع الیدین کرتے اور جب دو رکعتوں کے بعد اُٹھتے تو رفع الیدین کرتے اور سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے اس عمل کو نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل قرار دیا۔ (صحيح البخاري: 739)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کا رفع الیدین کرنا اور اسے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قرار دینا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ نماز میں رکوع جاتے، رکوع سے سر اُٹھاتے اور تیسری رکعت کے لیے اُٹھتے وقت رفع الیدین منسوخ نہیں ہوا، بلکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاحیات اس پر عمل درآمد کیا ہے۔ ہمارے حنفی بھائی نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت سے روکنے کے لیے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل تو پیش کرتے ہیں، حالانکہ اس میں سورۂ فاتحہ کی بات ہی نہیں لیکن کیا وہ سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے رفع الیدین والے اس واضح عمل کو اپنانے کے لیے تیار ہوں گے؟ اگر نہیں تو وہ خود فیصلہ کریں کہ ان کے لینے اور دینے کے باٹ جُدا جُدا کیوں ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا دیگر صحابہ کا عمل قابل قبول نہیں؟

④ ہم بابِ دوم کی فصل اول میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سیدنا ابو اُمامہ بن سہل رضی اللہ عنہ، سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ، سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت بالکل صحیح سند سے ثابت کر چکے ہیں۔ اگر حنفی بھائیوں کے ہاں سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کا ایسا عمل دلیل ہے جس میں سورۂ فاتحہ کا ذکر تک نہیں تو مذکورہ کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا واضح طور پر نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کرنا اُن کے لیے دلیل کیوں نہیں؟ دینی معاملات میں یہ دوہرا معیار کیوں؟

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عمل جس میں سورۂ فاتحہ کا ذکر نہیں!

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ آپ نماز جنازہ کیسے ادا کرتے ہیں؟ اس پر انہوں نے فرمایا:

[أَنَا لَعَمْرُ اللّٰهِ أُخْبِرُكَ، أَتَّبِعُهَا مِنْ أَهْلِهَا، فَإِذَا وُضِعَتْ، كَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللّٰهَ وَصَلَّيْتُ عَلٰى نَبِيِّهِ، ثُمَّ أَقُولُ : اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ عَبْدُكَ......] .

اللہ کی قسم میں تمہیں ضرور بتاتا ہوں۔ میں جنازے والے گھر سے ہی جنازے کے ساتھ ہو لیتا ہوں۔ جب جنازہ (نماز کے لیے) رکھا جاتا ہے تو میں تکبیر کہہ کر حمد و ثناء کرتا ہوں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں۔ پھر میں یہ دُعا پڑھتا ہوں: اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ عَبْدُكَ ....

(الموطا للإمام مالك: 228/1، الرقم: 535)

اس روایت سے بہت سے علمائے احناف نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ کرنے کی دلیل لی ہے۔

تجزیہ

① اس روایت میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت سے نہ تو منع فرمایا ہے نہ خود اس سے رُکے ہیں۔اس کے برعکس اس روایت میں اُن کے حمد و ثناء کرنے کا ذکر ہے۔سورۂ فاتحہ اللہ تعالیٰ کی حمد بھی ہے اور ثناء بھی۔یہ بات ہماری ساختہ و پرداختہ نہیں، بلکہ خود اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

«فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ : ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : حَمِدَنِي عَبْدِي، وَإِذَا قَالَ:﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾،قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: أَثْنٰی عَلَيَّ عَبْدِي......» .

جب بندہ (نماز میں) کہتا ہے کہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری حمد کی ہے اور جب بندہ ﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثناء کی ہے۔(صحیح مسلم : 395/38)

اگر کوئی حنفی بھائی کہے کہ حمد و ثناء سے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ...... مراد ہے تو عرض ہے کہ نماز جنازہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے یہ ثناء پڑھنا ثابت نہیں۔سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے جب نماز جنازہ کا مسنون طریقہ بیان کیا تو پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ کا ہی ذکر کیا ہے۔

تفصیلی طور پر یہ بات فصلِ سوم میں بیان ہو چکی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عدمِ ذکر، عدمِ وجود کی دلیل نہیں ہوتا

② اگر کوئی حنفی بھائی یہ کہے کہ اس روایت میں صریح طور پر تو سورۂ فاتحہ کے لفظ نہیں ہیں، تو ہم اس سے گذارش کریں گے کہ معروف فقہی قاعدہ ہے کہ عدمِ ذکر عدمِ وجود کی دلیل نہیں بنتا۔ اسی روایت کو لے لیں تو اس میں تو صرف پہلی تکبیر کا ذکر ہے۔ دوسری، تیسری اور چوتھی تکبیر کا بھی ذکر نہیں۔ نیز اس روایت میں سلام پھیرنے کا بھی تذکرہ نہیں ملتا۔ اگر صریح طور پر سورۂ فاتحہ کا ذکر نہ ہونے سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے تو پھر باقی تکبیروں اور سلام سے بھی احناف کو رک جانا چاہیے، حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ اس روایت میں احناف کی کوئی دلیل نہیں۔ حافظ ابنِ حزم رحمہ اللہ اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

وَقَالُوا : قَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ، فَذَكَرَ دُعَاءً، وَلَمْ يَذْكُرْ قِرَائَةً......، وَأَبُو هُرَيْرَةَ لَمْ يَذْكُرْ تَكْبِيرًا وَلَا تَسْلِيمًا، فَبَطَلَ أَنْ يَكُونَ لَهُمْ بِهِ مُتَعَلَّقٌ.

اُن کا کہنا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ان سے نماز جنازہ کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے دعا کا ذکر کیا، قراءت کا نہیں...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تو (پہلی کے علاوہ) کسی تکبیر اور سلام کا بھی ذکر نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ ان کا اس روایت سے استدلال باطل ہے۔ (المحلّٰی: 131/5)

مقتدی کی قراءت؛ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت عمل

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا: ہم امام کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے ہوں تو کیا سورۂ فاتحہ پڑھیں گے؟ انہوں نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ]، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: [قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ......»۔

اپنے دل میں اس کی قراءت کرو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ......۔(صحیح مسلم: 395/38)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ سے منع کرنا یا چھوڑنا تو ثابت نہیں ہوا، لیکن کیا کوئی حنفی بھائی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس صحیح وصریح فتویٰ پر عمل کرے گا؟

④ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جنازہ میں فاتحہ

جناب انوار خورشید صاحب نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث بھی اپنے استدلال میں پیش کی ہے جسے ہم بابِ اوّل کی فصل دوم میں اپنی دوسری بڑی دلیل کے طور پر پیش کر چکے ہیں۔ ہمارے دلائل ہمارے خلاف پیش کرنا اس بات کی بہت واضح دلیل ہے کہ اس مسئلے میں احناف کا دامن دلائل سے بالکل خالی ہے۔ اس حدیث کو انوار صاحب کا اپنی دلیل کے طور پر پیش کرنا کس حد تک انصاف پر مبنی ہے؟ یہ فیصلہ تو قارئین کرام بابِ اوّل کی فصل دوم کا مطالعہ کرنے سے خود ہی کر لیں گے، البتہ یہاں مختصراً کچھ تبصرہ کریں گے۔ جناب انوار صاحب لکھتے ہیں:

> حضرت طلحہ بن عبداللہ کا آپ سے اس طرح سوال کرنا بتلا رہا ہے کہ ان کے نزدیک یہ ایک نئی اور عجیب بات تھی جو رواج کے بالکل خلاف تھی جس کا بالکل اتہ پتہ نہ تھا۔(حدیث اور اہلحدیث، ص:873)

تجزیہ

① جناب انوار صاحب کی خدمت میں خصوصاً اور دوسرے دیوبندی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھائیوں کی خدمت میں عموماً عرض ہے کہ:

ہر سوال عدمِ علم کی بنا پر نہیں ہوتا

ہر سوال تعجب اور عدمِ علم کی بنا پر نہیں ہوتا بلکہ کئی اور مقاصد کے لیے بھی سوال کیا جاتا ہے۔ ہمارے خیال میں اس تعجب والے معنیٰ کی ایجاد کا سہرا جناب احمد یار خان نعیمی گجراتی بریلوی صاحب کے سر ہے۔ وہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

> آپ کے سورۂ فاتحہ پڑھنے پر سارے حاضرین صحابہ وتابعین کو سخت تعجب ہوا، تب ہی آپ نے معذرت کے طور پر کہا کہ میں نے یہ عمل اس لیے کیا کہ تم جان لو یہ سنت ہے۔ پتہ چلا کہ صحابہ کرام نہ تو پڑھتے تھے اور نہ اسے سنت جانتے تھے اسی لیے آپ کو یہ معذرت کرنا پڑی......

(''جاء الحق''، حصہ دوم، ص: 242)

اپنی تائید میں ہونے کی وجہ سے جناب انوار خورشید اور جناب اوکاڑوی صاحبان نے اسلافِ امت کے خلاف اس عجیب وغریب معنیٰ کو ہاتھوں ہاتھ لے لیا۔

علم بلاغت اور علم حدیث سے اگر ان حضرات کو کوئی مس ہوتا تو وہ قطعاً ایسی بات نہ کرتے۔ حدیث کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ بعض اوقات سائل کو متعلقہ مسئلہ کے بارے میں مکمل علم ہوتا ہے، وہ سوال صرف اس لیے کرتا ہے کہ جواب سن کر دوسرے لوگوں کو بھی اس کا علم ہو جائے جیسا کہ حدیثِ جبریل میں جبریل امین علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان، اسلام اور احسان کے متعلق سوال کیا تھا۔ اس بات میں کسی کو اختلاف نہیں کہ جبریل علیہ السلام کا یہ سوال اس لیے نہیں تھا کہ ان کو ایمان، اسلام اور احسان کے بارے میں علم نہ تھا یا وہ تعجب کا شکار تھے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سوالات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا مقصد اُن کے جانے کے بعد یوں بیان کیا تھا:

«هٰذَا جِبْرِيلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِينَهُمْ».

یہ جبریل علیہ السلام تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔

(صحيح البخاري: 50)

لہٰذا محض طلحہ بن عبداللہ رحمہ اللہ کے سوال کی بنا پر نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کا انکار کرنا ہٹ دھرمی ہے۔کیا جناب انوار صاحب کو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ جواب نظر نہیں آیا:

[إِنَّهَا سُنَّةٌ].

یہ سنت ہے۔(صحيح البخاري: 1335)

فقہ حنفی اور خیر القرون کا عمل

② نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ تو خود رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین سے ثابت ہے۔ جسے شبہ ہو وہ بابِ اوّل کی فصل ششم کا دوبارہ مطالعہ کر لے۔ پھر انوار صاحب کا یہ کہنا کہ اس کا کوئی اتہ پتہ نہ تھا، انتہائی نامناسب بات ہے۔لیکن اس سے قطع نظر ہم ان سے عرض کرتے ہیں کہ فقہ حنفی کے کتنے ہی ایسے مسائل ہیں جن کا خیر القرون میں کوئی اتہ پتہ نہ تھا۔ بانیانِ فقہ حنفی سے پہلے دنیا کے کسی مسلمان کو اُن باتوں کا خواب بھی نہ آیا تھا۔اس کے باوجود وہ قرآن وسنت کا نچوڑ ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صحابہ و تابعین کے معمول بہ کام کو ''اتہ پتہ'' نہ ہونے کا غلط لیبل لگا کر ردّ کیا جا رہا ہے۔آیئے اس کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: غزوۂ اُحد کے دن مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جہاد کی اجازت کے لیے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے مجھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غزوے میں شرکت کی اجازت نہیں دی۔ پھر غزوۂ خندق کے موقع پر مجھے پیش کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اجازت مرحمت فرما دی۔ اس وقت میری عمر پندرہ سال تھی۔

اس حدیث کے راوی امام نافع رحمہ اللہ بتاتے ہیں کہ میں خلیفۂ راشد سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے پاس تھا۔ میں نے اُن کی یہی حدیث بیان کی تو اُنہوں نے فرمایا: یہ (پندرہ سال کی عمر) بالغ اور نابالغ کے درمیان حد ہے۔

(صحيح البخاري : 2664، صحيح مسلم : 1868)

اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ، يَرَوْنَ أَنَّ الْغُلَامَ إِذَا اسْتَكْمَلَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً؛ فَحُكْمُهُ حُكْمُ الرِّجَالِ، وَإِنِ احْتَلَمَ قَبْلَ خَمْسَ عَشْرَةَ؛ فَحُكْمُهُ حُكْمُ الرِّجَالِ.

اہل علم کا اسی حدیث پر عمل ہے۔ امام سفیان ثوری، امام عبد اللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ اسی کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں۔ ان کا موقف ہے کہ بچہ جب پندرہ سال مکمل کر لے تو اس کا حکم مردوں کا ہوتا ہے۔ اگر پندرہ سال سے پہلے اُسے احتلام ہو جائے تو بھی اس کا حکم مردوں کا ہو جاتا ہے۔

(جامع الترمذي، تحت الحديث :1361)

اس حدیث اور محدثین کرام کے اس پر تبصرے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی نشانی ظاہر نہ بھی ہو تو پندرہ سال کی عمر میں بچہ بالغ ہو جاتا ہے اور اس پر مردوں والے احکام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لاگو ہو جاتے ہیں۔ یہ امتِ مسلمہ کا اتفاقی فیصلہ تھا لیکن احناف نے اس کی مخالفت میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے یہ فتویٰ نقل کیا ہے کہ لڑکے کی عمر بلوغت اٹھارہ سال اور لڑکی کی عمر بلوغت سترہ سال ہے۔

(بدائع الصنائع : 172/7، فتح القدیر : 270/1، فتاویٰ عالمگیری : 61/5)

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے امام ابن منذر رحمۃ اللہ (242-319ھ) فرماتے ہیں :

وَكَانَ النُّعْمَانُ يَقُولُ : حَدُّ بُلُوغِ الْغُلَامِ ثَمَانِي عَشْرَةَ سَنَةً، وَّالْجَارِيَةِ سَبْعَ عَشْرَةَ سَنَةً، وَهٰذَا خِلَافُ مَا ذَكَرْنَا مِنَ السُّنَنِ الثَّابِتَةِ وَقَوْلِ مَنْ ذَكَرْنَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا سَبَقَهٗ إِلٰى هٰذَا الْقَوْلِ، وَلَيْسَ لَهٗ فِيمَا قَالَ حُجَّةٌ.

نعمان (امام ابو حنیفہ) کہتے تھے کہ لڑکے کی عمر بلوغت اٹھارہ سال ہے اور لڑکی کی سترہ سال۔ اُن کی یہ بات ہماری ذکر کردہ صحیح و ثابت احادیث اور اہل علم کے اقوال کے خلاف ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ امام صاحب سے پہلے کسی نے یہ بات کہی ہو۔ اس پر سہاگہ یہ کہ ان کے پاس اس بارے میں کوئی دلیل بھی نہیں۔

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف : 389/4)

اب انوار صاحب بتائیں کہ امام صاحب کے اس قول کا بھلا رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام کے دور میں کوئی ''اتہ پتہ'' تھا؟ اگر تھا تو اس کی سند پیش فرمائیں۔

قارئین ہی فیصلہ فرمائیں کہ ایک طرف تو سنت رسول اور معمولِ صحابہ کو لا پتہ قرار دے کر ردّ کیا جا رہا ہے جبکہ دوسری طرف اندھی تقلید میں ایسا قول بھی قابل تعظیم سمجھ لیا گیا ہے جس کی نہ قرآن و سنت میں کوئی دلیل ہے نہ صحابہ و تابعین میں سے کسی نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ فتویٰ دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس حدیث پر انوار صاحب کا اعتراض محض بھولی بھالی حنفی عوام کو طفل تسلیاں دینے کے لیے ہے، ورنہ وہ اپنے امام کے اس قول پر بھی لاپتہ ہونے کا فتویٰ لگاتے ہوئے دیوار پر دے ماریں اور کتاب وسنت کا اتباع قبول کر کے تقلید کے گرداب سے باہر آ جائیں۔

اس سلسلے میں مزید تفصیل کے لیے بابِ اوّل کی فصل دوم کا مطالعہ فرمائیں۔

⑤ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ''ضعیف'' روایت

جناب انوار صاحب لکھتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلّٰى عَلٰى مَيِّتٍ؛ يَبْدَأُ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَقُولُ : [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَحْيَائِنَا وَأَمْوَاتِنَا، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِنَا، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا، وَاجْعَلْ قُلُوبَنَا عَلٰى قُلُوبِ خِيَارِنَا] . (مصنف ابن أبي شيبة : ٢٩٥/٣)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ جب کسی میت کی نماز جنازہ پڑھاتے تو اللہ کی حمد و ثناء سے ابتدا کرتے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے۔ پھر یہ دعا مانگتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَحْيَائِنَا وَأَمْوَاتِنَا، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِنَا، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا، وَاجْعَلْ قُلُوبَنَا عَلٰى قُلُوبِ خِيَارِنَا۔

(حدیث اور اہلحدیث، ص: 864)

تجزیہ

① اس کی سند ''ضعیف'' ہے کیونکہ میتب بن رافع کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں لہٰذا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف اس بات کی نسبت ہی درست نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاتحہ میں حمد وثناء ہی تو ہے

② اس بے ثبوت روایت کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ نماز جنازہ کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے کرتے تھے اور ہم گزشتہ صفحات میں یہ بیان کر چکے ہیں کہ سورۂ فاتحہ کو خود اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد بھی کہا ہے اور ثناء بھی قرار دیا ہے۔اس روایت سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی ممانعت کا استدلال اس مسئلے میں احناف کی انتہائی بے بسی کو ظاہر کرتا ہے۔

عدمِ ذکر، عدمِ وجود کو مستلزم نہیں ہوتا

③ اگر اس روایت میں محض سورۂ فاتحہ کے ذکر نہ ہونے سے جنازہ میں فاتحہ کی ممانعت ثابت ہو جاتی ہے تو پھر اس میں کسی تکبیر اور سلام کا بھی ذکر نہیں۔کیا دیوبندی اور حنفی بھائی نماز جنازہ میں تکبیروں اور سلام کو بھی ممنوع قرار دے دیں گے؟ اگر نہیں تو فاتحہ سے اتنی عداوت کیوں؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور فقہ حنفی

④ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی ممانعت تو ثابت نہیں ہو سکی البتہ اُن کا یہ فرمان بلاشبہ ثابت ہے:

[أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا؛ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، لَا نِكَاحَ إِلَّا بِإِذْنِ وَلِيٍّ].

جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح کالعدم ہے۔ولی کی اجازت کے بغیر کوئی نکاح نہیں۔

(السنن الكبرىٰ للبيهقي: 111/7، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام بیہقی رحمہ اللہ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ .

یہ سند صحیح ہے۔

اس کے برعکس فقہ حنفی کا ''مفتیٰ بہٖ'' قول یہ ہے کہ بالغ لڑکی اپنا نکاح خود کر سکتی ہے۔اس سلسلے میں اسے اپنے اولیاء سے اجازت حاصل کرنا ضروری اور لازم نہیں۔

(البحر الرائق لابن نجيم الحنفي :117/3، بدائع الصنائع للكاساني :247/2)

فقہ حنفی کے اس ''انمول'' فتوے سے فائدہ اُٹھا کر کتنی ہی لڑکیاں اپنے والدین اور خاندان کی عزت داغدار کر کے عدالت میں نکاح کر چکی ہیں۔اگر لڑکیوں کے والدین ایسے معاملے میں عدالت سے رُجوع کرتے ہیں تو فقہ حنفی مفرور لڑکیوں کو پورا پورا تحفظ فراہم کرتی ہے۔کیا ہمارے دیوبندی اور حنفی بھائی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس صحیح و ثابت فتوے کو سینے سے لگا کر معاشرے سے اِس ناسور کو ختم کرنے کے لیے تیار ہوں گے؟ اگر وہ تیار نہیں تو وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ''ضعیف'' روایات کو ہمارے خلاف کیوں پیش کرتے ہیں؟اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو قبول کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔

⑥ شعبی رحمہ اللہ سے منسوب ''ضعیف'' روایت

جناب انوار خورشید صاحب لکھتے ہیں:

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ : فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى يَبْدَأُ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، وَالثَّانِيَةُ صَلَاةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالثَّالِثَةُ دُعَاءٌ لِّلْمَيِّتِ، وَالرَّابِعَةُ لِلتَّسْلِيمِ . (مصنف ابن أبي شيبة : ٢٩٥/٣، مصنف عبد الرزاق : ٤٩١/٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت امام شعبی فرماتے ہیں: نماز جنازہ میں پہلی تکبیر میں اللہ کی حمد وثناء سے ابتدا کرے، دوسری تکبیر کے بعد نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھے، تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دُعا کرے اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرے۔
(حدیث اور اہلحدیث، ص: 865,864)

تجزیہ

① امام شعبی رحمہ اللہ کی طرف اس بات کی نسبت درست نہیں کیونکہ ایک تو اس کی سند میں اشعث بن سوار راوی موجود ہے جو جمہور محدثین کرام کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔دوسرے حفص بن غیاث نامی راوی ''مدلس'' بھی ہیں۔انہوں نے سماع کی تصریح نہیں کی۔

② اس ''ضعیف'' روایت میں بھی جنازہ میں فاتحہ سے کوئی ممانعت نہیں بلکہ اس میں تو پہلی تکبیر کے بعد حمد وثناء کا ذکر ہے اور سورۂ فاتحہ خود اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اللہ کی حمد بھی ہے اور ثناء بھی۔

شعبی رحمہ اللہ کا ثابت عمل......امام کے پیچھے قراءت

③ امام شعبی رحمہ اللہ سے جنازے میں فاتحہ کی ممانعت تو ثابت نہیں ہو سکی البتہ امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اُن کے بارے میں یہ بات بھی بیان کی ہے:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ : حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، قَالَ : سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَسِّنُ الْقِرَائَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ .

ہمیں امام وکیع رحمہ اللہ نے بیان کیا اور کہا: ہمیں مالک بن مغول رحمہ اللہ نے بیان کیا اور کہا: میں نے امام شعبی رحمہ اللہ کو سنا۔آپ امام کی اقتدا میں قراءت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو بہت اچھا کام خیال کرتے تھے۔

(مصنف ابن أبي شيبة :375/1، وسندهٗ صحيحٌ)

کیا حنفی ودیوبندی بھائی امام شعبی رحمہ اللہ کی اس ثابت بات پر عمل پیرا ہوں گے؟

جنازہ میں عام قراءت سے روکنے والی ''ضعیف'' روایات

جو لوگ نماز جنازہ میں قراءت سے منع کرتے ہیں ان کو رسول اللہ ﷺ سے تو کجا کسی صحابی یا تابعی سے بھی کوئی ایسی بات نہیں ملتی جس سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت ممنوع ثابت ہوتی ہو۔ البتہ وہ کچھ صحابہ وتابعین کے ''ضعیف'' اور عمومی آثار پیش کرتے ہیں جن میں یا تو سرے سے قراءت کی بات ہی نہیں یا پھر نماز جنازہ میں عام قراءت کی بات ہے حالانکہ اصل نزاع نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے بارے میں ہے، عام قراءت کے بارے میں نہیں۔ اگرچہ ان دلائل سے بحث کرنا خلط مبحث ہے لیکن ہم ان کا بھی تجزیہ کریں گے تاکہ قارئین کو معلوم ہو کہ ایک تو یہ دلائل اس مسئلے سے تعلق نہیں رکھتے، دوسرے ان کی استنادی حیثیت بھی اس پائے کی نہیں کہ ان سے استدلال کیا جا سکے۔ آیئے ملاحظہ فرمائیں:

⑦ فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی عام قراءت سے متعلق روایت

جناب انوار خورشید دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ لِفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ: هَلْ يُقْرَأُ عَلَى الْمَيِّتِ بِشَيْءٍ؟ قَالَ: لَا. (مصنف ابن أبي شيبة: ٢٩٩/٣)

حضرت موسیٰ بن علی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت فضالہ بن عبید سے دریافت کیا کہ میت پر نماز جنازہ میں قراءت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ (حدیث اور اہلحدیث، ص: 867)

تجزیہ

① اس روایت میں سورۂ فاتحہ کی ممانعت تو کجا نماز جنازہ ہی کا ذکر تک نہیں۔ اس میں تو میت کے پاس کھڑے ہو کر قرآنِ کریم کی کوئی قراءت کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو صحابیٔ رسول نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ جناب انوار خورشید دیوبندی صاحب نے خوامخواہ اس روایت کا ترجمہ کرتے ہوئے اس میں نماز جنازہ کا لفظ گھسیڑ دیا ہے، حالانکہ اس روایت میں ایسی کوئی بات نہیں۔

ہم پہلے باب میں بیان کر چکے ہیں کہ نماز جنازہ ایک مستقل نماز ہے، سورۂ فاتحہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے نماز کہا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی۔ نیز نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ ایسے صریح دلائل کے مقابلے میں اس طرح کی مبہم روایات پیش کرنا کوئی انصاف نہیں۔

صحابہ کرام کا صریح عمل کیوں قبول نہیں؟

② اگر کسی صحابی کے قول و فعل پر ہی اعتماد کرنا ہے تو سیدنا ابن عباس، سیدنا ابوامامہ بن سہل، سیدنا حبیب بن مسلمہ اور سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہم پر کیوں اعتماد نہیں کیا گیا جنھوں نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو اپنے قول یا فعل سے ثابت کیا ہے، سیدنا ابن عباس اور سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہم نے تو اسے صریحاً سنت بھی قرار دیا ہے؟ کیا یہ انصاف ہے کہ کئی صحابہ کرام اگر نماز جنازہ میں خاص سورۂ فاتحہ کا نام بھی لیں اور اسے قولاً یا فعلاً سنت بھی کہیں تو ان پر اعتماد نہ کیا جائے اور سورۂ فاتحہ کو سنت قرار نہ دیا جائے لیکن اگر ایک صحابی کسی میت کے پاس کھڑے ہو کر عمومی قراءت کی نفی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے تو اس پر بھرپور اعتماد کرتے ہوئے اسے نماز جنازہ میں خاص سورۂ فاتحہ کی ممانعت کی دلیل بنا لیا جائے؟

⑧ امام شعبی سے منسوب ایک اور ''ضعیف'' روایت!

جناب انوار صاحب مزید لکھتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، وَعَنْ أَبِي الْحَصِينِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَا: لَيْسَ فِي الْجِنَازَةِ قِرَائَةٌ. (مصنف ابن أبي شيبة: ٢٩٩/٣)

ابراہیم نخعی اور امام شعبی فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں قراءت نہیں۔

(حدیث اور اہلحدیث، ص: 865)

تجزیہ

① یہ روایت بھی امام شعبی اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے ثابت نہیں کیونکہ عبداللہ بن ایاس راوی کی توثیق معلوم نہیں ہوسکی۔

② اس غیر ثابت شدہ روایت میں بھی جنازے میں فاتحہ کی ممانعت کی کوئی بات نہیں بلکہ مطلق قراءت کی بات ہے۔ فاتحہ کے علاوہ جنازے میں کسی قراءت کو ہم بھی فرض نہیں کہتے۔

③ رسول اللہ ﷺ کی واضح سنت، صحابہ کرام کے اقوال و افعال اور تابعین و اسلاف کے عملی تواتر کے خلاف اس طرح کی ''ضعیف'' اور مبہم روایات بھلا لائق حجت کیسے بن سکتی ہیں؟

⑨ امام عطاء رحمہ اللہ سے متعلق ''ضعیف'' روایت!

جناب محمد امین اوکاڑوی صاحب وغیرہ نے یہ دلیل بھی پیش کی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ حَجَّاجٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَطَاءً عَنِ الْقِرَائَةِ عَلَى الْجَنَازَةِ،
فَقَالَ: مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا. (مصنف ابن أبي شيبة: ٢٩٩/٣)

حجاج بن ارطاۃ کہتے ہیں کہ میں نے امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے جنازے پر قراءت کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: ہم نے اس بارے میں نہیں سنا۔ (مجموعہ رسائل: 255/1)

تجزیہ

① یہ بات امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے ثابت نہیں کیونکہ ایک تو اس کی سند میں حفص بن غیاث راوی ''مدلس'' ہیں، انہوں نے سماع کی تصریح نہیں کی۔ دوسرے حجاج بن ارطاۃ راوی ''ضعیف'' اور ''مختلط'' ہے۔ اس روایت سے استدلال کرنا اوکاڑوی صاحب اور ان کے ہم نواؤں کا ہی حوصلہ ہے۔

② زیر بحث مسئلہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے بارے میں ہے نہ کہ عام قراءت کے بارے میں۔ سورۂ فاتحہ تو بقولِ ربّ العالمین نماز ہے اور بقولِ رحمۃ للعالمین اس کے بغیر کوئی نماز قبول نہیں ہوتی، جبکہ عام قراءت قرآن وسنت کی رُو سے نہ نماز ہے نہ نماز کے لیے شرطِ صحت۔

امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ اور فقہ حنفی

③ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کی ممانعت تو ثابت نہیں ہو سکی البتہ اُن کا یہ فتویٰ صحیح ثابت ہے کہ نماز میں ہنسنے والے شخص کی نماز تو ٹوٹتی ہے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (مصنف ابن أبي شيبة: 387/1، وسندہٗ صحيحٌ)

امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی مخالفت میں بغیر دلیل کے فقہ حنفی کا فتویٰ ہے کہ نماز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہنسنے سے نماز بھی ٹوٹتی ہے اور وضو بھی۔ کیا دیوبندی اور حنفی بھائی امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے اس فتوے کو تسلیم کریں گے جو کہ قرآن وسنت کے عین موافق بھی ہے اور ان سے صحیح ثابت بھی ہے؟

امام عطاء رحمہ اللہ اور اوکاڑوی صاحب کی تضاد بیانی

جناب اوکاڑوی صاحب نماز میں اونچی آواز سے آمین کہنے کے بارے میں ایک خودساختہ وجعلی مناظرہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> (اہل حدیث) کہنے لگا: عطاء نے دوسو صحابہ کو آمین کہتے دیکھا۔ میں (اوکاڑوی) نے کہا: سرے سے یہ ہی ثابت نہیں کہ عطاء کی ملاقات دوسو صحابہ سے ہوئی ہو۔ (مجموعہ رسائل :140/1)

لیکن جب نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کے بارے میں اپنے موقف کے مطابق اوکاڑوی صاحب کو ایک ''ضعیف'' روایت مل گئی تو ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' کا مصداق بنتے ہوئے وہ کہنے لگے:

> مکہ مکرمہ بھی اسلام اور مسلمانوں کا مرکز ہے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح یہاں کے مفتی ہیں۔ دوسو صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ خود جلیل القدر تابعی ہیں اور آپ کے شاگرد تبع تابعین ہیں۔ پورا خیر القرون ان کی نظر میں ہے۔ (مجموعہ رسائل :255/1)

سبحان اللہ! یہ ہے اوکاڑوی صاحب کی انصاف پسندی کہ اپنے خلاف کوئی بات آئے تو عطاء رحمہ اللہ کی دوسو صحابہ سے ملاقات سرے سے ہی ثابت نہ ہو لیکن اسی کتاب میں صرف چند صفحات بعد جب اپنے موافق ''ضعیف'' روایت بھی مل جائے تو فوراً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عطاء رحمہ اللہ کو دو سو صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہو جائے۔اب فیصلہ دیوبندی بھائیوں کے ہاتھ میں ہے،وہ بتائیں کہ کیا یہ تعصبِ مذہبی اور تضاد بیانی نہیں؟ کیا اسے دین اسلام کی خدمت کا نام دیا جا سکتا ہے؟

⑩ طاؤس اور عطاء رحمہما اللہ سے متعلق ''ضعیف'' روایت

جناب انوار خورشید صاحب لکھتے ہیں:

عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ وَعَطَاءٍ أَنَّهُمَا يُنْكِرَانِ الْقِرَاءَةَ عَلَى الْجَنَازَةِ. (مصنف ابن أبي شيبة: ٢٩٩/٣)

حضرت ابو طاؤس اپنے والد طاؤس اور حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت کرتے ہیں کہ یہ دونوں بزرگ نماز جنازہ میں قراءت کا انکار کرتے تھے۔

(حدیث اور اہلحدیث،ص: 866,865)

تجزیہ

① یہ بات امام طاؤس اور عطاء بن ابی رباح رحمہما اللہ سے ثابت نہیں کیونکہ اس کی سند میں زمعہ بن صالح راوی ''ضعیف'' ہے۔

② گزشتہ صفحات میں ہمارے دیوبندی بھائی یہ جان چکے ہیں کہ وہ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی وہ بات نہیں مانتے جو اُن سے صحیح ثابت ہوتی ہے۔اس کی مثال بھی ہم عرض کر چکے ہیں۔پھر اُن کی طرف منسوب ''ضعیف'' اور مبہم روایات کو ہمارے خلاف پیش کرنے سے بھلا کیا فائدہ ہو گا؟

⑪ بکر بن عبد اللہ رحمہ اللہ کی ''ضعیف'' روایت!

جناب انوار خورشید صاحب لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: لَا أَعْلَمُ فِيهَا قِرَائَةً. (مصنف ابن أبي شيبة: ٢٩٩/٣)

حضرت بکر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نماز جنازہ میں قراءت کو نہیں جانتا۔

(حدیث اور اہلحدیث، ص: 866)

تجزیہ

① یہ بات بکر بن عبداللہ رحمہ اللہ سے ثابت نہیں کیونکہ ان سے بیان کرنے والے راوی اسحاق بن سوید کا اُن سے سماع ثابت نہیں۔

② اگر بالفرض انہیں علم نہیں ہو سکا تو کیا ہوا؟ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام کو جو علم تھا کیا وہ کافی نہیں؟ کیا اس مسئلے میں بکر بن عبداللہ رحمہ اللہ کا علم حجت بن گیا ہے؟

③ اس ''ضعیف'' روایت میں بھی سورۂ فاتحہ کی قراءت کی کوئی بات نہیں۔ زیر بحث خاص سورۂ فاتحہ کی قراءت ہے نہ کہ عام قراءت، لہٰذا ایسی مبہم دلیلیں کام نہیں دیں گی۔

⑫ میمون بن مہران کی ''ضعیف'' روایت!

جناب انوار خورشید صاحب لکھتے ہیں:

عَنْ مُفَضَّلٍ، قَالَ: سَأَلْتُ مَيْمُونًا عَلَى الْجِنَازَةِ قِرَائَةٌ أَوْ صَلَاةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: مَا عَلِمْتُ. (مصنف ابن أبي شيبة: ٢٩٩/٣)

حضرت مفضل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت میمون سے نماز جنازہ میں قراءت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا درود کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں۔
(حدیث اور اہلحدیث، ص:866)

تجزیہ

① اس سند میں مفضل نہیں بلکہ معقل راوی ہے، جیسا کہ تہذیب الآثار (الجزء المفقود، الرقم: 260) میں ہے۔ بعض جگہ غلطی سے مفضل چھپ گیا ہے اور اس طرح ہو جانا کچھ بعید نہیں، لیکن جس شخص نے تحقیق کی غرض سے سند کی پڑتال کرنی ہو اور صحت وضعف کا التزام کرنا ہو، اسے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ آنکھیں بند کر کے مکھی پر مکھی مارے جائے اور اتنا غور بھی نہ کرے کہ مفضل نامی راوی نہ تو امام عبدالرحمٰن بن مہدی کے اساتذہ میں موجود ہے جو یہاں شاگرد ہیں، نہ مفضل نامی کوئی شخص میمون بن مہران کے شاگردوں میں موجود ہے جو یہاں استاذ ہیں۔

اس کے برعکس معقل بن عبید اللہ جزری راوی کتب رجال میں میمون بن مہران کے شاگردوں کی فہرست میں موجود ہیں، اسی طرح میمون بن مہران، معقل بن عبید اللہ کے اساتذہ کی فہرست میں موجود ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ میمون بن مہران نسبت کے لحاظ سے "جزری" ہیں اور معقل بن عبید اللہ بھی "جزری" ہیں۔

اگر تھوڑا سا غور کیا جائے تو محقق اس غلطی پر متنبہ ہو سکتا ہے۔ مکتبہ الرشد سے شائع شدہ نسخے میں محققین نے یہ صراحت کر بھی دی ہے لیکن جناب انوار صاحب نے صرف ٹائٹل پر لفظ تحقیق لکھ کر تحقیق والا فرض ادا کر لیا تھا۔ بعد میں وہ اس "شجر ممنوعہ" کے قریب تک نہیں گئے۔ پوری کتاب میں کہیں تحقیق کا دور دور تک نشان نظر نہیں آتا۔ جگہ جگہ بے سند اور من گھڑت روایات ہماری اس بات کی تصدیق کے لیے کافی ہیں۔

② اس روایت کی سند متصل نہیں کیونکہ امام عبدالرحمٰن بن مہدی کا معقل بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبیداللہ جزری سے سماع ثابت نہیں ہو سکا۔

دیوبندی بھائیوں کا دوہرا معیار

③ اس غیر ثابت روایت میں امام میمون بن مہران رحمہ اللہ قراءت کے ساتھ ساتھ درُود سے بھی لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں، یعنی اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کیا جائے تو میمون بن مہران رحمہ اللہ نے نماز جنازہ میں درود کے حوالے سے بھی کوئی بات نہیں سنی تھی۔

اُدھر طلحہ بن عبد اللہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بارے میں پوچھیں تو جناب انوار صاحب کہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس دَور میں نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کا کوئی ''اتہ پتہ'' نہ تھا اور اوکاڑوی صاحب کہیں کہ اُس دور میں کوئی ایسا کرتا نہ تھا، اس لیے یہ سوال ہوا لیکن اب وہ خود ایسی روایت پیش کر رہے ہیں جس میں درود کے حوالے سے ایک تابعی لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ وہ نماز جنازہ میں درور کو بھی یہ کہہ کر منع کر دیں کہ تابعین کے دور میں کسی کو اس کا ''اتہ پتہ'' نہ تھا۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو پھر ﴿اَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُونَ بِبَعْضٍ﴾ کے مصداق بن کر آدھی بات کو کیوں مانتے ہیں؟

⑬ سالم تابعی کی روایت!

جناب انوار خورشید دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سَارَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ سَالِمًا، فَقُلْتُ: الْقِرَائَةُ عَلَى الْجَنَازَةِ؟ فَقَالَ: لَا قِرَائَةَ عَلَى الْجَنَازَةِ.

(مصنف ابن أبي شيبة: ۲۹۹/۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت محمد بن عبداللہ بن ابی سارہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سالم سے دریافت کیا کہ نماز جنازہ میں قراءت کروں؟ تو آپ نے فرمایا: نماز جنازہ میں قراءت نہیں ہے۔ (حدیث اور اہلحدیث، ص: 866)

تجزیہ

① اس روایت میں بھی نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ سے منع نہیں کیا گیا، بلکہ اس سے مراد سورۂ فاتحہ کے علاوہ والی قراءت ہی ہوگی جیسا کہ دوسری روایات سے عیاں ہے۔ اگر سالم رحمہ اللہ کی مراد نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی نفی ہے تو ان کی یہ بات رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے خلاف ہے، جسے قبول نہیں کیا جا سکتا۔

⑭ ابراہیم نخعی کے متعلق ایک ''ضعیف'' روایت

جناب انوار خورشید دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: سَأَلْتُهُ: أَيُقْرَأُ عَلَى الْمَيِّتِ بِشَيْءٍ إِذَا صُلِّيَ عَلَيْهِ؟ قَالَ: لَا. (مصنف عبد الرزاق: ٤٩١/٣)

حضرت حماد کہتے ہیں کہ انہوں نے ابراہیم نخعی سے دریافت کیا کہ کیا نماز جنازہ میں قراءت کی جا سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔

(حدیث اور اہلحدیث، ص: 868,867)

تجزیہ

① یہ بات امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے ثابت ہی نہیں کیونکہ اس کی سند میں ایک تو امام سفیان ثوری کی تصریحِ سماع موجود نہیں، دوسرے حماد بن ابی سلیمان ''مختلط'' بھی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② اس ''ضعیف'' روایت میں بھی سورۂ فاتحہ کی ممانعت کا اشارہ تک نہیں۔
کسی تابعی کے عام قراءت کی نفی کرنے سے خاص سورۂ فاتحہ کی ممانعت ثابت نہیں ہو سکتی ، خصوصاً جب رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام اور جمہور تابعین سے نماز جنازہ میں صراحتاً سورۂ فاتحہ کی قراءت ثابت ہو۔

⑮ امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ کا قول!

جناب انوار خورشید دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

قَالَ سَحْنُونَ: قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ: أَيُّ شيءٍ يُقَالُ عَلَى الْمَيِّتِ فِي قَوْلِ مَالِكٍ؟ قَالَ: الدُّعَاءُ لِلْمَيِّتِ، قُلْتُ: فَهَلْ يُقْرَأُ عَلَى الْجَنَازَةِ، فَمَا قَوْلُ مَالِكٍ؟ قَالَ: لَا...... ابْنُ وَهْبٍ عَنْ رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَعُبَيدِ بْنِ فَضَالَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَوَاثَلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، وَالْقَاسِمِ، وَسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَابْنِ الْمُسَيَّبِ، وَرَبِيعَةَ، وَعَطَاءٍ، وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا يَقْرَؤُونَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ، وَقَالَ مَالِكٌ: لَيْسَ ذٰلِكَ بِمَعْمُولٍ بِهِ، إِنَّمَا هُوَ الدُّعَاءُ، أَدْرَكْتُ أَهْلَ بِلَادِنَا عَلَى ذٰلِكَ. (المدوّنة الكبرٰى: ١٧٤/١)

حضرت سحنون فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے دریافت کیا کہ حضرت امام مالک کے قول میں میت پر کیا پڑھنا چاہیے؟ فرمایا: میت کے لیے دعا، میں نے کہا: کیا امام مالک کے قول کے مطابق نماز جنازہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں قراءت ہوتی ہے؟ فرمایا: نہیں۔ابن وہب کہتے ہیں کہ بہت سے اہل علم، مثلاً حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبید بن فضالہ، حضرت واثلہ بن اسقع، حضرت قاسم بن محمد، حضرت سالم بن عبداللہ، حضرت سعید بن میتب، حضرت عطاء بن ابی رباح، حضرت یحییٰ بن سعید نماز جنازہ میں قراءت نہیں کیا کرتے تھے۔ ابن وہب فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالک نے فرمایا: ہمارے شہر مدینہ طیبہ میں اس پر عمل نہیں۔نماز جنازہ صرف دعا ہے۔میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے۔'' (حدیث اور الحدیث،ص: 870,869)

تجزیہ

① اس عبارت میں سورۂ فاتحہ کی ممانعت کے بارے میں کوئی ایک لفظ بھی نہیں۔امام مالک رحمہ اللہ نمازِ جنازہ کو دعا قرار دے کر عام قراءت سے لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں، سورہ فاتحہ پوری کی پوری دُعا ہی تو ہے۔حدیثِ قدسی میں سورہ فاتحہ کو نماز اور دعا قرار دیا جاچکا ہے۔اس پر تفصیل درکار ہوتو وہ بابِ اول میں گزر چکی ہے۔

② رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سے نماز جنازہ میں خاص سورۂ فاتحہ کے سنت ثابت ہو جانے کے بعد امام مالک اور دیگر اہل علم سے منقول عام قراءت والی روایات پیش کرنے سے کیا فائدہ ہوگا، سوائے اس کے کہ اپنے ساتھیوں کو ''طفل تسلی'' دی جاسکے۔

دیگر ائمہ دین کا صریح عمل کیوں قبول نہیں؟

③ امام مالک رحمہ اللہ سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت سے ممانعت تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثابت نہیں ہو سکی، البتہ ہم نے بابِ اوّل کی پانچویں فصل میں امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن راہویہ، امام ابن منذر، امام دارقطنی، امام بیہقی وغیرہم سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ نماز جنازہ میں خاص سورۂ فاتحہ کی قراءت کے قائل تھے۔ کیا امام مالک رحمہ اللہ کی مبہم بات پیش کرنے والے حنفی بھائی مذکورہ ائمہ دین کی صریح اور صحیح بات ماننے کے لیے تیار ہوں گے؟

④ اس عبارت میں بغیر سند کے بہت سے صحابہ کرام کی طرف نماز جنازہ میں قراءت کی ممانعت منسوب کی گئی ہے۔ احناف کے دلائل کے ضمن میں ان صحابہ کرام کی روایات کی جو اسانید ملی ہیں، ان پر تفصیلی بحث کر دی گئی ہے، اس سلسلے میں وہیں رجوع کر لیا جائے۔

اہل مدینہ کا عمل اور احناف!

اس مسئلہ میں جناب اوکاڑوی صاحب اور ان کے فیض یافتہ جناب انوار خورشید صاحب نے اہل مدینہ کا عمل بڑے پرتپاک انداز میں پیش کیا ہے اور اس پر سرخیاں جمائی ہیں، حالانکہ خود احناف اہل مدینہ کے عمل کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ ان کے بیسیوں ایسے عمل پیش کیے جا سکتے ہیں، جن میں وہ حدیثِ نبوی اور اہل مدینہ کے عمل کے سراسر خلاف ہیں۔ یہیں پر بس نہیں، بلکہ احناف اصولی طور پر اہل مدینہ کو کوئی وقعت ہی نہیں دیتے، جیسا کہ؛

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ سَائِرَ أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ غَيْرَ الْكُوفَةِ كَانُوا مُنْقَادِينَ لِعِلْمِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، لَا يَعُدُّونَ أَنْفُسَهُمْ أَكْفَاءَ فِي الْعِلْمِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اہل کوفہ (احناف) کے علاوہ باقی تمام مسلمان علاقوں کے علماء، اہل مدینہ کے علم کے معترف تھے اور اپنے آپ کو علم میں اہل مدینہ کے برابر نہیں سمجھتے تھے۔

(صحّة مذهب أهل المدينة، ص:21)

اگر اہل مدینہ اور احناف کے مذہب کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تو بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ احناف اکثر مسائل میں اہل مدینہ کے مخالف ہیں۔اس سلسلے میں ایک ہی مثال پر غور فرمائیں، شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَإِنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ وَسَائِرِ الْأَمْصَارِ وَفُقَهَاءَ الْحَدِيثِ يُحَرِّمُونَ كُلَّ مُسْكِرٍ، وَإِنَّ كُلَّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَّحَرَامٌ، وَإِنَّ مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ؛ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ، وَلَمْ يَتَنَازَعْ فِي ذٰلِكَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ، لَا أَوَّلُهُمْ وَلَا آخِرُهُمْ، سَوَاءً كَانَ مِنَ الثِّمَارِ أَوِ الْحُبُوبِ أَوِ الْعَسَلِ أَوْ لَبَنِ الْخَيْلِ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ، وَالْكُوفِيُّونَ لَا خَمْرَ عِنْدَهُمْ إِلَّا مَا اشْتَدَّ مِنْ عَصِيرِ الْعِنَبِ، فَإِنْ طُبِخَ قَبْلَ الِاشْتِدَادِ حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثَاهُ؛ حَلَّ، وَنَبِيذُ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ مُحَرَّمٌ إِذَا كَانَ مُسْكِرًا نَيِّئًا، فَإِنْ طُبِخَ أَدْنٰى طَبْخٍ؛ حَلَّ وَإِنْ أَسْكَرَ، وَسَائِرُ الْأَنْبِذَةِ تَحِلُّ وَإِنْ أَسْكَرَتْ، لٰكِنْ يُحَرِّمُونَ الْمُسْكِرَ مِنْهَا.

اہل مدینہ، باقی تمام علاقوں کے علماء اور فقہائے حدیث ہر نشہ آور چیز کو حرام قرار دیتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ ہر نشہ آور چیز شراب ہی ہے جو کہ حرام ہے۔ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ لائے، اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔اس سلسلے میں اہل مدینہ کی مخالفت نہ پہلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے کی نہ بعد والوں نے۔شراب چاہے پھلوں کی ہو یا غلے کی،شہد کی ہو یا گھوڑیوں کے دودھ کی یا اس کے علاوہ کسی اور چیز کی (سب حرام ہیں)۔لیکن اہل کوفہ (احناف) کے نزدیک شراب صرف انگوروں کے شیرے کے گاڑھے ہو کر جوش مارنے سے بنتی ہے۔اگر انگور کے شیرے کو جوش مارنے سے پہلے پکایا جائے حتی کہ وہ ایک تہائی رہ جائے تو وہ بھی حلال ہو جاتا ہے۔ان کے نزدیک کھجور اور منقے کی نبیذ اس وقت حرام ہو گی جب وہ نشہ آور اور کچی ہو لیکن اگر اسے پکا لیا جائے تو وہ حلال ہو جاتی ہے چاہے نشہ آور ہی ہو۔باقی سارے نبیذ مطلق طور پر حلال ہیں اگرچہ وہ نشہ آور ہی ہوں۔جبکہ وہ (اہل مدینہ اور فقہائے حدیث) نشہ آور نبیذ کو حرام قرار دیتے ہیں۔

(صحّة مذهب أهل المدينة، ص: 42،41)

چند سطروں بعد شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَمَنْ تَدَبَّرَ الْأَحَادِيثَ الصَّحِيحَةَ فِي هٰذَا الْبَابِ؛ عَلِمَ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَتْبَعُ لِلسُّنَّةِ.

جو شخص اس سلسلے میں صحیح احادیث پر غور کرے گا، جان لے گا کہ اہل مدینہ سب سے بڑھ کر سنت کی پیروی کرنے والے ہیں۔

(صحّة مذهب أهل المدينة: ص 42)

اب انوار خورشید صاحب بتائیں کہ اہل مدینہ کی بات کون مانتا ہے اور ان کی مخالفت کون کرتا ہے؟ کیا یہی انصاف ہے کہ ایک مبہم عبارت کی بنا پر دوسروں کو اہل مدینہ کی مخالفت کا طعنہ دیا جائے اور خود اہل مدینہ کے ایسے مذہب کی صریح اور کھلی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخالفت کی جائے جو صحیح احادیث سے بھی ثابت ہو؟

یہ ہے ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' والی بات!

یہی بات حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (456ھ) نے یوں لکھی ہے:

وَهُمْ يُعَظِّمُونَ خِلَافَ الْعَمَلِ بِالْمَدِينَةِ، وَهٰهُنَا أَرَيْنَاهُمْ عَمَلَ الصَّحَابَةِ، وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَالزُّهْرِيِّ؛ عُلَمَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، وَخَالَفُوهُمْ.

احناف اہل مدینہ کے خلاف عمل کو بہت بڑا جرم قرار دیتے ہیں لیکن اس (جنازہ میں فاتحہ کے) مسئلے میں ہم نے انہیں صحابہ کرام، سعید بن مسیّب، ابو امامہ اور زہری رحمہ اللہ کا عمل دکھایا ہے جو سارے کے سارے اہل مدینہ کے علمائے کرام ہیں جبکہ احناف ان کی مخالفت کر رہے ہیں۔

(المحلّی: 131/5)

اب بھی اگر حنفی بھائی ہمارے خلاف اہل مدینہ کا عمل پیش کریں تو یہ قطعاً انصاف نہیں ہوگا!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم

صریح نصوص کے مقابلے میں قیاسی دلائل

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام اور جمہور تابعین سے ثابت ہے۔احناف کو اس سلسلے میں اپنا فقہی مذہب بچانے کے لیے جب کوئی دلیل نہیں ملی تو وہ واضح نصوص کے خلاف قیاس کرنے پر اتر آئے۔اب اس قیاس کی کیا حیثیت ہوگی جو رسول اللہ ﷺ کی سنت، صحابہ کرام کے عمل اور جمہور تابعین کے فتوے کے خلاف ہو؟ لیکن احناف ہیں کہ اس سے باز نہیں آتے۔احناف کے قیاسات ملاحظہ فرمائیں:

① سب تکبیروں کے بعد فاتحہ کی قراءت کیوں نہیں؟

مولانا ظفر احمد تھانوی دیوبندی صاحب، امام طحاوی حنفی سے نقل کرتے ہیں:

وَلَمَّا لَمْ تُقْرَأْ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الثَّانِيَةِ؛ دَلَّ عَلٰى أَنَّهَا لَا تُقْرَأُ، أَيْ وُجُوبًا فِيمَا قَبْلَهَا، لِأَنَّ كُلَّ تَكْبِيرَةٍ قَائِمَةٌ مَقَامَ رَكْعَةٍ.

جب سورۂ فاتحہ کی قراءت دوسری تکبیر کے بعد نہیں کی جاتی تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی قراءت پہلی تکبیر کے بعد بھی واجب نہیں کیونکہ ہر تکبیر ایک رکعت کے قائم مقام ہوتی ہے۔(إعلاء السنن: 2567/6)

اسی طرح جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب بھی نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرض قرار دینے والوں کے خلاف لکھتے ہیں:

فَقُلْتُ لَهُمْ أَنِ اقْرَؤُوا بِهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، لِأَنَّ كُلَّ تَكْبِيرَةٍ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ تَقُومُ مَقَامَ رَكْعَةٍ، فَأَوْلٰى لَكُمْ أَنْ تَقْرَؤُوا بِهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِهَا .

میں ان سے کہتا ہوں کہ وہ سورۂ فاتحہ کو چار مرتبہ پڑھا کریں کیونکہ نماز جنازہ میں ہر تکبیر ایک رکعت کے قائم مقام ہوتی ہے۔تمہارے لیے زیادہ مناسب یہ ہے کہ تم اسے چار مرتبہ ہی پڑھو کیونکہ اس شخص کی کوئی نماز ہی نہیں ہوتی جو سورۂ فاتحہ کی قراءت نہیں کرتا۔(فيض الباري: 474/2)

تجزیہ

① نہ جانے کس دلیل سے امام طحاوی حنفی اور علامہ انور شاہ کشمیری صاحبان نماز جنازہ کی چار رکعتیں باور کرا رہے ہیں؟ کیا رسول اللہ ﷺ یا کسی صحابی نے نماز جنازہ کی ہر تکبیر کو ایک رکعت کے قائم مقام کہا ہے؟

نص کے مقابلے میں قیاس کیوں؟

② جب رسول اللہ ﷺ کی سنت سے نماز جنازہ کا یہ طریقہ ثابت ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ کی قراءت، دوسری کے بعد درود، تیسری کے بعد میت کے لیے دعا اور چوتھی کے بعد سلام اور قراءت صرف پہلی تکبیر کے بعد ہے۔

(مصنف عبد الرزاق: 489/3، مصنف ابن أبي شيبة: 296/3، فضل الصلاة على النبي للامام إسماعيل القاضي، نقلًا عن ابن حجر في التلخيص الحبير: 287/2، سنن النسائي: 1989، المنتقىٰ لابن الجارود: 540، مسند الشاميين للطبراني: 160/4، رقم الحديث: 3000، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو اتنی صراحت کے بعد اس طرح کے فضول قیاسات کی کیا تُک ہے؟ کیا قرآن و سنت کی نصوص کے مقابلے میں قیاس کرنا کسی مسلمان کا کام ہو سکتا ہے؟

② جنازہ میں تشہد اور فاتحہ کی ممانعت کا استدلال!

علامہ ابن ترکمانی حنفی بھی امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

وَلَمَّا لَمْ يُتَشَهَّدْ فِي آخِرِهَا؛ دَلَّ عَلٰى أَنَّهٗ لَا قِرَائَةَ فِيهَا.

نماز جنازہ کے آخر میں تشہد نہیں کیا جاتا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں قراءت بھی نہیں ہے۔(الجوهر النقي على سنن البيهقي : 39/4)

تجزیہ

① جب صحیح احادیث کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت ثابت ہو چکی ہے، صحابہ کرام اسی کے عامل رہے ہیں اور جمہور تابعین کا یہی مذہب تھا تو صرف ایک قیاس کی وجہ سے اسے چھوڑنا کیسے جائز ہوا؟ صریح احادیث کی موجودگی میں اپنے اختراعی قیاسات سے کام لینا درست نہیں۔

کیا یہ قیاس بھی درست ہے؟

② کیا ایک رکن (آخری تشہد) کے ختم ہونے سے دوسرے رکن (قراءت) کی ممانعت ثابت ہوتی ہے؟ اگر کل کلاں کوئی نماز جنازہ میں قیام کی فرضیت کا انکار کرتے ہوئے یہ کہنے لگے کہ چونکہ نماز جنازہ میں تشہد فرض نہیں، لہٰذا اس میں قیام بھی فرض نہیں بلکہ منع ہے.......... تو کیا اس کی بات درست ہو گی؟

③ مذکورہ دونوں قیاسات انتہائی بے تکے اور قابل گرفت ہیں۔ ان میں تکلف کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (773-852ھ) نے اسی لیے ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیاسات کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے:

وَلَا يَخْفٰى مَا يَجِيءُ عَلٰى كَلَامِهٖ مِنَ التَّعَقُّبِ، وَمَا يَتَضَمَّنُهٗ اسْتِدْلَالُهٗ مِنَ التَّعَسُّفِ.

امام طحاوی حنفی کی کلام میں جو قابل گرفت باتیں ہیں اور ان کے استدلال میں جو تکلف ہے، وہ سب کچھ بہت واضح ہے۔ (فتح الباري: 204/3)

③ جنازہ میں دعائے استفتاح کیوں نہیں؟

علامہ انور شاہ کشمیری صاحب مزید لکھتے ہیں:

ثُمَّ هِيَ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى، فَفَاتَ عَنْهُمُ الِاسْتِفْتَاحُ ......

پھر یہ (سورۂ فاتحہ کی قراءت) شوافع کے ہاں پہلی تکبیر کے بعد ہے، لہٰذا ان سے دعائے استفتاح رہ گئی...... (فيض الباري: 474/2)

تجزیہ

① دیوبندی دوستوں کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ کی قراءت کسی خاص فرقے کا عمل نہیں بلکہ رسولِ اکرم ﷺ کی سنت ہونے کی بنا پر قرآن وسنت پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کا معمول ہے۔ بابِ اوّل میں بڑی وضاحت کے ساتھ تمام دلائل شرعیہ بیان کر دیے گئے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ ان دلائل کی بنا پر صحابہ کرام، جمہور تابعین اور ائمہ دین اس پر عمل کرتے رہے ہیں۔ وہاں ان کے نام بھی باحوالہ درج کیے گئے ہیں، لہٰذا اسے صرف شوافع کی طرف منسوب کرنا ناانصافی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② رسولِ اکرم ﷺ سے نماز جنازہ میں جو طریقہ ثابت ہے، ہم اس سے تجاوز نہیں کرتے۔ ہم اسی فصل کے آغاز میں اختصاراً اور بابِ اوّل میں بڑی تفصیل سے صحیح سند کے ساتھ یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ نماز جنازہ میں رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارک یہ تھا کہ آپ پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ کی قراءت کرتے تھے۔ ہم اسی نبوی طریقے کے مطابق پہلی تکبیر کے بعد قراءت کرتے ہیں۔ نماز جنازہ میں دعائے استفتاح، یعنی ثنا پڑھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

سنت سے انحراف اور بدعت کی پابندی

③ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت جو کہ سنت سے ثابت ہے، اس پر تو احناف عمل نہیں کرتے، البتہ اپنی خودساختہ جَلَّ ثَنَاؤُكَ والی ثنا ضرور پڑھتے ہیں اور اس کے رہ جانے پر انہیں دوسروں کے بارے میں افسوس ہوتا ہے، پھر بھی اپنے آپ کو اہل سنت کہلواتے ہیں۔ کتنے تضاد کا شکار ہیں یہ لوگ؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل چہارم

موضوع سے متعلق دلائل ...... نہ دارد!

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراء ت تو سنتِ رسول اور فتاویٰ صحابہ سے صریحاً ثابت ہے جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے، لیکن قارئین کرام کو یہ جان کر بہت حیرانی ہو گی کہ اس سے منع کرنے والوں کے پاس ایک بھی ایسی حدیث نہیں جس میں نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ سے منع کیا گیا ہو، مگر پھر بھی وہ اس مسئلے میں اپنی پوری توانائیاں صرف کر رہے ہیں۔ آپ نے ان کے دلائل ملاحظہ فرمائے۔ اکثر دلائل کے بے سند اور ''ضعیف'' ہونے کے ساتھ ساتھ ان میں سے کوئی ایک بھی حدیث ایسی نہیں جس میں رسولِ اکرم ﷺ نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ سے منع فرمایا ہو۔

جب بات خاص سورۂ فاتحہ کی ہے اور ہم آپ ﷺ اور صحابہ کرام سے نماز جنازہ میں خاص سورۂ فاتحہ کی قراء ت کو سنت ثابت کر چکے ہیں تو اس سے روکنے کے لیے ایسے دلائل پیش کرنا کہاں کا انصاف ہے جن کا یا تو نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراء ت سے کوئی تعلق نہیں یا وہ غیر ثابت اور ''ضعیف'' ہیں؟

پورے ذخیرۂ حدیث سے احناف کو نماز جنازہ میں خاص سورۂ فاتحہ کی قراء ت سے روکنے کے لیے صرف دو روایات ملی ہیں، وہ یہ ہیں:

① ابو بردہ تابعی سے منسوب ''ضعیف'' روایت!

جناب انوار خورشید دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَقْرَأُ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ؟ قَالَ: لَا تَقْرَأْ. (مصنف ابن أبي شيبة: ۲۹۹/۳)

حضرت سعید اپنے والد ابو بردہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ میں نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کر لیا کروں؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں۔ (حدیث اور اہلحدیث، ص: 867)

تجزیہ

① یہ روایت ابو بردہ تابعی سے ثابت ہی نہیں کیونکہ اس کی سند میں ابو معاویہ ضریر نامی راوی ''مدلس'' ہیں۔ ایسا راوی جب سماع کی تصریح نہ کرے تو اس کی روایت بالاتفاق ''ضعیف'' ہوتی ہے۔

② رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام اور جمہور تابعین سے ثابت عمل کے مقابلے میں کسی ایک تابعی کا غیر ثابت شدہ عمل بھلا کسی مسلمان کو کیا فائدہ دے سکتا ہے؟

② ابو العالیہ تابعی کی ایک روایت

عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْقِرَائَةِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَقَالَ: مَا كُنْتُ أَحْسَبُ أَنَّ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ تُقْرَأُ إِلَّا فِي صَلَاةٍ فِيهَا رُكُوعٌ وَسُجُودٌ.

(مصنف ابن أبي شيبة: ۲۹۹/۳)

حضرت ابو المنہال فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو العالیہ الریاحی سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: میرا تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ خیال ہے کہ سورۂ فاتحہ صرف رکوع وسجود والی نماز ہی میں پڑھی جاتی ہے۔

(حدیث اور اہلحدیث، ص: 867,866)

تجزیہ

① یہ ابو العالیہ تابعی کا ذاتی قول ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کے ثابت ہو جانے کے بعد کسی کے قول پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔

جمہور تابعین کی بات کیوں قابل عمل نہیں؟

② اگر احناف حدیثِ رسول اور آثار صحابہ کو چھوڑ کر تابعین ہی کی بات ماننے پر مُصر ہیں تو پھر وہ ان جمہور تابعین کی بات کیوں نہیں مانتے جن سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کرنا منقول ہے۔ ہم بابِ اوّل کی فصل ششم میں تفصیل سے امام سعید بن مسیّب، امام حسن بصری، امام مکحول، امام ضحاک جیسے تابعین سے صحیح سند کے ساتھ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت ثابت کر چکے ہیں۔

احناف کی تنگدستی

احناف کے پاس یہی دو دلیلیں خاص سورۂ فاتحہ کے بارے میں ہیں لیکن ان میں سے ابو بردہ والی روایت ان سے ثابت ہی نہیں۔ اب ابوالعالیہ تابعی کا ایک قول ہی نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت سے روکنے کے لیے احناف کی اکلوتی دلیل ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کی سنت، صحابہ کرام کے عمل اور جمہور تابعین کرام کے مذہب کے خلاف صرف ابوالعالیہ کے ایک ذاتی قول پر اپنا مذہب استوار کرنا حنفی بھائیوں کا حوصلہ ہے۔

یہ ہے دلائل کے میدان میں احناف کی حالتِ زار!

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا! لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل پنجم

دلائل احناف
......
ایک نظر میں

قارئین کرام نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ سے منع کرنے کے حوالے سے احناف کے دلائل اور ان کا تجزیہ تفصیلاً ملاحظہ فرمایا۔ اس تفصیل کا خلاصہ چند الفاظ میں یہ ہے کہ احناف کے دلائل چار طرح کے ہیں:

① بے سند دلائل

اس مسئلے میں چار بے سر و پا روایات سے احناف نے دلیل لینے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ اسلام میں بے سند روایات کو کوئی وقعت نہیں دی جا سکتی۔

پہلی روایت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف اور دوسری روایت سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف و سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب تھی۔ یہ روایات جناب انوار خورشید صاحب نے المغنی لابن قدامہ اور بدائع الصنائع کے حوالے سے بیان کی ہیں جہاں ان کی کوئی سند موجود نہیں۔ ان میں سے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت کی طبرانی کبیر میں سند ملی تو اس کی حالت بھی قارئین نے ملاحظہ فرما لی۔

تیسری دلیل میں علامہ انور شاہ کشمیری صاحب نے جنازہ میں فاتحہ کو چھوڑنا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل قرار دیا ہے۔ اس کا انہوں نے کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔ چوتھی دلیل میں کشمیری صاحب ہی نے جنازہ میں فاتحہ کی قراءت نہ کرنے کو جمہور کا عمل ثابت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی کوشش کی ہے اور اسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے، حالانکہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے قبروں کے پاس قرآن کی قراءت کے حوالے سے جمہور کی یہ بات بیان کی ہے، پھر خود بعد میں اس بات کی وضاحت بھی کی ہے کہ اگر قبر کے پاس نماز جنازہ ادا کی جائے تو اس میں سورۂ فاتحہ کی قراءت نماز کی قراءت ہی شمار ہو گی، اسے قبر پر قراءت متصور نہیں کیا جائے گا۔

② بے جوڑ دلائل

احناف نے اس مسئلہ میں پندرہ دلائل ایسے بھی ذکر کیے ہیں جو نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ سے متعلق ہیں ہی نہیں۔ان میں سے صرف پانچ سند کے اعتبار سے ثابت ہیں۔

ان میں سے پہلی دلیل نماز جنازہ میں میت کے لیے خلوص کے ساتھ دعا کرنے کے بارے میں ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت سے سورۂ فاتحہ پہلی تکبیر کے بعد ثابت ہے اور میت کے لیے دعا تیسری تکبیر کے بعد ہوتی ہے، پھر یہ حدیث سورۂ فاتحہ سے مانع کیسے ہوئی؟ کیا خود رسولِ اکرم ﷺ نماز جنازہ میں میت کے لیے خلوص کے ساتھ دعا نہیں فرماتے تھے؟ اگر فرماتے تھے اور یقیناً فرماتے تھے تو آپ ﷺ نے ساتھ سورۂ فاتحہ کی قراءت بھی کی ہے۔اگر سورۂ فاتحہ کی قراءت آپ ﷺ کی دعا کو متاثر نہیں کرتی تھی تو آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے والوں کی دعا کو کیونکر متاثر کرے گی؟

دوسری دلیل سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے کہ وہ نماز جنازہ میں قراءت نہیں کرتے تھے۔اگر حنفی بھائیوں سے پوچھا جائے کہ کون سی قراءت نہیں کرتے تھے؟ تو ان کے پاس کوئی جواب نہیں۔ہم بھی کہتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ تو بقولِ ربّ تعالیٰ نماز ہی ہے اور بقولِ رسول اللہ ﷺ اس کے بغیر کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔ہاں سورۂ فاتحہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علاوہ عام قراءت نہ بھی کریں تو نماز جنازہ درست ہے۔سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اگر عام قراءت نہیں کرتے تھے تو اس سے سورۂ فاتحہ کی قراءت کیسے منع ہوگئی جس کا سنت ہونا خود رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث اور کئی صحابہ کرام کے عمل سے ثابت ہے؟

تیسری دلیل کے طور پر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ذکر کی گئی ہے جس میں سورۂ فاتحہ کا ذکر نہیں۔حالانکہ اختصاراً راوی نے اس کا ذکر نہیں کیا۔اس سے سورۂ فاتحہ کی ممانعت کیسے ثابت ہوگئی؟ اگر ذکر نہ ہونے سے ممانعت ثابت ہوتی ہے تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں دوسری، تیسری اور چوتھی تکبیر اور سلام پھیرنے کا بھی ذکر نہیں۔کیا یہ سب چیزیں بھی منع ہوں گی؟

چوتھی دلیل میں وہی صحیح بخاری والی حدیث ذکر کی گئی ہے جس میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو سنت کہا ہے۔اس سے انوکھا استدلال یوں کیا گیا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کی تو ایک تابعی نے ان سے اس بارے میں استفسار کیا۔اگر نماز جنازہ میں فاتحہ کی قراءت ایک معمول ہوتا تو اس پر تعجب کیوں کیا جاتا؟ حالانکہ ہر سوال تعجب کی بنا پر نہیں ہوتا۔اگر کسی ایک تابعی کو معلوم نہ بھی ہو تو اس سے رسول اللہ ﷺ کی سنت، صحابہ کرام کے عمل اور جمہور تابعین کے مذہب کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔

پانچویں دلیل یہ تھی کہ فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے میت پر قراءت کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔اس میں تو نہ جنازے کی بات ہے نہ فاتحہ کی۔اس سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی ممانعت کیسے ثابت ہوئی؟

یہ تھے پانچ دلائل جو باسند صحیح ثابت تھے۔ان میں سے کوئی بھی دلیل ایسی نہیں جس سے یہ ثابت ہو سکتا ہو کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت منع ہے۔دوسری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرف ہم بابِ اوّل میں احادیثِ صحیحہ، عمل صحابہ اور جمہور تابعین کے مذہب کی روشنی میں نماز جنازہ میں خاص سورۂ فاتحہ کی قراءت کو ثابت کر چکے ہیں۔

ان بے جوڑ دلائل میں سے باقی کے دس دلائل سنداً ثابت ہی نہیں۔ان میں سے پہلی دو روایات سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور امام شعبی تابعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہیں۔ ان میں سورۂ فاتحہ تو کجا، سرے سے قراءت کا ذکر ہی نہیں، سورۂ فاتحہ کی ممانعت کیسے ثابت ہو گئی؟ باقی کی آٹھ روایات مختلف تابعین اور ائمہ دین کی طرف منسوب ہیں۔وہ غیر ثابت ہونے کے ساتھ ساتھ سورۂ فاتحہ سے متعلق بھی نہیں۔ ان میں نماز جنازہ میں مطلق قراءت نہ کرنے کا ذکر ہے، حالانکہ عام قراءت کا ہماری بحث سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ہم تو خاص سورۂ فاتحہ کی قراءت کو ضروری قرار دیتے ہیں اور اسی بارے میں اپنے سارے دلائل ذکر کرتے ہیں۔لہٰذا عام قراءت کے بارے میں ''ضعیف'' روایات کا ذکر بھولی بھالی عوام کو طفل تسلی دینے کے سوا کسی کام کا نہیں۔

③ قیاسی دلائل

جب احناف کو نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی ممانعت کے بارے میں صحیح احادیث اور صحیح آثار صحابہ سے کوئی دلیل نہیں ملی تو انہوں نے عقلی میدان میں ٹامک ٹوئیاں مارنا شروع کر دیں۔حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کے عمل کے خلاف عقل سلیم کچھ نہیں سوچ سکتی۔ہاں! عقل سقیم جو چاہے سوچے، اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ایسا کرنا سوائے اپنی عقبیٰ خراب کرنے کے کچھ فائدہ نہ دے گا۔

④ خاص دلائل

احناف کے پاس صرف دو ایسی روایات ہیں جو زیر بحث مسئلے کے متعلق ہیں، یعنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن میں نماز جنازہ میں خاص سورۂ فاتحہ کی ممانعت موجود ہے۔ ان میں سے ایک ابوبردہ تابعی کی ہے جو کہ سنداً ''ضعیف'' اور غیر ثابت ہے، جبکہ دوسری ابوالعالیہ تابعی کی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ میرے خیال میں سورۂ فاتحہ کی قراءت صرف رکوع وسجود والی نمازوں میں کی جانی چاہیے۔یعنی رسول اللہ ﷺ کی سنتِ مبارکہ، صحابہ کرام کے عمل اور جمہور تابعین عظام کے فتوے کے خلاف احناف کے پاس ابوالعالیہ کا ایک ذاتی خیال اکلوتی دلیل کے طور پر موجود ہے۔ ابوالعالیہ کے اس خیال کے علاوہ احناف کے پاس دلائل کی دنیا میں جنازہ میں فاتحہ کی قراءت سے روکنے کے لیے کوئی دوسری دلیل موجود نہیں۔

اگر ہزار تابعین کا ذاتی خیال اور قیاس ایک طرف ہو اور صحیح سند سے ثابت ایک سنتِ رسول دوسری طرف ہو تو مسلمان کی نجات صرف اسی میں ہے کہ وہ ہزار تابعین کے قیاس کو چھوڑ کر ایک سنتِ رسول کی پیروی کرے۔کیا اب بھی کوئی حنفی بھائی ابوالعالیہ تابعی کے ذاتی خیال وقیاس کو سنتِ رسول پر ترجیح دیتے ہوئے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو ممنوع یا مکروہ کہے گا؟

دیوبندی احباب کی خیر القرون

یہ تھے وہ دلائل جن کو ذکر کر کے انوار خورشید صاحب بلند بانگ دعوے کر رہے تھے اور بزعم خویش یہ ثابت کر چکے تھے کہ خیر القرون میں پوری دنیا کا عمل جنازہ میں ترک پر تھا، اس حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

> احادیث وآثار کے تتبع سے ثابت ہوتا ہے کہ خیر القرون کے دور میں مراکز اسلام مدینہ طیبہ، مکہ مکرمہ، کوفہ، بصرہ وغیرہ میں نماز جنازہ میں قراءت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالکل رواج نہیں تھا............۔(حدیث اور اہلحدیث، ص:872)

پھر انہوں نے مدینہ طیبہ، مکہ مکرمہ، کوفہ، بصرہ کو ذیلی عنوانات بنا کر انہی جھوٹی، بے سند اور ''ضعیف'' روایات کا دوبارہ حوالہ دے دیا ہے جن پر ہم تفصیلی گفتگو کر چکے ہیں۔ صرف ابو العالیہ تابعی کے ذاتی خیال کو پوری خیرالقرون پر تھوپ دینا انہی کی ہمت ہے۔ ہم اللہ کا واسطہ دے کر قارئین کرام سے سوال کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیثِ صحیحہ، صحابہ کرام کے صحیح و ثابت عمل اور جمہور تابعین کے مذہب سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت ثابت ہونے کے بعد بعض تابعین اور ائمہ دین کے بارے میں بیان کی گئی جھوٹی، بے سند اور ''ضعیف'' روایات بھلا کیا فائدہ دیں گی؟

پھر انوار خورشید صاحب لکھتے ہیں:

> بہرحال یہی وہ احادیث و آثار ہیں جن کی وجہ سے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں مسنون یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھے، دوسری کے بعد درود، تیسری کے بعد دُعا اور چوتھی کے بعد سلام پھیر دے۔ نماز جنازہ میں قراءت کرنا خلافِ سنت ہے۔ ہاں، اگر کوئی بطور حمد وثنا کے یا بطور دُعا کے پڑھ لے تو گنجائش ہے۔(حدیث اور اہلحدیث، ص:874)

جناب انوار صاحب! اللہ کے لیے ہمیں یہ بھی بتا دیجیے کہ آپ کے فقہائے کرام نے نماز جنازہ میں جن چیزوں کو مسنون کہا ہے، اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے یا کسی اور کی؟ اگر صحابی رسول کسی چیز کو سنت فرمائیں تو وہ آپ کے نزدیک ایک غیر معروف طریقہ ہو اور آپ کے فقہاء کسی چیز کو بلا دلیل مسنون کہیں تو آپ اسے فوراً رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مان لیں۔ جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو سنت کہا تو آپ نے لکھا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا نماز جنازہ میں قراءت کو سنت قرار دینا تو اس سے مراد سنت مصطلحہ، یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت مراد نہیں ہے کیونکہ کسی بھی صحیح حدیث سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نماز جنازہ میں قراءت کرنا یا دوسروں کو حکم دینا ثابت نہیں...........۔

(حدیث اور اہلحدیث، ص: 874,873)

جناب انوار صاحب! اللہ کے دربار میں حاضری سے ڈریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز جنازہ میں قراءت کا ہی نہیں بلکہ خاص سورۂ فاتحہ کی قراءت کا حکم بھی ثابت ہے جیسا کہ ہم نے بابِ اوّل کی فصل چہارم میں بیان کر دیا ہے۔ پھر صحابی رسول کے لفظِ سنت سے سنتِ نبوی مراد نہ لینے کے لیے جو اصول آپ نے بیان کیا ہے، وہ ذرا خود دوبارہ پڑھیں اور ہمیں نماز جنازہ میں ثنا پڑھنے کے بارے میں کسی صحیح حدیث سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یا حکم دکھا دیں۔ حالانکہ صحابی رسول نے نماز جنازہ میں اگر فاتحہ کی قراءت کو سنت کہا ہے تو اس سے مراد سنتِ رسول ہی ہے کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کا حکم بھی دیا ہے اور دوسرے صحابی سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے بھی نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو سنتِ نبوی قرار دیا ہے۔

اتنی وضاحت وصراحت کے بعد بھی کوئی شخص اگر نہ مانے تو اس کی مرضی۔ دعوتِ فکر دینا ہمارا کام ہے اور ہدایت وتوفیق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو صرف حق بات اپنانے کی توفیق عطا فرمائے! آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب 4

مسلّماتِ احناف اور نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ

قارئین کرام بابِ اوّل میں صحیح احادیث سے رسول اللہ ﷺ کی سنت، صحابہ کرام کا عمل اور جمہور تابعین کا مذہب جان چکے ہیں کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کرنی چاہیے۔ بابِ دوم میں انہوں نے احناف کے مزعومہ دلائل کا منصفانہ تجزیہ ملاحظہ فرمایا۔ اب ہم ان کے سامنے چند ایسے اصول رکھتے ہیں جن کو احناف تسلیم کرتے ہیں اور ان کی رُو سے بھی نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت ضروری ہے۔

احناف کو چاہیے کہ وہ احادیثِ رسول، صحابہ کرام کے عمل اور جمہور تابعین کے مذہب سے صرفِ نظر کرتے ہیں تو کم از کم اپنے مسلّمہ اصولوں کی ہی لاج رکھ لیں۔ بابِ سوم انہی اصولوں پر مشتمل ہے۔

بقولِ اقبال: ع تو اگر میرا نہیں بنتا، نہ بن، اپنا تو بن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فصل اول

فقہ حنفی اور نماز میں قراءت کی فرضیت

احناف کے ہاں نماز میں فاتحہ نہ سہی قرآنِ کریم کی مطلق قراءت تو فرض ہے، یعنی ان کے نزدیک نماز کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ اس میں قرآنِ کریم کا کوئی نہ کوئی حصہ پڑھا جائے۔ خود احناف نے اس سلسلے میں قرآن و سنت سے دلائل پیش کیے ہیں۔ آیئے اس مسئلہ کو انہی کی زبانی ملاحظہ فرمایئے:

صاحبِ ہدایہ کی عبارت

مشہور حنفی عالم، ابوالحسن علی بن ابوبکر مرغینانی (593ھ) لکھتے ہیں:

فَرَائِضُ الصَّلَاةِ سِتَّةٌ؛ ...... وَالْقِرَائَةُ، لِقَوْلِهِ تَعَالٰی :
﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ ....

نماز کے فرائض چھے ہیں: .... ان میں سے ایک قراءت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (تم جو میسر ہو قرآن کی قراءت کرو)۔

(الهداية شرح البداية، فصل في الأوقات الّتي تكره فيها الصلاة :1/46)

علامہ کاسانی حنفی اور قراءت کا وجوب

ابوبکر بن مسعود بن احمد کاسانی حنفی (587ھ) نماز میں قراءت کی فرضیت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلائل ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَلَنَا قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾، وَمُطْلَقُ الْأَمْرِ لِلْوُجُوبِ، وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةٍ» ....

ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ: ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (تم جو میسر ہو قرآن کی قراءت کرو)۔ مطلق حکم وجوب ہی کے لیے ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا بھی فرمان ہے کہ قراءت کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی۔ (بدائع الصنائع: 110/1)

علامہ زیلعی حنفی کا فرمان

عثمان بن علی زیلعی حنفی (743ھ) ''کنز الدقائق'' کی شرح میں نماز کے فرائض بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَالْقِرَاءَةُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾، وَلِقَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ» وَعَلَى فَرْضِيَّتِهِ انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ.

اور قراءت بھی فرض ہے کیونکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (جو میسر ہو قرآن کی قراءت کرو)، نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تمہارے پاس قرآنِ کریم میں سے جو میسر ہو، اس کی قراءت کرو۔ نماز میں قراءت کی فرضیت پر اجماع ہو چکا ہے۔

(تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق: 104/1)

فقہ حنفی کی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ دلائل شرعیہ، یعنی قرآن، حدیث اور اجماع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے نماز میں مطلق قراءت فرض ہے۔اگر یہ دلائل ہم خود پیش کرتے تو شاید کسی حنفی بھائی کو ان پر کوئی اعتراض ہوتا۔ یہ ان کے اپنے ہی گھر کی گواہی ہے کہ شرعی دلائل کی رُو سے نماز میں قراءت فرض ہے۔اب سوال یہ ہے کہ جب باعترافِ احناف شریعت نے نماز میں قراءت کو فرض قرار دیا ہے، پھر اس حکم سے قرآن و حدیث نے کسی نماز کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا تو فقہ حنفی نے کس دلیل سے نماز جنازہ کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے؟

احناف کے تمام مزعومہ دلائل ہم ذکر کر چکے ہیں۔ان میں سے صرف ایک صحیح دلیل ایسی ہے جو نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کے بارے میں ہے اور وہ ہے ابوالعالیہ تابعی کا ذاتی خیال اور قیاس۔کیا قرآن، حدیث اور اجماعِ امت پر عمل کے نعرے کا یہی تقاضا ہے کہ ان دلائل شرعیہ کی رُو سے ثابت فرائض نماز کو کسی امتی کے قیاس کی بنا پر چھوڑ دیا جائے؟ روزِ محشر حوضِ کوثر پر کس منہ سے جائیں گے؟

اس سلسلے میں ایک اور قابل توجہ بات یہ ہے جس طرح رکوع، سجود اور دیگر کئی ارکانِ نماز کو شریعت نے خود نماز جنازہ سے ختم کر دیا ہے، اسی طرح اگر کوئی دلیل نماز جنازہ میں قراءت سے منع کرنے کی بھی پیش کی جاتی تو قابل تسلیم ہوتی، لیکن ہم ذکر کر چکے ہیں کہ بجائے منع کرنے کے شریعتِ اسلامیہ نے نماز جنازہ میں قراءت کو ضروری قرار دیا ہے۔رسولِ اکرم ﷺ، صحابہ کرام اور جمہور تابعین نے اس پر عمل کیا ہے۔

قیاس اور نماز جنازہ میں قیام

اب اگر کوئی حنفی بھائی صرف یہ کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کرے کہ نماز جنازہ تو میت کے لیے ایک دعا ہے، کوئی مستقل نماز نہیں، لہٰذا اس میں قراءت ممنوع ہے...... تو ہم اس سے انصاف کی اپیل کرتے ہوئے عرض کریں گے کہ جناب اگر دعا ہونے کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے اس سے قراءت والا فرض بغیر کسی دلیل شرعی کے ختم وممنوع کر دیا گیا ہے تو پھر اس ''دعا'' میں قیام کی فرضیت کیوں باقی رکھی گئی؟ دُعا میں قیام کو کوئی مسلمان بھی فرض نہیں کہتا۔فقہ حنفی نے یہ فتویٰ کیوں نہیں دیا کہ نماز جنازہ میں قیام بھی فرض نہیں رہا کیونکہ یہ تو میت کے لیے دعا ہے،کوئی مستقل نماز نہیں؟اللہ تعالیٰ ہمیں حق کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم

جنازہ میں بطورِ دعا یا ثنا سورۂ فاتحہ کی قراءت

احناف ایک طرف تو نماز جنازہ میں قرآن کریم کی قراءت کو ممنوع قرار دیتے ہیں، لیکن دوسری طرف جب نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے بارے میں دلائل شرعیہ کو دیکھتے ہیں اور ان کو ردّ کرنے کے لیے ان کے پاس کوئی حیلہ باقی نہیں رہتا تو کہہ دیتے ہیں کہ ہاں، ایک حیلے سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کی جا سکتی ہے۔ وہ حیلہ کیا ہے؟ اس میں بھی مختلف لوگوں کی مختلف آراء ہیں۔ ملاحظہ ہو:

ابوحنیفہ ثانی کا فتویٰ

امام ابن نجیم حنفی المعروف بہ ''ابوحنیفہ ثانی'' (970ھ) لکھتے ہیں:

وَفِي الْمُحِيطِ وَالتَّجْنِيسِ: وَلَوْ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ فِيهَا بِنِيَّةِ الدُّعَاءِ؛ فَلَا بَأْسَ بِهِ، وَإِنْ قَرَأَهَا بِنِيَّةِ الْقِرَائَةِ؛ لَا يَجُوزُ، لِأَنَّهَا مَحَلُّ الدُّعَاءِ دُونَ الْقِرَاءَةِ اھ.

المحیط اور التجنیس میں ہے کہ اگر کوئی نماز جنازہ میں دعا کی نیت سے سورۂ فاتحہ کی قراءت کرے تو کوئی حرج نہیں اور اگر قراءت کی نیت سے اس کی قراءت کرے تو ناجائز ہے کیونکہ نماز جنازہ دعا کا محل ہے قراءت کا نہیں۔ (البحر الرائق: 197/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ کاسانی حنفی کی رخصت

یہ تو تھا بطور دُعا پڑھنے کا حیلہ، بعض کے نزدیک نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کو بطورِ ثنا پڑھا جاسکتا ہے۔جبکہ بعض کے نزدیک دونوں حیلے کارگر ہیں جیسا کہ کاسانی حنفی نے ایک ''ضعیف'' روایت میں تاویل کرتے ہوئے لکھا ہے:

وَتَأْوِيلُ حَدِيثِ جَابِرٍ أَنَّهُ كَانَ قَرَأَ عَلٰى سَبِيلِ الثَّنَاءِ، لَا عَلٰى سَبِيلِ قِرَائَةِ الْقُرْآنِ، وَذٰلِكَ لَيْسَ بِمَكْرُوهٍ عِنْدَنَا.

حدیثِ جابر کی تاویل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے سورۂ فاتحہ کو بطور ثنا پڑھا تھا، بطور قراءت نہیں اور جنازہ میں فاتحہ کو بطور ثنا پڑھنا ہمارے نزدیک بھی مکروہ نہیں۔(بدائع الصنائع :314/1)

اس سے پہلے خود علامہ کاسانی حنفی ہی نے لکھا تھا:

وَعِنْدَنَا لَوْ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ عَلٰى سَبِيلِ الدُّعَاءِ وَالثَّنَاءِ لَمْ يُكْرَهْ.

ہمارے نزدیک اگر کوئی نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت بطور دعا و ثنا کرلے تو یہ مکروہ نہیں۔(بدائع الصنائع :313/1)

اب حنفی بھائیوں سے سوال ہے کہ جب نماز جنازہ میں قرآن کریم کی قراءت اصلاً ممنوع ہے اور اس پر وہ بزعم خویش دلائل بھی رکھتے ہیں تو پھر کس دلیل سے انہوں نے بطورِ دعا و ثنا اسی ممنوعہ قراءت کی اجازت دے دی؟ اگر شرعی دلائل کی رُو سے جنازہ میں قراءت منع ہوئی تھی تو ضروری ہے کہ کسی شرعی دلیل سے ہی جنازہ میں بطور دعا یا ثنا اس قراءت کا جواز بھی ثابت ہو، ورنہ تو یہ دینی معاملات میں من مانی ہے۔

ہاں، اس حوالے سے حنفی بھائی ایک قیاسی دلیل ہی پیش کرتے ہیں اور وہ ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قارئین کی آسانی کے لیے خود ہی پیش کیے دیتے ہیں۔

علامہ زیلعی حنفی کا قیاس در فاسد قیاس

عثمان بن علی زیلعی حنفی (743ھ) ''کنز الدقائق'' کی شرح میں اس حوالے سے لکھتے ہیں:

لَوْ قَرَأَ الْجُنُبُ الْفَاتِحَةَ عَلٰى نِيَّةِ الثَّنَاءِ وَالدُّعَاءِ، دُونَ الْقِرَاءَةِ؛ يَجُوزُ، وَكَذَا لَوْ قَرَأَهَا فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ عَلٰى نِيَّةِ الدُّعَاءِ، دُونَ الْقِرَاءَةِ؛ تَجُوزُ، وَإِنْ لَّمْ تُشْرَعْ فِيهَا الْقِرَاءَةُ .

اگر جنبی آدمی ثنا اور دعا کی نیت سے فاتحہ کی قراءت کرے، قراءت کی نیت نہ کرے تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر نماز جنازہ میں دعا کی نیت سے کوئی اس کی قراءت کرے، البتہ قراءت کی نیت نہ کرے تو یہ بھی جائز ہو گا، اگرچہ نماز جنازہ میں قراءت کا شریعت میں کوئی وجود نہیں۔

(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق :157/1)

معلوم ہوا کہ احناف کے نزدیک نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت ہے تو ممنوع، لیکن اس کی بطور دعا و ثنا قراءت جائز ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جنبی کے لیے بھی قراءت ممنوع ہے لیکن اسے بطور دعا و ثنا قراءت کی اجازت ہے۔ یعنی نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنے کو حالت جنابت میں بطور دعا و ثنا قراءت کرنے پر قیاس کیا گیا ہے۔

سب سے پہلی اصولی بات تو یہ ہے کہ اگر حالت جنابت میں بطور دعا و ثنا قراءت کرنا کسی شرعی دلیل سے ثابت ہو گا تو پھر ہی نماز جنازہ میں بطور دعا و ثنا قراءت کو بھی اس پر قیاس کرنے کا سوچا جا سکے گا۔ اس قیاس کا اصولِ فقہ کی روشنی میں صحیح یا غلط ہونا پھر بھی بعد کی بات ہو گی۔ لیکن اگر حالت جنابت میں بطور دعا و ثنا قراءت کرنے کا جواز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی شرعی دلیل سے ثابت ہی نہ ہو تو پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ شریعت کی رُو سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت بطورِ دعا و ثنا جائز ہے؟ کیونکہ جس بات پر اسے قیاس کیا گیا تھا، اس کا ہی جواز شرعاً ثابت نہیں ہو سکا۔

جنابت میں بطورِ دُعا تلاوت اور اسلاف

حنفی بھائیوں سے گزارش ہے کہ اگر ان کے پاس کوئی شرعی دلیل ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جنبی شخص حالتِ جنابت میں قرآن کریم کی تلاوت بطور دعا و ثنا کر سکتا ہے، تو وہ اسے منظر عام پر لائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن و سنت یا اجماعِ امت میں ایسی کوئی دلیل موجود نہیں۔ شریعت نے جنبی کو قرآن کریم کی قراءت سے منع کیا ہے، پھر اس سے بطور دعا و ثنا پڑھنا مستثنیٰ نہیں کیا، لہٰذا جنبی کے لیے کسی بھی نیت سے قرآن کریم کی قراءت جائز نہیں۔ اسلافِ امت بھی یہی کہتے ہیں:

❁ مخضرم تابعی ابووائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ (82ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَقْرَأُ الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ الْقُرْآنَ .

جنبی اور حائضہ قرآن کریم کی قراءت نہیں کر سکتے۔

(مصنف ابن أبي شيبة :102/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابو العالیہ رُفیع بن مہران تابعی رحمہ اللہ (93ھ) سے حائضہ عورت کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا:

لَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ .

وہ قرآن کریم کی قراءت نہ کرے۔

(سنن الدارمي، كتاب الطهارة، باب الحائض تذكر الله ولا تقرأ القرآن، رقم الحديث :1035، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ امام عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی رحمہ اللہ (157ھ) بیان کرتے ہیں:

امام زہری رحمہ اللہ سے جنبی مرد اور حیض ونفاس والی عورت کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ان کو قرآن کریم کے کچھ حصے کی قراءت کرنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔

(السنن الكبرٰى للبيهقي، كتاب الحيض، باب الحائض لا تمسّ المصحف ولا تقرأ القرآن: 309/1، وسندهٗ حسنٌ)

سلف صالحین میں سے کسی نے بھی یہ فتویٰ نہیں دیا کہ حالتِ جنابت میں بطور دعا و ثنا قرآن کریم کی قراءت کی جاسکتی ہے۔ بعض اسلاف نے جو ایک آدھ آیت پڑھنے کی اجازت دی ہے، اس اجازت کو ان میں سے کسی نے بھی دعا و ثنا کی نیت کے ساتھ مشروط نہیں کیا۔ اس بارے میں اسلاف سے جو آثار صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں، وہ قارئین کرام کے افادے کے لیے بیان کیے جاتے ہیں:

❀ ابو اسحاق عمرو بن عبداللہ سبیعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ (95ھ) سے پوچھا کہ کیا حائضہ اور جنبی قرآن پڑھ سکتے ہیں؟ اس پر آپ نے جواب دیا: ایک دو آیات پڑھ سکتے ہیں۔

(مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الطهارة، باب من رخّص للجنب أن يقرأ من القرآن: 102/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ ابو جعفر محمد بن علی الباقر تابعی رحمہ اللہ (114ھ) سے روایت ہے:

جنبی اور حائضہ کے لیے ایک دو آیات پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الطهارة، باب من رخّص للجنب أن يقرأ من القرآن: 102/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام عطاء بن ابی رباح تابعی رحمہ اللہ (114ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حائضہ قرآن نہیں پڑھ سکتی۔ ہاں، کسی آیت کا کوئی ٹکڑا پڑھ لے۔
(سنن الدارمي، كتاب الطهارة، باب الحائض تذكر الله ولا تقرأ القرآن، رقم الحديث: 1039، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (241ھ) اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (238ھ) اور دیگر کئی ائمہ دین کا بھی یہی مذہب ہے۔
(جامع الترمذي، أبواب الطهارة، باب ما جاء في الجنب والحائض أنّهما لا يقرأن القرآن، تحت الحديث: 131)

حالتِ جنابت میں قرآن کریم کی آیت کے کسی ٹکڑے یا ایک دو آیات پڑھنے کی اجازت کے بارے میں اسلاف کے باسند صحیح اقوال کا کل ذخیرہ یہی ہے جو قارئین کرام نے ملاحظہ فرما لیا۔ کیا ائمہ دین میں سے بھی کسی نے اس اجازت کو دعا و ثنا کی نیت کے ساتھ مشروط کیا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔

ان آثار کو اگر خاطر میں لایا جائے تو ان کی روشنی میں زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہو سکتا ہے کہ حالت جنابت میں کبھی کبھار ایک آدھ آیت اگر پڑھ لی جائے تو امید ہے کہ اس میں گناہ نہ ہوگا۔ ہمارا حنفی بھائیوں سے سوال ہے کہ اگر کوئی حالتِ جنابت میں کئی پاروں کی قراءت اپنی منزل دوہرانے کی نیت سے کرے تو کیا وہ جائز کام کرے گا؟ اگر اس کا یہ کام ناجائز ہے اور یقیناً ناجائز ہے تو کیوں؟ صرف اسی لیے ناں کہ شریعت نے بطور منزل دوہرائی کو ممانعت سے مستثنیٰ نہیں کیا۔

جب حالتِ جنابت میں قرآن کریم کو بطور دعا و ثنا پڑھنے کا جواز کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں ہو سکا تو حنفی بھائی ہی بتائیں کہ اس پر قیاس کر کے نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کی اجازت کیونکر دی جا سکتی ہے؟

اب تو یہ بات یقینی ہو گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اور صحابہ کرام نے نمازِ جنازہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سورۂ فاتحہ کی جو قراءت کی، اسے بطور دعا وثنا قرار دینا بالکل بے دلیل ہے۔ لہٰذا احناف کا نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت سے روکنے کا یہ حیلہ بھی بے کار ہو گیا ہے۔ جب نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو نیت کے ساتھ مشروط کرنا کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں ہو سکا تو خود احناف کے مذہب کی رُو سے بھی نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت مطلقاً جائز ہوئی اور کسی جائز کام سے روکنا بلاشبہ ناجائز ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم

کثرتِ طرق اور نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ

محدثین وائمہ دین، حدیث کے معاملے میں بہت محتاط تھے۔ وہ سند ومتن کے حوالے سے اجماعی قوانین کی پوری رعایت کرتے تھے۔ ان کے نزدیک کسی بھی حدیث کے صحیح ہونے کے لیے اس کا پانچ شرائط پر پورا اترنا ضروری تھا۔ صحیح حدیث کی جو تعریف اصولِ حدیث کی متداول کتب میں موجود ہے، وہ انھی پانچ شرائط پر مشتمل ہے۔ یعنی وہ حدیث جس کو بیان کرنے والا راوی کردار کے لحاظ سے پاکدامن ہو، ذہنی اعتبار سے پختہ ہو، اس حدیث کی سند رسولِ اکرم ﷺ تک متصل ہو، نیز اس حدیث میں شذوذ یا کوئی مخفی علت موجود نہ ہو۔ یوں ائمہ حدیث صرف صحیح احادیث پر اعتماد کرتے تھے۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ اگر کسی حدیث کی کئی ''ضعیف'' سندیں مل جائیں، بشرطیکہ ان میں ضعف شدید نہ ہو یا اسی طرح کی کم ضعف والی کوئی اور حدیث اس کے ساتھ مل جائے تو وہ بھی ''حسن''، یعنی قابل عمل ہو سکتی ہے۔ یہ اگرچہ نکتہ اختلاف ہے، اس پر علماء کے علمی مباحثے بھی ہوتے رہتے ہیں۔

البتہ احناف کے اکثر علماء اسی موقف کی طرف مائل ہوئے ہیں کہ کسی روایت کی اگر ایک سے زائد کم ضعف والی سندیں ہوں یا کوئی اور کم ضعف والی حدیث اس کے ساتھ مل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے تو وہ روایت قابل عمل و قابل حجت بن جاتی ہے۔

علمائے احناف اور کثرتِ طرق

علامہ ابن نجیم حنفی (970ھ) لکھتے ہیں:

وَذَالِكَ يَرْفَعُ الضَّعِيفَ إِلَى الْحَسَنِ .

کثرتِ طرق سے ضعیف حدیث حسن بن جاتی ہے۔

(البحر الرائق شرح كنز الدقائق : 201/1)

علامہ طحطاوی حنفی (1231ھ) ایک ضعیف حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وَالْأَظْهَرُ أَنَّهُ لَا يَنْزِلُ عَنْ دَرَجَةِ الْحَسَنِ لِاعْتِضَادِهِ بِكَثْرَةِ الطُّرُقِ وَالشَّوَاهِدِ .

راجح بات یہی ہے کہ یہ حدیث کثرتِ طرق اور شواہد سے قوت پانے کی بنا پر حسن درجہ سے کم نہیں۔

(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ص : 66)

علامہ ابن عابدین، شامی حنفی (1252ھ) لکھتے ہیں:

يَصِيرُ الْحَدِيثُ بِمَجْمُوعِهَا حَسَنًا .

کئی روایات سے مل کر یہ حدیث حسن بن جاتی ہے۔

(ردّ المحتار على الدرّ المختار : 419/6)

دیوبند مکتبِ فکر اور کثرتِ طرق

صدر مدرس ”دارالعلوم دیوبند“ جناب محمود الحسن صاحب لکھتے ہیں:

”کتبِ اصول میں تو یہ امر موجود ہے کہ اگر کسی حدیث کے طرقِ متعددہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ضعیفہ موجود ہوں تو حدیثِ مذکور بوجہ تعددِ طرق حسن بن جاتی ہے اور قوی سمجھی جاتی ہے۔" (إيضاح الأدلة، ص: 60، طبع دهلى، 1330ھ)

بریلوی مکتبِ فکر اور کثرتِ طرق

امام بریلویت جناب احمد یار خان نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

حسبِ ذیل چیزوں سے حدیثِ ضعیف حسن بن جاتی ہے:

(1) دو یا زیادہ سندوں سے روایت ہو جانا، اگرچہ وہ سب اسنادیں ضعیف ہوں، یعنی اگر ایک حدیث چند ضعیف روایتوں سے مروی ہو جاوے تو اب وہ ضعیف نہ رہی، حسن بن گئی (مرقات، موضوعاتِ کبیر، شامی، مقدمہ مشکوٰۃ شریف مولانا عبدالحق، رسالہ اصول حدیث للجرجانی، اوّل ترمذی شریف وغیرہ)۔ (''جاء الحق''، حصہ دوم، ص: 5)

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کے حوالے سے صحیح احادیث میں احناف نے باطل تاویلات کی بہت کوششیں کیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے صحابہ کرام کے لفظ سنت کو سنتِ نبوی ماننے سے بھی انکار کر دیا۔ حالانکہ ہم نے ''حسن'' سند کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا حکم مبارک بھی پیش کیا ہے اور عمل مبارک بھی۔ مگر مقلدین دوست ہیں کہ ماننے کا نام نہیں لیتے۔ انہوں نے ان روایات کے ثقہ وصدوق راویوں کے بارے میں ناقابل اعتبار اعتراضات کو آڑ بنا کر انہیں ردّ کرنے کا حیلہ کیا۔ اس طرح انہوں نے یہ بلند بانگ دعویٰ کیا کہ کسی صحیح حدیث سے یہ بات ثابت نہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کی ہو یا اس کا حکم دیا ہو، جیسا کہ انوار خورشید دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی ایک بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز جنازہ میں قراءت کرتے تھے یا دوسروں کو قراءت کا حکم دیتے تھے۔

(حدیث اور اہلحدیث، ص:870)

اپنی دلیل کے طور پر انوار صاحب نے علامہ ابن القیم رحمہ اللہ کا یہ قول بھی پیش کیا:

وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ أَنْ يُقْرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَلَا يَصِحُّ إِسْنَادُهُ.

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ذکر کیا جاتا ہے کہ آپ نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم فرمایا ہے، لیکن اس کی سند صحیح نہیں ہے۔(زاد المعاد:1/141)

(حدیث اور اہلحدیث، ص:871)

جہاں تک علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی بات ہے تو یہ ان کا علمی تسامح ہے۔ اصولِ محدثین کے مطابق یہ بات درست نہیں کیونکہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے حکم کے بارے میں جو سندیں ذکر کی ہیں، وہ اصولِ محدثین کے مطابق صحیح ہیں۔

اب رہے جناب انوار خورشید صاحب اور دیگر احناف تو اگر ان کی یہ بات مان بھی لی جائے کہ ان سندوں میں کچھ کمزوری ہے تو پھر بھی ان کے اپنے مسلّم اصول کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کے خود نماز جنازہ میں قراءت کرنے اور اس کا حکم فرمانے والی روایات آپس میں مل کر قابل حجت ہو جائیں گی۔

احناف یا تو اس مسئلے کو رد کرنے کے لیے اپنے ایک ایسے اصول کی قربانی دیں گے جس کو وہ اکثر مسائل میں اپنا ہتھیار سمجھتے ہیں یا پھر وہ اپنے اصول کی لاج رکھتے ہوئے ان احادیث کو صحیح مان لیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیثِ اُمّ شریک اور کثرتِ طرق

جنازہ میں فاتحہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے عمل مبارک والی ام شریک رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ حدیث کی ایک سند وہاں ذکر ہو گئی تھی، اس کے بارے میں جناب محمد امین اوکاڑوی صاحب نے لکھا ہے:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تلخیص الحبیر میں اس کی سند کو بھی ضعیف کہا ہے۔
(مجموعہ رسائل: 274/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی یہ جس بات کی طرف اوکاڑوی صاحب نے اشارہ کیا ہے، اس کی اصل عبارت یوں ہے:

وَفِي إِسْنَادِهِ ضُعْفٌ يَسِيرٌ.

اس کی سند میں ہلکی سی کمزوری ہے۔(التلخيص الحبير: 279/2)

ثابت ہوا کہ اگر اس سند میں کمزوری مان بھی لی جائے تو وہ بالکل تھوڑی سی ہے جو کہ احناف کے بقول بھی دوسری سند کے ملنے سے بالکل ختم ہو جائے گی، دوسری سند یہ ہے:

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنِي حَمَّادُ بْنُ بَشِيرٍ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ، سَمِعَ مَرْزُوقًا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ الشَّامِيَّ، سَمِعَ شَهْرَ بْنَ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ...... . (التاريخ الكبير للبخاري: 22/3)

اس روایت کے پہلے راوی اور امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ محمد بن مثنّٰی (252ھ) ''ثقہ ثبت'' امام ہیں۔ دوسرے راوی حماد بن بشیر جہضمی کو امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''ثقہ''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا ہے جبکہ کسی اور امام نے اس پر کوئی جرح نہیں کی۔لہٰذا یہ ''مجہول الحال'' راوی ہے۔تیسرے راوی مرزوق ابو عبد اللہ شامی ہیں جو کہ ''حسن الحدیث'' ہیں۔چوتھے راوی شہر بن حوشب ہیں اور وہ بھی ''حسن الحدیث'' ہیں جیسا کہ بابِ اوّل کی فصل چہارم میں تفصیلاً بیان کیا جا چکا ہے۔

معلوم ہوا کہ اس سند میں صرف ایک ہی کمزوری ہے اور وہ ہے حماد بن بشیر کے حالاتِ زندگی معلوم نہ ہونا اور احناف مانتے ہیں کہ سند میں اگر کوئی راوی ''مجہول'' ہو تو اس سے روایت سخت نہیں بلکہ کم ضعف والی ہوتی ہے۔اگر بالفرض بابِ اوّل میں ذکر کردہ سند میں کوئی کمزوری تھی تو ان دونوں سندوں کے آپس میں ملنے کی وجہ سے وہ احناف کے اپنے اصول کے مطابق صحیح ہو گئی۔

حدیثِ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا اور کثرتِ طرق

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم مبارک کا معاملہ ہے۔ہم بابِ اوّل ہی میں اس کی دو ''حسن'' سندیں ذکر کر چکے ہیں۔ایک امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''تاریخ کبیر'' میں بیان کی ہے اور دوسری امام طبرانی رحمہ اللہ نے اپنی ''کبیر'' میں ذکر کی ہے۔

دونوں سندیں ایک بار پھر مزید وضاحت کے ساتھ ملاحظہ فرمالیں:

امام بخاری رحمہ اللہ کی ذکر کردہ روایت ان کی سند کے ساتھ یوں ہے:

وَقَالَ مُعَلّٰی : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمْرَانَ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الشَّامِيُّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : «اِقْرَؤُوهَا عَلَى الْجَنَائِزِ» .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلّٰی بن اسد نے بیان کیا کہ ہمیں محمد بن حمران نے بیان کیا: مجھے ابوعبد اللہ شامی نے ابوجعفر کے واسطے سے حدیث بیان کی۔ وہ شہر بن حوشب کے واسطے سے اسماء بنت یزید سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کیا کرو۔

(التاريخ الكبير للبخاري: 22/3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے یہ روایت یوں بیان کی ہے:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: ثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ الْعَمِّيُّ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمْرَانَ: ثَنَا مَرْزُوقٌ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الشَّامِيُّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْجَنَازَةِ فَاقْرَؤُوا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ».

ہمیں علی بن عبدالعزیز نے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں معلّٰی بن اسد عمی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں محمد بن حمران نے بتایا۔ ان کا کہنا تھا کہ ہمیں مرزوق ابوعبداللہ شامی نے ابوجعفر کے واسطے سے شہر بن حوشب سے بیان کیا۔ وہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم نماز جنازہ ادا کرو تو سورۂ فاتحہ کی قراءت کرو۔

(المعجم الكبير للطبراني، مسند النساء، باب الألف، أسماء بنت يزيد بن السكن الأنصارية، رقم الحديث: 413)

اوکاڑوی صاحب کی غلط فہمی

جناب اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی سند میں معلّٰی بن حمران ہے جس کا ثقہ ہونا ثابت نہیں، پس حدیث ضعیف ہے۔(مجموعہ رسائل: 274/1)

حالانکہ اس روایت کی کسی بھی سند میں معلّٰی بن حمران نامی کوئی راوی موجود نہیں۔ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ یا ان کے کسی کاتب نے غلطی سے محمد بن حمران کو معلّٰی بن حمران کر دیا جیسا کہ محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ : [مُعَلّٰى] يَبْدُو أَنَّهُ تَحَرَّفَ عَلَى الْهَيْثَمِيِّ، فَإِنَّ الثَّابِتَ فِي الطَّبَرَانِيِّ [مُحَمَّد]، وَهُوَ مَعْرُوفٌ مُتَرْجَمٌ فِي الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ، وَالتَّهْذِيبِ، وَغَيْرِهِمَا، وَهُوَ الرَّاوِي لِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ مَرْزُوقٍ .

معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کا معلّٰی کہنا ان کا وہم ہے۔کیونکہ طبرانی میں محمد نامی راوی موجود ہے اور وہ معروف ہے، الجرح والتعدیل، تہذیب وغیرہما میں اس کا ترجمہ موجود ہے اور وہی مرزوق سے اس حدیث کو بیان کرتا ہے۔(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة : 1093/14)

یوں اوکاڑوی صاحب کا اس کی سند پر کیا گیا اعتراض خود ان کی کم علمی ہے۔ اور اس حدیث کی دونوں مذکورہ سندوں کے سارے راوی ثقہ وصدوق ہیں۔پہلی سند کے پہلے راوی معلّٰی بن اسد ''ثقہ ثبت'' ہیں۔ دوسرے راوی محمد بن حمران جمہور کے نزدیک ''ثقہ'' ہیں۔تیسرے راوی ابوعبد اللہ شامی ''صدوق'' ہیں۔ چوتھے راوی ابوجعفر سے مراد حماد بن جعفر بصری ہے جیسا کہ امام طبرانی رحمہ اللہ نے صراحت کی ہے۔اس کی ثقاہت کے بارے میں بابِ اول کی فصل چہارم میں تفصیلی بات ہو چکی ہے۔ پانچویں راوی شہر بن حوشب بھی جمہور کے نزدیک ''ثقہ'' ہیں۔ان کے بارے میں بھی باب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوّل کی فصل چہارم ملاحظہ فرمائیں۔

دوسری سند کے پہلے راوی امام طبرانی کے استاذ علی بن عبد العزیز بغوی ''صدوق'' ہیں۔دوسرے راوی وہی مذکورہ سند والے معلّٰی بن اسد ہیں جو کہ ''ثقہ ثبت'' تھے۔اس سے آگے سند بالکل وہی ہے جو امام بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کی ہے۔

یوں یہ حدیث بذاتِ خود صحیح ہے۔اگر بالفرض اس کی سندوں میں کچھ کمزوری پائی بھی جاتی ہو تو احناف کے مسلّم اصول کے مطابق بھی یہ دونوں مل کر قابل حجت بن جاتی ہیں۔یوں نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کا حکم دینا بھی رسول اللہ ﷺ سے باعترافِ احناف ثابت ہو گیا۔

اپنے اصولوں کے مطابق صحیح ثابت ہو جانے کے بعد بھی اکثر دیوبندی بھائی حق بات تسلیم کرنے سے انکاری ہو جاتے ہیں،اس کی وجہ انہی کے بہت بڑے عالم کی زبانی سنیے۔

علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب فرماتے ہیں:

وَقَدْ بَلَوْتُهُمْ أَنَّهُمْ يُسَوُّونَ الْقَوَاعِدَ لِلنَّقِيضَيْنِ، فَأَيُّ رَجَاءٍ مِّنْهَا بَعْدَهُ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُهُمْ حَدِيثًا ضَعِيفًا وَّافَقَ مَذْهَبَهُ؛ يُسَوِّي لَهُ ضَابِطَةً، وَيَقُولُ: إِنَّ الضَّعِيفَ يَنْجَبِرُ بِتَعَدُّدِ الطُّرُقِ، وَإِنْ رَأَى حَدِيثًا صَحِيحًا خَالَفَ مَذْهَبَهُ؛ يُسَوِّي لَهُ ضَابِطَةً أَيْضًا، وَيَقُولُ: إِنَّهُ شَاذٌّ، وَهٰكَذَا جَرَّبْتُهُمْ فِي مَوَاضِعَ يَفْعَلُونَ الْقَوَاعِدَ حَسَبَ مُرَادِهِمْ مِّنَ الطَّرَفَيْنِ.

میں نے مقلدین کو آزمایا ہے،یہ لوگ باہم متضاد قاعدے بنا لیتے ہیں، پھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان قواعد سے کیا توقع رکھی جا سکتی ہے؟ کوئی مقلد کسی ضعیف حدیث کو اپنے مذہب کے موافق دیکھتا ہے تو اس کے لیے قاعدہ بناتا ہے کہ ضعیف حدیث کثرتِ طُرق سے قوی ہو جاتی ہے، لیکن جب کسی صحیح حدیث کو اپنے مذہب کے مخالف پاتا ہے تو اس کے لیے بھی ضابطہ گھڑتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تو شاذ ہے۔ میں نے مقلدین کو بہت سے مواقع پر یہ حرکت کرتے دیکھا ہے۔ یہ لوگ اپنی خواہش کے مطابق باہم متضاد قاعدے بناتے ہیں۔

(فيض الباري على صحيح البخاري :2/348)

اب ان کے پاس یہ کہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ دلائل شرعیہ سے ہمیں کوئی واسطہ نہیں بلکہ ہم تو مقلد ہیں اور ہمیں صرف امام ابوحنیفہ کی تقلید سے سروکار ہے، جیسا کہ ان کے شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی صاحب (1339ھ) نے ایک جگہ اس بات کا برملا اعتراف کیا ہے، کہتے ہیں:

اَلْحَقُّ وَالْإِنْصَافُ أَنَّ التَّرْجِيحَ لِلشَّافِعِيِّ فِي هٰذِهِ الْمَسْأَلَةِ، وَنَحْنُ مُقَلِّدُونَ، يَجِبُ عَلَيْنَا تَقْلِيدُ إِمَامِنَا أَبِي حَنِيفَةَ.

حق وانصاف کی بات تو یہ ہے کہ اس مسئلہ میں (دلائل کے اعتبار سے) امام شافعی کے مذہب کو ترجیح حاصل ہے، لیکن ہم مقلد ہیں، ہم پر اپنے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید واجب ہے۔

(تقرير الترمذي، ص:36، وفي نسخة، ص: 84)

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کو قبول کرنے کی ہمت عطا فرمائے، یہی حق وانصاف کا تقاضا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل چہارم

تقلید کی شرعی حیثیت
اور
جنازہ میں فاتحہ

مقلدین بھائیوں کا کہنا ہے کہ ہر شخص پر چار ائمہ، یعنی امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ میں سے کسی نہ کسی کی تقلید واجب ہے۔ حق ان چاروں مذاہب میں منحصر ہے۔ ان چاروں کا ائمہ کا مذہب برحق ہے۔ اگر کوئی ان چاروں میں سے کسی بھی امام کے بتائے ہوئے شرعی مسئلے پر عمل کرلے تو وہ حق بجانب ہوگا۔

علامہ ابن نجیم مصری "ابوحنیفہ ثانی" (970ھ) لکھتے ہیں:

وَمَا خَالَفَ الْأَئِمَّةَ الْأَرْبَعَةَ، مُخَالِفٌ لِلْإِجْمَاعِ .

ائمہ اربعہ کے خلاف فیصلہ اجماع کے خلاف فیصلہ ہے۔

(الأشباہ والنظائر، ص: 92)

ملا جیون حنفی (1130ھ) لکھتے ہیں:

وَالْإِنْصَافُ أَنَّ انْحِصَارَ الْمَذَاهِبِ فِي الْأَرْبَعَةِ وَاتِّبَاعَهُمْ فَضْلٌ إِلٰهِيٌّ وَقَبُوْلِيَّةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ .

انصاف کی بات یہ ہے کہ برحق مذاہب صرف چار ہیں اور انہی چار مذاہب کی اتباع کرنا فضل الٰہی اور من جانب اللہ قبولیت ہے۔

(تفسیرات احمدیہ، ص: 346)

یعنی احناف کے نزدیک ائمہ اربعہ میں سے ہر ایک کی ہر بات برحق ہے اور اس پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمل کرنے والے اہل حق ہیں۔

قارئین کرام بابِ اوّل کی فصل ششم میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ ان ائمہ کرام میں سے امام ابوحنیفہ اور امام مالک سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کے بارے میں باسند صحیح کچھ ثابت نہیں، جبکہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل ﷭ دونوں نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے قائل و فاعل تھے۔ قارئین کے لیے ہم ایک بار پھر ان کا فتویٰ اور عمل پیش کر رہے ہیں:

امام شافعی ﷫ (204ھ) کا فتویٰ

امام شافعی ﷫ فرماتے ہیں:

فَلِذٰلِكَ نَقُولُ : يُكَبِّرُ أَرْبَعًا عَلَى الْجَنَائِزِ؛ يَقْرَأُ فِي الْأُولٰى بِأُمِّ الْقُرْآنِ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَدْعُو لِلْمَيِّتِ، وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ : لَا يُقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ، إِنَّا صَلَّيْنَا عَلَى الْجَنَازَةِ، وَعَلِمْنَا كَيْفَ سُنَّةُ الصَّلَاةِ فِيهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا وَجَدْنَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَّةً؛ اتَّبَعْنَاهَا .

اسی (دلائل شرعیہ کی موجودگی) کے پیشِ نظر ہم کہتے ہیں کہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہی جائیں۔ پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ کی قراءت کی جائے۔ پھر (دوسری تکبیر کے بعد) نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھا جائے اور (تیسری تکبیر کے بعد) میت کے لیے دعا کی جائے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ نماز جنازہ میں قراءت نہ کی جائے، لیکن ہم نے نماز جنازہ ادا کی ہے اور اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے کا محمدی طریقہ ہمارے علم میں آ گیا ہے۔ ہمارا وطیرہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی کوئی سنت ہمارے علم میں آتی ہے تو ہم (اس میں تاویلات کرنے کے بجائے) اس کی پیروی کرنے میں لگ جاتے ہیں۔
(کتاب الأم: 270/1)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (241ھ) کا عمل

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بیٹے ابو الفضل صالح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

وَكَانَ يُكَبِّرُ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعًا، وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ، وَيَقْرَأُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَّاحِدَةً.

میرے والدِ محترم نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہتے، ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے، پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ کی قراءت کرتے، پھر (چوتھی تکبیر کے بعد) ایک سلام پھیرتے تھے۔"
(سيرة الإمام أحمد لأبي الفضل صالح بن أحمد، ص: 40)

اگر حنفی حضرات اپنے اس دعوے میں سچے ہیں کہ چاروں ائمہ اور ان کے فتاویٰ برحق ہیں تو انہیں چاہیے کہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت ثابت ہو جانے کے بعد جنازہ میں قراءت کو ممنوع کہنے سے باز آ جائیں اور خود عمل نہیں کرنا چاہتے تو مقلد ہونے کے ناطے کم از کم اسے جائز تو سمجھیں، اسے ناجائز یا مکروہ کہہ کر اپنے ہی اصولی موقف کو پامال نہ کریں۔

آخری گزارش

قارئین کرام، اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ کتاب وسنت کے دلائل بھی ملاحظہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرما چکے ہیں اور فقہاء واسلافِ امت کی آراء سے بھی واقف ہو چکے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ احناف کے دلائل کا بھی گہرائی سے مطالعہ کر چکے ہیں اور جان چکے ہیں کہ ان میں کتنا وزن ہے۔

ہمیں افسوس ہے کہ دلائل میں اس قدر تہی دامن ہونے کے باوجود بعض لوگ اہل حق پر طعن و تشنیع کے نشتر چلاتے اور زبانِ طعن دراز کرتے ہیں۔ ہم پوری کتاب میں انتہائی ضبط سے کام لیتے ہوئے اپنے قلم کو دُرشتی سے بچا کر نکل گئے ہیں، الحمدللہ، لیکن آخر میں بطورِ شکوہ ایک دو مثالیں پیش کرتے ہیں۔

جناب امین اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

> سنو، میں تمہیں بابانگ دہل کہتا ہوں۔عورتوں کی طرح نقاب میں نہ چھپ جانا، گوہ کی طرح بل میں نہ گھس جانا، بجو کی طرح عقب میں نہ سمٹ بیٹھنا۔

(مجموعۂ رسائل: 268/1)

نیز لکھتے ہیں:

> ہاں، دیکھنا شیطان کی طرح یہ پروپیگنڈہ نہ کرنا۔۔۔۔۔۔

(مجموعۂ رسائل: 269/1)

ہم دیوبندی بھائیوں سے صرف یہ سوال کریں گے کہ کون سا طرزِ عمل مناسب ہے، جو ہم نے اپنایا یا جو ہمارے ناقدین اختیار کرتے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشاریہ جات

اشاریہ آیات

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾	25
﴿اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ﴾	64
﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾	146
﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ﴾	165
﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾	190، 189

اشاریہ احادیث

«لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ». 38، 24

«مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَّمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ؛ فَهِيَ خِدَاجٌ». 31

«كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ؛ فَهِيَ خِدَاجٌ». 32

«لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَائَةٍ». 32

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ ـ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ـ عَلٰى جَنَازَةٍ، فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، قَالَ: [لِيَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ]. 33، 44، 45، 58، 59، 63، 150

[مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضعُ الْأَكُفِّ عَلَى الْأَكُفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ]. 42

قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْإِقْعَاءِ......، فَقَالَ: [هِيَ السُّنَّةُ] 51

«مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ» 51

[إِنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يُكَبِّرَ الْإِمَامُ، ثُمَّ يَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ......]. 59، 66، 69، 74، 110، 111، 112، 118، 174

[أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَقْرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ]. 80

[أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَعُقَّ......] 93

[نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا]. 94

[كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ]. 103

«اِقْرَؤُوهَا عَلَى الْجَنَائِزِ». 105، 205

«إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْجَنَازَةِ فَاقْرَؤُوا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ». 106، 206

«إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ». 136

«فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، قَالَ اللّٰهُ......». 146

«هٰذَا جِبْرِيلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِينَهُمْ». 150

[عُرِضْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ......]. 151

«أَلَا وَإِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا......». 199

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اشاریہ اقوال صحابہ وتابعین

[فَإِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ ﷺ سُنَنَ الْهُدٰى]	37
[إِنْ زِدْتَّ عَلَيْهَا فَهُوَ خَيْرٌ]	57
[وَمَنْ قَرَأَ بِأُمِّ الْكِتَابِ فَقَدْ أَجْزَأَتْ عَنْهُ]	57
فَقَالَتْ (عَائِشَةُ): [أَرُونِي قَبْرَهٗ]، فَأَرَوْهَا، فَصَلَّتْ عَلَيْهِ.	94
صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ عَلٰى جَنَازَةٍ، فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.	109
صَلّٰى بِنَا سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ عَلٰى جَنَازَةٍ...... قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ	114
كَانَ الْحَسَنُ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ......عَلَى الْجَنَازَةِ.	117
كَانَ (مَكْحُولٌ) يَقْرَأُ......فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.	117
اِقْرَأْ ...... فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.	118
[لَمْ يُوَقِّتْ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَوْلًا وَّلَا قِرَائَةً]	127
[وَاللّٰهُ عَلَى الْعَرْشِ، وَيَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ].	128
[لَيْسَ فِيْهَا قِرَائَةُ شَيْءٍ مِّنَ الْقُرْآنِ].	129
إِنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَابْنَ عَوْفٍ كَانَا يُصَلِّيَانِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ.	130
[صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَالْوِتْرُ وَاحِدَةٌ].	130
إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ.	141
إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ؛ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ	144

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[أَنَا لَعَمْرُ اللّٰهِ أُخْبِرُكَ، أَتَّبِعُهَا مِنْ أَهْلِهَا، فَإِذَا وُضِعَتْ؛ كَبَّرْتُ......].	145
[اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ......].	148
عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلّٰى عَلٰى مَيِّتٍ...... .	153
عَنْ عَلِيٍّ: [أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا؛ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ......].	154
فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُوْلٰى يَبْدَأُ بِحَمْدِ اللّٰهِ......، وَالثَّانِيَةُ صَلَاةٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ	155
سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَسِّنُ الْقِرَائَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ.	156
قُلْتُ لِفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ: هَلْ يُقْرَأُ عَلَى الْمَيِّتِ بِشَيْءٍ؟ قَالَ: لَا.	157
عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَا: لَيْسَ فِي الْجِنَازَةِ قِرَائَةٌ.	159
سَأَلْتُ عَطَاءً عَنِ الْقِرَائَةِ عَلَى الْجَنَازَةِ، فَقَالَ: مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا.	160
عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ وَعَطَاءٍ أَنَّهُمَا يُنْكِرَانِ الْقِرَائَةَ عَلَى الْجَنَازَةِ.	162
عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: لَا أَعْلَمُ فِيهَا قِرَائَةً.	163
سَأَلْتُ مَيْمُونًا عَلَى الْجِنَازَةِ قِرَائَةٌ أَوْ صَلَاةٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ؟	163
سَأَلْتُ سَالِمًا، فَقُلْتُ: الْقِرَائَةُ عَلَى الْجَنَازَةِ؟ فَقَالَ: لَا...... .	165
سَأَلْتُهُ: أَيُقْرَأُ عَلَى الْمَيِّتِ بِشَيْءٍ إِذَا صُلِّيَ عَلَيهِ؟ قَالَ: لَا.	167
قَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَقْرَأُ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ؟ قَالَ: لَا تَقْرَأْ.	179
مَا كُنْتُ أَحْسَبُ أَنَّ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ تُقْرَأُ إِلَّا فِي صَلَاةٍ...... .	179
لَا يَقْرَأُ الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ الْقُرْآنَ.	196
اَلْحَائِضُ لَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ.	196
اَلْحَائِضُ تَقْرَأُ آيَةً أَوْ آيَتَيْنِ.	197

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصادر ومراجع

1. القرآن الكريم

2. ابن التركماني، علي بن عثمان بن إبراهيم، الحنفي، الجوهر النقي على سنن البيهقي، دار الفكر، بيروت.

3. ابن الجارود، عبد الله بن علي، النيسابوري، المنتقى من السنن المسندة، مؤسسة الكتاب الثقافية، بيروت، 1408ھ.

4. ابن الجوزي، عبد الرحمن بن علي، أبو الفرج، التحقيق في أحاديث الخلاف، دار الكتب العلمية، بيروت، 1415ھ.

5. ابن القطان، أبو الحسن، على بن محمد، الفاسي، بيان الوهم والإيهام في كتاب الأحكام، دار طيبة، الرياض، 1418ھ.

6. ابن الملقن، عمر بن علي بن أحمد، سراج الدين، البدر المنير في تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في الشرح الكبير، دار الهجرة للنشر والتوزيع، الرياض، 1425ھ.

7. ابن المنذر، محمد بن إبراهيم بن المنذر، النيسابوري، الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف، دار طيبة، الرياض، 1405ھ.

8. ابن الهمام، محمد بن عبد الواحد، الحنفي، فتح القدير، دار الفكر، بيروت.

9. ابن أبي حاتم، عبد الرحمن بن محمد بن إدريس، الرازي، الجرح والتعديل، دار إحياء التراث العربي، بيروت، 1271ھ.

10. ابن أبي حاتم، عبد الرحمن بن محمد بن إدريس، الرازي، كتاب المراسيل، مؤسسة الرسالة، بيروت، 1397ھ.

11. ابن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم، أبو بكر، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، مكتبة الرشد، الرياض، 1409ھ.

12. ابن تيمية، أحمد بن عبد الحليم، شيخ الإسلام، اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم، دار عالم الكتب، بيروت، 1419ھ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

13. ابن تيمية، أحمد بن عبد الحليم، شيخ الإسلام، صحّة أصول مذهب أهل المدينة، مكتبة الثقافة الدينية، 1998هـ.
14. ابن حبّان، محمد بن حبّان بن أحمد، أبو حاتم، الثقات، دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد، دكن، الهند، 1393هـ.
15. ابن حبّان، محمد بن حبّان بن أحمد، أبو حاتم، صحيح ابن حبّان بترتيب ابن بلبان، مؤسسة الرسالة، بيروت، 1414هـ.
16. ابن حجر، أحمد بن على بن حجر، العسقلاني، الحافظ، التلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير، دار الكتب العلمية، بيروت، 1419هـ.
17. ابن حجر، أحمد بن على بن حجر، العسقلاني، الحافظ، تقريب التهذيب، دار الرشيد، سوريا، 1406هـ.
18. ابن حجر، أحمد بن على بن حجر، العسقلاني، الحافظ، تهذيب التهذيب، مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند، 1326هـ.
19. ابن حجر، أحمد بن على بن حجر، العسقلاني، الحافظ، فتح الباري شرح صحيح البخاري، دار المعرفة، بيروت، 1379هـ.
20. ابن حزم، على بن أحمد بن سعيد، الظاهري، المحلّى بالآثار، دار الفكر، بيروت.
21. ابن خزيمة، محمد بن إسحاق، النيسابوري، كتاب التوحيد وإثبات صفات الربّ عز وجل، مكتبة الرشد، الرياض، 1414هـ.
22. ابن شاهين، عمر بن أحمد، أبو حفص، تاريخ أسماء الثقات، الدار السلفية، الكويت، 1404هـ.
23. ابن شبة، عمر بن شبة، النميري، أخبار المدينة النبوية، دار العليان، 1411هـ.
24. ابن عبد البرّ، يوسف بن عبد الله، أبو عمر، الاستذكار الجامع لمذاهب فقهاء الأمصار، دار الكتب العلمية، بيروت، 1421هـ.
25. ابن عبد البرّ، يوسف بن عبد الله، أبو عمر، الاستيعاب في معرفة الأصحاب، دار الجيل، بيروت، 1412هـ.
26. ابن عبد البرّ، يوسف بن عبد الله، أبو عمر، التقصي لما في الموطا من حديث النبي ﷺ، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، الكويت، 1433هـ.
27. ابن عبد البرّ، يوسف بن عبد الله، أبو عمر، التمهيد لما في الموطّا من المعاني والأسانيد، وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية، المغرب، 1387هـ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

28. ابن عدي، أبو أحمد عبد الله، الجرجاني، الكامل في ضعفاء الرجال، دار الكتب العلمية، بيروت، 1418ھ.
29. ابن قدامة، عبد الله بن أحمد، المقدسي، المغني، مكتبة القاهرة، 1388ھ.
30. ابن قيم، محمد بن أبي بكر بن أيوب، شمس الدين، الصلاة وأحكام تاركها، مكتبة الثقافة، المدينة المنورة.
31. ابن قيم، محمد بن أبي بكر بن أيوب، شمس الدين، زاد المعاد في هدي خير العباد، مؤسسة الرسالة، بيروت، مكتبة منار الإسلامية، الكويت، 1415ھ.
32. ابن ماجه، محمد بن يزيد، القزويني، سنن ابن ماجه، دار إحياء الكتب العربية.
33. ابن نجيم، زين الدين بن إبراهيم، الحنفي، الأشباه والنظائر، دار الكتب العلمية، بيروت، 1419ھ.
34. ابن نجيم، زين الدين بن إبراهيم، الحنفي، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، دار الكتاب الإسلامي، الطبعة الثانية.
35. الألباني، محمد ناصر الدين، العلّامة، سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيّئ في الأمة، دار المعارف، الرياض، 1412ھ.
36. البخاري، محمد بن إسماعيل، الإمام، التاريخ الكبير، دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد، دكن، الهند.
37. البخاري، محمد بن إسماعيل، الإمام، الجامع المسند الصحيح المختصر لأمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه، المعروف بـ صحيح البخاري، طبع دار طوق النجاة، 1422ھ.
38. البخاري، محمد بن إسماعيل، الإمام، جزء القراءة خلف الإمام، المكتبة السلفية، 1400ھ
39. البلخي، نظام الدين، ولجنة العلماء، الفتاوى الهندية المعروف بـ فتاوى عالمگیری، دار الفكر، 1310ھ.
40. البوصيري، أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل، الشافعي، مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه، دار العربية، بيروت، 1403ھ.
41. البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي، أبو بكر، الأسماء والصفات، مكتبة السوادي، جدة، السعودية، 1413ھ.
42. البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي، أبو بكر، الخلافيات بين الإمامين

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الشافعي وأبي حنيفة وأصحابه، الروضة للنشر والتوزيع، القاهرة، 1436ھ.
43. البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي، أبو بكر، السنن الكبرىٰ، دار الكتب العلمية، بيروت، 1424ھ
44. الترمذي، محمد بن عيسىٰ، الإمام، الجامع الكبير، المعروف بـ سنن الترمذي، دار الغرب الإسلامي، بيروت، 1998ء.
45. الجيلاني، عبد القادر بن موسىٰ، السيّد، الغنية لطالبي طريق الحق المعروف بـ غنية الطالبين، دار الكتب العلمية، بيروت، 1417ھ.
46. الحاكم أبو عبد اللّٰه، محمد بن عبد اللّٰه، ابن البيّع، المستدرك على الصحيحين، دار الكتب العلمية، بيروت، 1411ھ.
47. الحاكم أبو عبد اللّٰه، محمد بن عبد اللّٰه، ابن البيّع، معرفة علوم الحديث، دار الكتب العلمية، بيروت، 1397ھ.
48. الخطيب، أبو بكر أحمد بن علي، البغدادي، تاريخ بغداد، دار الغرب الإسلامي، بيروت، 1422ھ.
49. الدار قطني، علي بن عمر، أبو الحسن، سنن الدارقطني، مؤسسة الرسالة، بيروت، 1424ھ.
50. الدارمي، أبو محمد عبد اللّٰه بن عبد الرحمن بن الفضل بن بهرام، التميمي، مسند الدارمي المعروف بـ سنن الدارمي، دار المغني للنشر والتوزيع، السعودية، 1412ھ.
51. الدارمي، عثمان بن سعيد، الإمام، الرد على الجهمية، دار ابن الأثير، الكويت، 1416ھ.
52. الدارمي، عثمان بن سعيد، الإمام، نقض الإمام أبي سعيد على المريسي الجهمي العنيد فيما افترىٰ على اللّٰه عز وجل من التوحيد المعروف بـ الردّ على بشر المريسي، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، 1418ھ.
53. الذهبي، محمد بن أحمد بن عثمان، شمس الدين، الحافظ، تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام، دار الغرب الإسلامي، 2003ء.
54. الذهبي، محمد بن أحمد بن عثمان، شمس الدين، الحافظ، سير أعلام النبلاء، مؤسسة الرسالة، بيروت، 1405ھ.
55. الزيلعي، عبد اللّٰه بن يوسف، الحنفي، نصب الراية لأحاديث الهداية،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤسسة الريان للطباعة والنشر، بيروت، 1418هـ.

56. الزيلعي، عثمان بن علي بن محجن، الحنفي، تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، المطبعة الكبرى الأميرية، القاهرة، 1313هـ.

57. الشافعي، محمد بن إدريس، الإمام، الأم، دار المعرفة، بيروت، 1410هـ.

58. الشافعي، محمد بن إدريس، الإمام، مسند الإمام الشافعي، دار الكتب العلمية، بيروت، 1400هـ.

59. الصنعاني، محمد بن إسماعيل بن صلاح، الأمير، سبل السلام شرح بلوغ المرام من أدلة الأحكام، دار الحديث.

60. الطبراني، سليمان بن أحمد، أبو القاسم، المعجم الكبير، مكتبة ابن تيمية، القاهرة، الطبعة الثانية.

61. الطبراني، سليمان بن أحمد، أبو القاسم، مسند الشاميين، مؤسسة الرسالة، بيروت، 1405هـ.

62. الطحاوي، أحمد بن محمد بن سلامة، أبو جعفر، الحنفي، شرح مشكل الآثار، مؤسسة الرسالة، بيروت، 1415هـ.

63. الطحاوي، أحمد بن محمد بن سلامة، أبو جعفر، الحنفي، شرح معاني الآثار، عالم الكتب، 1414هـ.

64. الطحطاوي، أحمد بن محمد بن إسماعيل، الحنفي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، دار الكتب العلمية، بيروت، 1418هـ.

65. العنيي، محمود بن أحمد، الحنفي، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

66. العينى، محمود بن أحمد، الحنفي، شرح سنن أبي داود، مكتبة الرشد، الرياض، 1420هـ.

67. الفسوي، يعقوب بن سفيان، أبو يوسف، المعرفة والتاريخ، مؤسسة الرسالة، بيروت، 1401هـ.

68. القاضي، إسماعيل بن إسحاق، المالكي، فضل الصلاة على النبي ﷺ، المكتب الإسلامي، بيروت، 1397هـ.

69. الكاساني، أبو بكر بن مسعود، الحنفي، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، دار الكتب العلمية، بيروت، 1406هـ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

70. المرغيناني، علي بن أبي بكر، الحنفي، الهداية في شرح بداية المبتدي، دار إحياء التراث العربي، بيروت.
71. النسائي، أحمد بن شعيب، الإمام، السنن الكبریٰ، مؤسسة الرسالة، بيروت، 1421ھ.
72. النسائي، أحمد بن شعيب، الإمام، المجتبیٰ من السنن المعروف بـ السنن الصغریٰ، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، 1406ھ.
73. النووي، يحيیٰ بن شرف، محيي الدين، الجموع شرح المهذّب، دار الفكر.
74. النووي، يحيیٰ بن شرف، محيي الدين، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجّاج، المعروف بـ شرح النووي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، 1392ھ.
75. النووي، يحيیٰ بن شرف، محيي الدين، خلاصة الأحكام في مهمات السنن وقواعد الإسلام، مؤسسة الرسالة، بيروت، 1418ھ.
76. النيموي، محمد بن علي، ظهير أحسن، الحنفي، التعليق على آثار السنن، مكتبة حقانية، ملتان.
77. الهيثمي، علي بن أبي بكر بن سليمان، نور الدين، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، دار المأمون للتراث، بيروت.
78. الإشبيلي، عبد الحق بن عبد الرحمن، ابن الخراط، الأحكام الشرعية الكبریٰ، مكتبة الرشد، الرياض، 1422ھ.
79. انوار خورشید، دیوبندی، حدیث اور اہل حدیث، جمیعت اہل سنت، لاہور، 1427ھ.
80. اوکاڑوی، امین صفدر، دیوبندی، مجموعہ رسائل، مکتبہ فاروقیہ، گوجرانوالہ، 1991ء.
81. أبو الشيخ، عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان، الأصبهاني، العظمة، دار العاصمة، الرياض، 1408ھ.
82. أبو الفضل، صالح بن الإمام أحمد بن حنبل، الشيباني، سيرة الإمام أحمد بن حنبل، دار الدعوة، الاسكندرية، 1404ھ.
83. أبو داوٗد، سليمان بن الأشعث، الإمام، سنن أبي داوٗد، المكتبة العصرية، بيروت.
84. أحمد بن حنبل، أبو عبد الله، الإمام، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة، بيروت، 1421ھ.
85. تقی عثمانی، محمد تقی، مفتی، درس ترمذی، مکتبہ دار العلوم، کراچی، 1431ھ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

86. تهانوي، ظفر أحمد، العثماني، إعلاء السنن، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراتشي، 1418ھ.
87. شاه ولي الله، أحمد بن عبد الرحيم، الدهلوي، حجّة الله البالغة، دار الجيل، بيروت، 1426ھ.
88. شيخ الهند، محمود الحسن، الديوبندى، إيضاح الأدلة، دهلى، 1330ء.
89. شيخ الهند، محمود الحسن، الديوبندي، التقرير للترمذي، الطاف اينڈ سنز، كراتشي، 1430ھ.
90. صفدر، محمد سرفراز خان، دیوبندی، أحسن الكلام في ترك القرائة خلف الإمام، مکتبہ صفدریہ، گوجرانوالہ، 2006ء.
91. عبد الرزاق بن همام، أبو بكر، الصنعاني، المصنّف، المكتب الإسلامي، 1403ھ.
92. كشميرى، محمد انور شاه، الديوبندى، العرف الشذي شرح سنن الترمذي، دار التراث العربي، بيروت، 1425ھ.
93. كشميرى، محمد انور شاه، الديوبندى، فيض الباري على صحيح البخاري، دار الكتب العلمية، بيروت، 1426ھ.
94. لكهنوي، محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم، أبو الحسنات، التعليق الممجّد على موطّا محمد، دار القلم، دمشق، 1426ھ.
95. مالك بن أنس، المدني، الإمام، المدوّنة الكبرى، دار الكتب العلمية، بيروت، 1415ھ.
96. مالك بن أنس، المدني، الإمام، الموطّا، مؤسسة زاهد بن سلطان، الأمارات، 1425ھ.
97. ماہنامہ ضربِ حق سرگودھا، جلد نمبر1، شمارہ نمبر10.
98. مسلم بن حجاج، الإمام، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله ﷺ، دار إحياء التراث العربي، بيروت، 1412ھ.
99. ملا جیون، احمد بن ابو سعید، حنفی، تفسیرات احمدیہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، کراچی، 2006ء.
100. نعیمی، احمد یار خان، بریلوی، جاء الحق وزهق الباطل المعروف بہ فیصلہ مسائل، نعیمی کتب خانہ، گجرات، پاکستان.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

نمازِ جنازہ میں سُورہ فاتحہ

فرض، مستحب، یا مکروہ تحریمی؟

نمازِ جنازہ فوت ہونے والے مسلمان کا زندہ مسلمانوں پر لازمی حق ہے۔
اگر ادائیگی رسول اللہ ﷺ کے اَحسن طریقے اور پاکیزہ تعلیمات کے مطابق
ہو گی تو ہی یہ حق ادا ہو گا۔ نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قراءت کا حکم کیا ہے؟
اس میں لمبا چوڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ کتاب اسی حوالے سے سنتِ نبوی کی
کھوج لگانے کی ایک تحقیقی کوشش ہے۔
امید ہے کہ اتباعِ سنت کے جذبے سے پڑھنے والا ضرور مُراد پائے گا۔

للطباعة والنشر
دار الاسلاف
DAR-UL-ASLAF

طباعت
مکتبہ قدوسیہ
042-37230585